قواعد و ہدایات متعلق رسالہ الواعظ

اِس رسالہ کے ضروری قواعد اور ہدایات حسب ذیل ہونگے۔

(۱) یہ رسالہ بالفعل ماہانہ ہوگا اور اسکا حجم (علاوہ سرورق) ۲۴ اور ۳۲ صفحہ کے درمیان ۲۲+۱۸ تقطیع پر ہوگا۔ مگر آیندہ حسب ضرورت اسکو پانزدہ روزہ یا ہفتہ وار کیا جا سکتا ہے۔ اور حجم مین بھی وسعت دیجاے گی۔

(۲) لکھائی۔ چھپائی عمدہ ہوگی۔ کاغذ بھی حتے الامکان بہتر لگایا جائے گا۔ باینہمہ قیمت سالانہ تین روپیہ ہوگی جو پیشگی یا بذریعۂ وی پی وصول کیجائے گی۔ جسمین محصول ڈاک اور وی پی کے اخراجات نہین شامل ہین اور اِسی قیمت مین ضمیمہ یعنی ترجمۂ الشیعہ و فنون الاسلام" بھی ملتا رہے گا۔

(۳) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لیے رسالہ خریدنا ہوگا۔ اور سال تمام کے کُل پرچے لینے ہونگے خواہ درخواست خریداری کسی وقت بھی کیجائے۔

(۴) خریدار اپنا نام اور پتہ ہمیشہ بخط اُردو صاف حرفون مین لکھین اور اگر ممکن ہو تو ڈاکخانہ کا نام صاف طور پر انگریزی مین بھی لکھین۔

(۵) نمونہ کا صرف پہلا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر بلا قیمت روانہ کیا جائے گا۔

(۶) جواب طلب اُمور کے لیے جوابی کارڈ یا آدھ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

(۷) مضامین اور علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت بنام "اڈیٹر" اور باقی تمام اُمور کی بابت بنام "منیجر" ہونی چاہیئے۔

(۸) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو جاری ہوا کرے گا۔

(۹) اڈیٹر کا پتہ - اڈیٹر رسالۂ الواعظ" مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
منیجر کا پتہ - منیجر رسالۂ الواعظ" - مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
} نام لکھنے کی ضرورت نہین

جلد ۱ | فہرست مضامین الواعظ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء | نمبر ۵

مدرستہ الواعظین کی دوسری سالگرہ

شیدائیان مذہب وملت تقریباً مدرستہ الواعظین اور اسکے مقاصد سے اچھی طرح واقف ہو چکے۔ یہ مدرسۂ مبارکہ مذہب کی اُس خدمت عظمیٰ کے لیے آمادہ ہوا ہی جسکی نظیرین کم از کم دنیاے اسلام مین تو مفقود نظر آتی ہین۔ ترقی مذہب کے خواہشمند حضرات اِس امر کے متمنی رہتے ہونگے کہ وہ مدرستہ الواعظین کے حالات سے لاعلم نہ رہین خدا کا لاکھ شکر ہے کہ مدرستہ الواعظین کے قیام سے آج دو سال ختم ہوئے۔ اس عرصہ مین اسنے حمایت مذہب کے لیے جو کوششین کی ہین انکا نتیجہ حضرات مومنین کو انشاءاللہ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء کے بعد سے معلوم ہوگا مدرسہ سے امسال انشاءاللہ چند حضرات خدمت ملت واشاعت مذہب کی خاطر ملک کے مختلف مقامات مین تشریف لیجا کر اپنے چشمۂ علم سے تشنگان

ہدایت کو سیراب فرمائین گے چنانچہ ان حالات سے قوم کو بتفصیل آگاہ کرنے کیلیے مدرسہ کی دوسری سالگرہ کی تقریب مین ۲۴-۲۵-۲۶ - دسمبر کو اسکے سالانہ جلسے منعقد ہوئے جو حضرات اس زرین موقع پر شرکت نہ فرما سکے اُنکی واقفیت کیلیے جلسونکی مختصر کارروائی درج کیجاتی ہے

جلسۂ اول ۲۴ - دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء بوقت صبح

مدرسہ کا مکان جو وکٹوریہ اسٹریٹ پر سڑک کے کنارے پر واقع ہے صدر سامنے من ایک خوشنما منظر تھا - سڑک پر ایک پھاٹک قائم کردیا گیا تھا اور کرسیون پر نشست کا انتظام تھا - کئی سو کرسیان بترتیب شایستہ بچھائی گئی تھین - مجمع ہونے کے بعد جلسہ کی ابتدا جناب مولوی حافظ کفایت حسین صاحب ممتاز الافاضل فارغ التحصیل مدرسۂ ہذا نے تلاوت قرآن مجید سے فرمائی - بعد ازان جناب نجم الملۃ والدین شمس العلما مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان دام ظلہم العالی نے بحیثیت متولی مدرسہ کی سالانہ رپورٹ حاضرین کو سُنائی - جناب ممدوح نے حاضرین کو مدرسہ کے مقاصد سے واقف کرتے ہوئے قوم کے اُن دلخراش اور وحشت ناک واقعات سے آگاہ کیا جو آریہ - عیسائی اور قادیانی مشنون کے ہاتھ سے رونما ہو رہے ہین اور اسپر افسوس و ملال کا اظہار کیا کہ جو دین کل مذاہب سے زیادہ مکمل ہے اسمین بھی اس سمیت کا اثر پھیل رہا ہے - اسکے بعد اس عظیم الشان درسگاہ کے قلت سرمایہ کی طرف توجہ دلائی اور اُن باہمت روسا کا شکریہ ادا فرمایا جنھون نے اس دوران سال مین معتد بہ رقم سے مدرسہ کی خدمت فرمائی ہے -

اسکے بعد فخر المتکلمین جناب مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب مدظلہ مدرس اعلیٰ نے

بحیثیت پرنسپل اپنی بے مثل و نظیر تقریر سے مدرسے کے مقاصد اچھی طرح واضح فرماکر موجودین کو محظوظ و مسرور فرمایا۔ اسکے بعد جلسۂ اول برخاست ہوا۔ اس جلسے مین جناب مولا السید محمد باقر صاحب قبلہ مجتہد العصر اور جناب مولانا السید آقا حسن صاحب قبلہ مجتہد العصر اور جناب راجہ حسین علیخان صاحب دام اقبالہ رئیس دیوگاؤن بھی تشریف فرما تھے۔

جلسۂ دوم ۲۴ - دسمبر ۱۹۲۱ء وقت شام

پہلے جناب مولوی سید خورشید حسن صاحب ممتاز الافاضل فارغ التحصیل مدرسۃ الواعظین نے تقریر فرمائی اور اُن اعتراضات کو دفع فرمایا جو عام طور سے معجزات انبیا پر کیے جاتے ہین۔ بعدہٗ حضرات موجودین جلسہ کی فرمایش اور جناب نجم العلما دام ظلہ کے ارشاد کے موافق جناب مولوی سید علی صاحب صدر الافاضل و جناب مولوی حافظ کفایت حسین صاحب ممتاز الافاضل و جناب مولوی عدیل اختر صاحب ممتاز الافاضل مین مسئلۂ توحید پر آپس مین مکالمہ ہوا تاکہ حضرات حاضرین جلسہ کو یہ معلوم ہو سکے کہ حضرات طلبۂ کرام نے مناظرہ مین کہانتک ترقی حاصل کی ہے اور غیر مذاہب کے حالات پر کسقدر واقف ہو کر کسطرح اُنکے اعتراضات کا جواب دے سکتے ہین۔ بحمد اللہ حاضرین پر نہایت عمدہ اثر پڑا اور اسکے بعد یہ جلسۂ دوم بھی ختم ہوا۔ اس جلسہ مین جناب مولانا مفتی سید محمد علی صاحب قبلہ اور جناب مولانا مفتی السید احمد علی صاحب قبلہ بھی شریک تھے۔

جلسۂ سوم ۲۵ - دسمبر ۱۹۲۱ء وقت صبح

اول حضرت نجم الملۃ والدین دام ظلہم العالی نے تقریر فرمائی جسمین مجملاً اغراض و

مقاصد مدرستہ الواعظین پر روشنی ڈالی۔ طلاب مدرسہ اور واعظین و مروجین کو ہدایتین فرمائین اُنکا ایک اجمالی دستور العمل بیان فرماتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ ان حضرات کو اخلاق نبی وائمہ علیہم السلام کا نمونہ بننا چاہیے علی الخصوص حِلم و بردباری کی ضرورت اور اُسکے فوائد و نتائج بیان فرمائے اور حضرات ائمہ و علمائے کرام کا صفت حلم مین عملدرآمد تائید کلام مین پیش کیا۔ بعد ازان جناب مولوی سید محمد احمد صاحب سونی پتی متعلم مدرستہ الواعظین (نبیرۂ جناب مولوی سید عمار علی صاحب مصنف تفسیر عمدۃ البیان) نے "ابطال تناسخ" پر تقریر فرمائی اور دلائل قویہ و براہین قاطعہ سے تناسخ کو باطل کیا۔ پھر جناب مولوی سید علی صاحب صدر الافاضل نے مختصر تقریر کی۔ بعدہ اوستاد الواعظین جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ نے تقریبًا ایک گھنٹہ اپنے بیان سے حاضرین کو محظوظ کیا اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اس جلسے مین جناب مولانا سید آقا حسن صاحب قبلہ دامت برکاتہم تشریف فرما تھے۔

جلسہ چہارم ۲۵- دسمبر ۱۹۲۱ء وقت شام

اول مولوی سید محمد مہدی صاحب صدر الافاضل متعلم مدرستہ الواعظین نے ابطال رویت باری تعالے پر تقریر فرمائی اور دلائل عقلیہ و براہین نقلیہ سے رویت باری تعالے کو باطل کیا۔ بعد ازان جناب مولوی حافظ کفایت حسین صاحب نے کتاب مقدس (انجیل و توارات) کا مقابلہ قرآن مجید سے کیا۔ کتاب مقدس کی تاریخ بیان کرتے ہوئے ثابت کیا کہ موجودہ انجیل و توارات وہ الہامی کتابین نہین ہین جو آسمان سے نازل ہوئی تھین اور نیز یہ دکھایا کہ ان موجودہ کتابون کے مطالب خود گواہ ہین کہ یہ کتابین الہامی ماننے کے قابل نہین۔ بعدہٗ جناب

مرزا کاظم حسین صاحب محشر نے اپنی نظم سے سامعین کو محظوظ کیا جو حسب ذیل ہے

جذبات اثر

جسنے دی مجکو زبان اور قوت تقریر بھی
چھیڑتا ہون حال دل بھر دے وہی تاثیر بھی

سہل ہو طور سخن پر ادعاے موسوی
لیکن ایسے وقت جب بیدار ہو تقدیر بھی

شرح حسن دوست اُسکے منھ سے سُننا چاہیے
کھینچلی ہو جسنے کلک شوق سے تصویر بھی

زلف لیلای سخن کا بل نکالے گا وہی
جسکی آہون سے ہو جنبان عرش کی زنجیر بھی

یہ دعا مانگو زبان والو جو رکھتے ہو زبان
صدقے مین پاؤ لسان اللہ کے تاثیر بھی

قدرت معجز بیانی کی یہ دیکھی انتہا
غمکدہ مین جاگ اُٹھی سوتی ہوئی تقدیر بھی

آئینہ مین جیسے جوہر یون ہون کاغذ پر حروف
دل پھڑک اُٹھے اگر دیکھے کوئی تحریر بھی

چاہیے مقتول سے قاتل کی ہو میٹھی زبان
پھر نہ پوچھی جائیگی کچھ علت تعزیر بھی

اہل باطن پر عیان قرآن کا ہی حسن سخن
جسکے شیدا ہین رسول اور شاہ خیبر گیر بھی

دینے والے نے دیا جبریل کو ایسا سبق
خوش ہوا جسکے اثر سے کاتب تقدیر بھی

لہجۂ مانوس لازم ہی دم حسن کلام
جزو قرآن ہو گئی معراج کی تقریر بھی

اسطرح لازم ہے ہو محبوب سے محو کلام
پاؤن کو ایذا نہ ہو محسوس نکلے تیر بھی

یاد ہی من کنت مولا کا غدیر خم مین زور
آجتک مدہوش ہین جس سے جوان و پیر بھی

دلمین جسکے ہوا اثر یعنی کہ روحانی اثر
سمجھے گا قرآن وہ اور قرآن کی تفسیر بھی

بے تکلف دل کی باتین ہونگی جب صرف زبان
خود بخود بنجاے گی تخئیل کی تصویر بھی

ہین اگر دلمین نہان اسرار آیات و حدیث
قدرتاً آجاے گی پھر وعظ مین تاثیر بھی

نیت خالص سے موسے نے کہی تھی ایک بات
غش تو آیا شوق کی لیکن بنے تصویر بھی

یاد رکھو واعظو محشر کی پند مختصر
حسن نیت مین نہان ہی قدرت تاثیر بھی

جلسۂ پنجم ۲۶ دسمبر وقت صبح

اول جناب مولوی حافظ کفایت حسین صاحب ممتاز الافاضل و فارغ التحصیل مدرسۃ الواعظین جناب مولوی سید عدیل اختر صاحب ممتاز الافاضل و فارغ التحصیل مدرسۃ الواعظین نے رد مذہب قادیانی و حیات و ممات مسیح پر مکالمہ کیا اور ثابت کیا کہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ پر ختم ہو گئی لہذا اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ بعدہٗ عالیجناب ماسٹر علی صفدر صاحب بی۔اے مدرس شیعہ ہائی اسکول نے ابطال قدم مادہ پر تقریر کی اور ظاہر کیا کہ یوروپ کی جدید تحقیقات سے مادہ کا حدوث اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے۔ اِنکے بعد جناب سید اکبر حسین صاحب نے تقریر کی اور ثابت کیا کہ مذہب اسلام کی ترویج کا راز اسکی روحانی تعلیم تھی اور وہ بزور شمشیر نہیں پھیلا اور مشن کی اجمالی تاریخ اور طریق کارروائی کا تذکرہ کیا۔ اِس جلسہ مین مولانا سید ابن حسن صاحب قبلہ دام برکاتہ تشریف فرما تھے۔

جلسۂ ششم ۲۶ دسمبر وقت شام

پہلے مولوی یوسف مرزا صاحب متعلم مدرسۃ الواعظین نے صرف خدا کے صانع عالم ہونے پر بسیط تقریر کی بعدہٗ جناب مولوی سید علی صاحب صدر الافاضل و فارغ التحصیل مدرسۃ الواعظین نے تقریر کی اور ثابت کیا کہ مذہب حق ایک ہی ہو سکتا ہے بعد ازان سید آل احمد صاحب بی۔اے نے تقریر کی اور قوم کو مدرسہ کے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے اُنکو توجہ دلائی کہ وہ موافق تجویز انتظامیہ کمیٹی مدرسۃ الواعظین اپنی اپنی آمدنی سے کچھ حصہ مدرسہ کے لیے معین کرین

بعدہٗ مولوی ضامن حسین صاحب متعلم مدرسۃ الواعظین نے مشن کے کامیابی کے اسباب پر بحث کی۔ اِس جلسہ مین جناب راجہ مہدی علیخان صاحب تعلقدار حسن پور بھی تشریف لائے تھے۔ ختم جلسہ پر عالیجناب مرزا محمد ہادی صاحب عزیز نے اپنی پرجوش نظم سے قلوب حاضرین کو مسرور فرمایا ؎

یہ باغبان جو مصروف ہین ریاضت مین | زمینِ شور کو گلشن بنا کے اُٹھینگے
گرائے جائے فلک بجلیان نہین پروا | ہمین بھی ضد ہی نشیمن بنا کے اُٹھینگے
پناہ لیگا اب اسلام اِس جماعت مین | ہم اپنی بزم کو مامن بنا کے اُٹھینگے
وہ دانہ دانہ سہی جمع ہم کرینگے ضرور | فلک کے دور مین خرمن بنا کے اُٹھینگے
مجال عرضِ تمنا رہے گی پھر کیونکر | جب آپ ایسی ہی چتون بنا کے اُٹھینگے
ہی دل کی آگ مین اک جلوۂ ابد پنہان | جہان کو وادیِ ایمن بنا کے اُٹھینگے
شکوک باطلہ کو خاک مین ملادینگے | جہان مین کفر کا مدفن بنا کے اُٹھینگے
اِسی خیال مین ہی نجمِ ملتِ بیضا | زمین کو ہالۂ روشن بنا کے اُٹھینگے

دلِ رمیدۂ ما را انیس و مونس شد
ستارۂ بدرخشید و ماہ مجلس شد

مدرسۃ الواعظین کے سالانہ جلسہ کی یہ اجمالی کارروائی آپ حضرات نے دیکھی مدرسے کے بعض طلبہ اور بعض دیگر مقررین کی تقریرین بھی جو اس موقع پر موجودین نے سُنی تھین حسب موقع انشاءاللہ آپ حضرات کی دلچسپی کے لیے الواعظ مین شائع کیجائینگی۔

حقیّت اسلام

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامِ | دین حق خدا کے نزدیک یقیناً بس یہی ہے

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ٥

اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو اس دین حق سے اختلاف کیا ہے تو محض باہمی شرارت سے اور اصل امر معلوم ہو جانے کے بعد ہی کیا ہے۔ اور جس شخص نے خدا کی نشانیون سے انکار کیا تو وہ سمجھ لے کہ یقیناً خدا اُس سے بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

خلاق عالم اپنے کلام عدیم المثال مین مذہب اسلام کو دیگر مذاہب عالم پر نہ صرف ترجیح دیتا ہے بلکہ مذہب اسلام ہی کو حق بتاتا ہے اور باقی دیگر مذاہب عالم کو بمقابلہ اسلام باطل قرار دیتا ہے۔ اور درحقیقت اگر شخص عاقل مذاہب عالم پر گہری نظر ڈالکر دیکھے اور غور کرے تو عقلاً بھی سوائے مذہب اسلام کے دنیا کا کوئی مذہب حق نظر نہ آئے گا۔ لہذا سب سے پہلے ایک اجمالی نظر عالم پر ڈال کر دیکھا جائے کہ دنیا مین کے قسم کے گروہ ہین اور وہ کس شان کے ہین۔ تفصیلی نظر ہر گروہ پر ڈالنا اور ہر گروہ کے اصول کو جانچنا نہایت دشوار ہے۔ اجمالاً اگر اہل عالم پر نظر کیجائے تو دنیا مین تین طرح کے گروہ پائے جاتے ہین۔

پہلا گروہ اُن لوگون کا ہے جو وجود خدا کا انکار کرتے ہین اور مادہ کو قدیم قرار دے کے اسیکو خالق عالم بتلاتے ہین۔ یہ مادیین کہلاتے ہین۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو وجود خالق کا تو قائل ہے مگر نبی کی ضرورت اور شریعت کی حاجت نہین سمجھتا اور کہتا ہے کہ ازبسکہ حسن و قبح تمام اشیا کا عقلی ہی لہذا سمجھنے کے لیے عقل کافی ہے۔ ہر شے کا حُسن و قبح عقل کے ذریعے سے معلوم ہو سکتا ہے شریعت کی کیا ضرورت ہی اور نبی مقرر کرنے کی خدا کو کیا حاجت ہی ریاضت نفسانی کے بعد خود انسان مرتبہ نبوت پر فائز ہو سکتا ہے

(یہ گروہ براہمہ اور حکما کا ہی)

تیسرا گروہ اُن لوگون کا ہے جو وجود خالق کے قائل ہین اور مذہب کو ضروری سمجھتے ہین۔ اپنے مذہب کو الہامی مذہب اور اپنی کتاب کو الہامی کتاب کہتے ہین۔

مذہب کو ضروری جاننے والے کثیر تعداد سے عالم مین موجود ہین۔

اس اجمالی نظر کے بعد ضرورت اس امر کی ہے کہ سب سے پہلے سابق کے دونون گروہون (یعنی مادیین۔ براہما و حکما) کو دلیل عقلی سے باطل کر دیا جائے اسکے بعد اُن لوگون کے مقابلے مین جو مذہب کے مدعی ہین اور اپنی کتاب کو الہامی کتاب سمجھتے ہین معیار عقلی سے مذہب حق کا فیصلہ کیا جائے۔

لہذا اول الذکر گروہ کے ابطال مین مین زیادہ وقت ناظرین کا لینا نہین چاہتا ہون۔ کثرت سے دلائل وجود صانع پر قائم ہین جنکو ناظرین کتب مین ملاحظہ کرکے استفادہ حاصل کر سکتے ہین۔ عالم کا ہر ذرہ اُسکے وجود کی شہادت دے رہا ہی اور بتلا رہا ہے کہ غیر ذی شعور مادہ ہرگز ہرگز منظّم اشیا کا خالق نہین ہوسکتا ہے۔ بخت و اتفاق سے اس تناسب اور خوبی کے ساتھ اشیا پیدا نہین ہوسکتے جبتک کہ انکا خالق فاعل مختار اور حکیم نہ تسلیم کرلیا جائے مادّے کو ایسے نفیس اشیا کا خالق قرار دینا بے عقلی کی دلیل ہی۔ اگر انسان اپنے نفس پر غور کرے اور اُن قوتون پر نظر کرے جو قدرت نے مرحمت کی ہین تو خدا کے وجود کے سمجھنے کے لیے کسی اور دلیل کی حاجت نہ ہوگی اسلیے یہ مذہب بالکل باطل ہے (این خیال است و محال است و جنون)

اب رہا دوسرا گروہ جو نبی کی ضرورت کا انکار کرتا ہے۔ انہین دو فرقہ ہوگئے ہین۔ ایک براہما۔ دوسرے حکما۔

براہما۔ انکا خیال ہے کہ تمام اشیا کا حسن وقبح جبکہ عقلی ہی تو کوئی ضرورت کسی
نبی کی نہین ہی خود عقل کے ذریعے سے ہر شے کا حسن وقبح دریافت ہو سکتا
ہی اور انسان اپنے تمدن کے لیے خود ایک قانون بنا سکتا ہے۔
(جواب) انکا صرف اتنا خیال ضرور قابل تسلیم ہی کہ حسن وقبح ہر شے کا
عقلی ہے مگر یہ امر ہرگز قابل تسلیم نہین کہ ہر شے کے حسن وقبح کو ہماری عقل
ناقص جو ہر وقت خواہشات نفسانیہ مین گھری ہوئی ہے بغیر کسی معلم کے
سمجھ بھی سکتی ہو۔ اسلیے کہ عالم مین کثیر تعداد سے ایسے اشیا موجود ہین جنکے
حسن وقبح کو سمجھنے سے عقل ناقص عاجز ہے۔ مثلاً کسی دوسرے شخص کے
ہر فعل کی مصلحت وحسن وقبح کو جبتک کہ وہی نہ بتاسئے ہماری عقل ناقص
نہین سمجھ سکتی ہے اور ہمارا بنایا ہوا قانون کبھی اس قابل نہین ہو سکتا جو
اہل عالم کو ہمیشہ ہمیشہ نفع پہونچاتا رہے۔
چنانچہ جس سلطنت نے جمہوری قوت سے کوئی قانون بنایا ہے تو اُسمین اپنے
فوائد ذاتی کو زیادہ تر مدنظر رکھا ہے لہذا اُس قانون کو بنانے والی وہ
ذات ہونا چاہیے جو ہر شخص کی حالت موجودہ وآیندہ سے واقف ہو اور
اُنکا خالق حقیقی ہو اور کوئی اپنا ذاتی فائدہ مدنظر نہو۔ تو وہ سوائے ذات
جناب اقدس الٰہی کے اور کوئی دوسری ذات نہین ہو سکتی۔ اسلیے
ضرور ہوا کہ خود خلاق عالم اچھی باتون پر عمل کرنے کا حکم دے اور بری
باتون سے منع کرے۔ اور یہ بلا کسی واسطے کے غیر ممکن ہے۔ لہذا معلوم ہوا
کہ اسکی تبلیغ کے لیے بھی کوئی ذات ہونا چاہیئے اور اُسی کو لسان شرع
مین نبی کہتے ہین۔
حکما۔ انمین سے بعض نے تو ضرورت نبی کو تسلیم کرلیا ہے مثل شیخ کے

مگر اکثر اس امر کے قائل ہین کہ ریاضت نفسانیہ کے بعد خود انسان مرتبہ
نبوت پر فائز ہوسکتا ہے خدا کو کسی نبی کے مقرر کرنے کی خود ضرورت نہین ہے
اب ہم ناظرین کے سامنے دو ایسی دلیلین پیش کرنا چاہتے ہین جنسے ضرورت
نبی ثابت ہوجائے اور منکرین نبوت کے مذاہب باطل ہوجائین
دلیل اوّل جو مسلمات حکما پر مبنی ہے۔ کوئی قابل مبدأ فیاض سے استفادہ
حاصل نہین کرسکتا ہے تاوقتیکہ باہمی تناسب نہو۔ مثلاً مزاج کی بحث مین
حکما کہتے ہین کہ متضاد کے باہمی کسر و انکسار سے جب ایک متوسط کیفیت
حاصل ہوجاتی ہے جو بلحاظ اپنی وحدت کے مبدأ فیاض سے مناسب
ہوتی ہے اُسوقت اُس مرکب پر کسی صورت کا فیضان ہوتا ہی یا یہ کہتے ہین
کہ جب نفوس فلکیہ حرکات کے ذریعہ سے اوضاع ممکنہ کو قوت سے فعلیت
کے مرتبہ مین لاکر مبدأ فیاض سے جو محض بالفعل ہے مناسبت حاصل کرلیتے
ہین اُسوقت اُنپر مناسب کمالات کا فیضان ہوتا ہے۔ نفس ناطقہ اگرچہ
مجرد ہے مگر جسمانی تعلق کی وجہ سے مکدر اور مبدأ فیاض سے بہت دور ہے
اسلیے اُسے اپنے استفادہ مین کسی ایسے وسیلے کی ضرورت ہی جو تجرد اور تعلق
دونون حیثیتین رکھتا ہو ایسے شخص کا پیدا کرنا خلاق عالم کا کام ہے اور
ایسے ہی شخص کو لسان شرع مین نبی کے لقب سے یاد کرتے ہین۔
دلیل دوم۔ عالم مین بہت سے اشیا نفع پہونچانے والے اور بہت سے ضرر
پہونچانے والے ہین۔ اُنکے نفع و ضرر پر اطلاع کے عقلاً تین ہی طریقے ہوسکتے
ہین۔ اول تجربہ۔ دوم بذریعہ عقل۔ سوم بذریعہ معلم۔
تجربہ تمام اشیا کی اطلاع کے لیے کافی نہین ہوسکتا ہی اسوجہ سے کہ اولاً تو اُسکے
حصول کے لیے زمانہ دراز کی ضرورت ہی جس سے ضرورت کا فوت ہونا

لازم آتا ہے۔ ثانیاً تجربہ مین کبھی خود اپنی ہلاکت کا خوف۔ کبھی کسی غیر کے فنا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ثالثاً اسکے دریافت کے لیے مجرد عقل ناکافی ہے اسلیے کہ جس درجہ کی عقل ہمکو ملی ہے وہ کامل نہین ہے بلکہ ناقص ہی جیسا کہ خود حکما کے اقوال اور انکے کتب سے ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے ہر چیز کے نفع و ضرر کا سمجھ لینا عقل ناقص کا فریضہ نہین ہے لہذا ضرور ہوا کہ خود خلاق عالم ہر شے کے نفع وضرر پر کسی معلم کے ذریعہ سے اپنے بندون کو مطلع کرے لہذا نبی کا ہونا ضروری ہوا۔

اب رہے وہ لوگ جو مذہب کو ضروری سمجھتے ہین اور نبی کی ضرورت تسلیم کرتے ہین اور اپنے مذہب کو الہامی مذہب اور اپنی کتاب کو الہامی کتاب کہتے ہین

جواب۔ انمین بعض کتابین ضرور الہامی کتابین اور بعض مذاہب الہامی مذاہب تھے (مثل یہود و نصاریٰ کے) یہ لوگ اپنی اُن کتابون پر جو خدا کی جانب سے نازل ہوئی تھین عامل نہین ہے بلکہ اُن کتابون مین حسب منشار تغیر دیکر ایک جدید کتاب اور جدید مذہب بنا لیا اور عالم کو دھوکا دینے کیلیے اپنے کو اُس کتاب کا پابند اور اُس مذہب کا پیرو ظاہر کرتے ہین۔

علاوہ اسکے جبکہ شریعت مصطفویہ نے عالم مین آکر تمام ماسبق شریعتون اور کتابونکو منسوخ کردیا تو اب کوئی شریعت سوا ے شریعت مصطفویہ کے قابل عمل نہین ہوسکتی شریعت مصطفویہ کے ناسخ ہونے پر کثرت سے دلائل عقلی و نقلی موجود ہین جنکے بیان کرنے مین ناظرین کا زیادہ وقت عزیز صرف کرنا نہین چاہتا ہون۔

اب ہم ایک ایسا معیار عقلی بیان کرتے ہین جس سے طالبین حق کے لیے حق اور باطل مین کافی طور سے امتیاز ہو جائے۔ وہ یہ ہے۔

جس مذہب مین احکام الٓہیہ کسی ایسے شخص کے ذریعہ سے حاصل ہوئے ہون جو

ابتدائے ولادت سے تا ختم حیات معاصی سے بری اور لباس عصمت سے مزین ہو
اور نہ کبھی جھوٹ بولا ہو اور نہ آیندہ کبھی جھوٹ بولنے کا اُس سے احتمال ہو۔
قید عصمت ایسی شے ہے جو درحقیقت ایک لطف الطاف آلہیہ سے ہی جو بغیر
خدا کے عطا کیے ہوئے کسی کو حاصل نہین ہوسکتا۔ ان دونون قیدون کے ساتھ
اگر کسی مذہب مین احکام الہیہ پہونچے ہون تو وہی مذہب حق ہوگا۔)
ان دونون قیدون کے ساتھ موجودہ مذاہب مین سوائے مذہب اسلام کے
کوئی دوسرا مذہب عالم مین موجود نہین ہے نہ اسلام سے بہتر کسی دوسرے
مذہب کے اصول ہین اور نہ اسکی خالص توحید سے بہتر کسی مذہب کی توحید ہے۔
حق یہ ہے کہ اگر ارباب نظر غور کرین تو سمجھ لینگے کہ سلاطین دنیا نے بھی اس قید کو
فروگزاشت نہین کیا ہے کیونکہ عصمت درحقیقت تمام زندگی کے چال چلن کی
تصدیق ہے اور عقلاً ہادی دین و مذہب کے لیے بہت ضروری ہے۔ آج دنیاوی
سلاطین بھی بغیر چال چلن کی تصدیق کے کسی شخص کو منصب حکومت پر معین
نہین کرتے ہین بلکہ ہر ملازمت کے لیے چال چلن کی درستی اور اُسکی تصدیق
ضروری سمجھی گئی ہے لہذا خدا کا رسول بھی ایسا ہونا چاہیے کہ جسنے کبھی خلاف
قانون خدا کوئی فعل نہ کیا ہو۔ اب رہا صادق اللہجہ ہونا تو وہ بھی کم ایسا
ضروری امر ہے کہ بغیر اسکے نہ احکام آلہیہ قابل عمل ہوسکتے ہین اور نہ اسکے بتائے
ہوئے احکام پر لوگون کو اعتماد و بھروسہ ہوسکتا ہے۔
اِس معیار عقلی پر اگر تمام مذاہب عالم جانچکر دیکھے جائین تو سوائے مذہب
اسلام کے دنیا کا اور کوئی دوسرا مذہب ٹھیک نہ اُترے گا لہذا مذہب اسلام
حق ہوا اور تمام مذاہب باطل ہوگئے۔
اب رہا یہ کہ خود اسلام مین ۷۳ فرقے ہین ان فرقون مین کونسا گروہ حق پر ہے

اسکا فیصلہ جناب رسول خدا کی اُس حدیث شریف سے کافی طور پر ہو سکتا ہے جسکو تمام اہل اسلام تسلیم کرتے ہین۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

(فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ) مین تم مین دو گرانبہا چیزین چھوڑے جاتا ہون۔ ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت ہی جبتک تم ان دونون سے متمسک رہوگے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور یہ دونون جُدا ہونگے جبتک میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہونچ جائین"۔

رسول اللہ صلعم کا یہی فریضہ تھا کہ وہ امت کے لیے ایک ایسا معیار قائم کردیتے کہ اُنکی رحلت کے بعد امت گمراہ نہوتی۔

اب جو لوگ حدیث مذکور پر عامل ہین اور رہین گے وہی لوگ رسول کے سچے پیرو کہلانے کے مستحق ہین اور اُنھین کا اسلام حقیقی اسلام ہوگا۔

پس اسلام کے تہتر فرقون مین وہی فرقہ حق پر ہے جو قرآن اور عترت دونون سے متمسک ہے باقی تمام فرقے باطل ہین۔ (راقم سید علی)

معجزہ

معجزے کے متعلق مین دو باتون پر بحث کرونگا۔ اول تو یہ کہ معجزہ عقلاً محال ہے یا نہین اور خارق عادات امور کا صادر ہونا عقلاً ممکن ہے یا نہین۔ دوسرے یہ کہ معجزہ نبی کی تصدیق کرسکتا ہے یا نہین۔ لیکن مناسب ہوگا کہ بیان مطلب سے پہلے یہ بیان کرون کہ معجزہ سے مراد کیا ہے۔

معجزہ یہ ہو کہ کوئی شخص دعوائے نبوت یا امامت کے ساتھ کسی ایسے امر کے ظاہر کرنیکا

دعوے کرے کہ عادت زمانہ کے خلاف ہو اور اُس زمانے کے لوگ ویسا امر ظاہر کرنے
سے عاجز ہوں اور پھر اپنے دعوے کے مطابق اُسے ظاہر کر کے دکھا بھی دے اور
بالاعلان کہدے کہ اگر تم اسکی تصدیق نہیں کرتے تو تم بھی ایسا ہی امر ظاہر کر دکھاؤ
معجزے کے منکرین نے نبوت کا بھی انکار کر دیا ہی۔ چونکہ وہ نبوت کا مصدق
صرف معجزے ہی کو تجویز کرتے ہین اور اُنکے خیال مین معجزے کا وجود عقلاً
ناممکن ہے لہذا تصدیق نبی کا کوئی ذریعہ نہین رہتا۔ اگر معجزے کے علاوہ
تصدیق نبوت کا کوئی اور ذریعہ ہوتا تو اس خیال کے موافق یقیناً نبی کا علم
محال ہو جاتا لیکن یہ خیال غلط اور بناے فاسد علی الفاسد ہی۔ اور تصدیق
نبی کا ایک ذریعہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی سابق اُسکے آنے کی خبر دے۔
معجزے کے محال ہونے پر یہ دلیل پیش کیجاتی ہے کہ وہ قانون فطرت کے خلاف ہے
لہذا ناممکن الوجود ہے۔ تمام عالم کا اسباب و علل کے سلسلے مین منسلک ہونا
ایک بدیہی امر ہے۔ عالم کی ہر چیز جو سلسلۂ وجود مین آتی ہے اُسکے لیے کوئی
سبب و علت ضرور ہوتی ہے۔ جب ہم کسی انسان کو دیکھتے ہین تو ہمکو فطرتاً
اُسکی تدریجی ترقی کا یقین کامل ہوتا ہے اسکے خلاف اگر کوئی شخص دعوے
کرے کہ اسنے تدریجی ترقی نہین کی بلکہ وہ پیدا ہو کر دفعتہً جوان ہو گیا تو ہم
اسکی تکذیب کرنے مین کوئی تامل نہ کرینگے۔ اسیطرح اگر کوئی شخص دعوے
کرے کہ پہاڑ یا دریا زر خالص بن سکتے ہین تو اُسکو مجنون کہا جاے گا۔
معجزہ چونکہ ایسے ہی دعاوی پر مشتمل ہوتا ہے لہذا وہ قانون فطرت کے خلاف ہے
اور جو چیز قانون فطرت کے خلاف ہو اُسکا وجود ناممکن ہے!!
(شبہۂ مذکورہ کا جواب) بے شبہہ جو شے قانون فطرت کے خلاف ہو اُسکا
وجود ناممکن ہے لیکن یہ کسطرح ثابت ہوا کہ معجزہ بھی خلاف قانون فطرت ہے

خارق عادت کا وجود محال ہے لیکن وہ جو کہ عقل کے خلاف ہو۔ہم خارق عادت سے عادت جاریہ کا خارق مراد لیتے ہین۔

بات یہ ہے کہ جو چیز عقلاً محال ہوتی ہے وہ کسی صورت سے وجود مین آنے کے قابل ہی نہین ہوتی اور اسمین کسی صاحب قدرت کی قدرت پر الزام نہین آتا بلکہ صرف اُس چیز کی ناقابلیت پر الزام آتا ہے مثلاً اجتماع نقیضین جیسے کہ ایک ہی شے ایک ہی وقت مین معدوم بھی ہو اور موجود بھی ہو محال ہے متحقق اور موجود ہوجانے کی اسمین خود صلاحیت ہی نہین ہے۔ہان جو چیز عقلاً حدود امکان کے اندر ہے مگر بلحاظ عادت : ما نہ ناممکن سمجھی جا سکتی ہے اُسکے وجود سے انکار کرنا محض نادانی ہے۔

قانون فطرت ایک خدائی نظام ہے جسے نظر بہ مصلحت اُسنے خود جاری فرمایا ہے لیکن اِسکے جاری کرنے سے وہ مجبور نہین ہوگیا۔اگر کسی موقع پر اُسکی مصلحت بدل جاے تو اُسکے بدل دینے کا بھی اُسے حق ہے۔بیشک کوئی دوسرا شخص خدائی نظام کو جسے آج قانون فطرت یا قانون قدرت کہا جاتا ہے نہین بدل سکتا لیکن جسکا بنایا قانون ہے اُسکے بنا دینے سے اُسکے اختیارات نہین سلب ہوگئے وہ قادر مطلق ہے وہ اپنی حکمت و مصلحت کے موافق جو چاہے ہمیشہ کر سکتا ہے یہی سبب ہے کہ جب اُسے اپنے کسی نبی کی نبوت ثابت کرنے اور حجت تمام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو عادات جاریہ کے برخلاف امور ظاہر کردیتا ہے۔

معجزہ بھی کسی سبب و علت کے تحت مین ضرور ہوتا ہے البتہ معمول کے خلاف اور اسی سبب سے لوگون کو انکار کا موقع ہاتھ آجاتا ہے

قانون فطرت محدود نہین جو سبب دریافت ہوسکین لہذا ضروری نہین کہ معجزے کا سبب و علت بھی ہمکو معلوم ہو عقل کی مجبوری اسی سے ظاہر ہے کہ جن

اسباب و علل پر اُسکو اطلاع بھی ہوتی ہے وہ سب صحیح نہین ہوتے آج کسی شے کا ایک سبب دریافت ہوتا ہے اور اُس سے طبیعت کو تسکین ہو جاتی ہو کل وہی واقعہ پیش آتا ہے اور اُسکے لیے دوسرا سبب تجویز کیا جاتا ہے ایک ہی شے کے لیے مختلف اسباب دریافت ہوتے رہتے ہین اور اکثر امور کا صحیح سبب معلوم نہین ہو سکتا۔ یہ خیال ہی بے معنی ہے کہ جسکے سبب و علت پر اطلاع ہو وہ ممکن الوجود ہے باقی سب ممتنع الوجود کہہ دیے جائین (خرق عادت کے استحالہ کا متفق علیہ نہونا اُسکے امکان وجود کو ثابت کرتا ہے) یہ یقینی امر ہے کہ ہر موجود کے لیے ہر شخص فطرۃً کوئی نہ کوئی سبب و علت تجویز کرتا ہے وہ لوگ جو حقائق اشیا سے ناآشنا ہین وہ بھی کم از کم ذات اقدس الٰہی کو علت قرار دیتے ہین۔ اگر کسی جاہل سے سوال کیا جاوے کہ پانی کیونکر برستا ہے تو وہ صرف یہی جواب دیگا کہ خدا کے حکم سے۔ وہ حکم خدا اور بادل کے درمیان مین کوئی واسطہ نہین تجویز کرتا۔ لیکن ایک صاحب نظر آگے قدم بڑھاتا ہے۔ اُسکے نزدیک دریاؤن کا پانی بخار بنکر اُڑتا ہے وہ کرۂ زمہریر مین منجمد ہو جاتا ہے اور قطرہ قطرہ ہو کر پھر برستا ہے۔ یہ لوگ خدا اور بادل کے درمیان ایک اور علت بھی تسلیم کرتے ہین یون سلسلۂ علل و اسباب وسیع ہوتا جاتا ہے۔ جن لوگون کی نظر اور زیادہ وسیع ہو وہ اسکے علاوہ اور بھی علل و اسباب دریافت کرسکتے ہین قریب قریب طے شدہ امر ہے کہ تمام موجودات سلسلۂ علل و اسباب مین منسلک ہین اسلامی فرقون مین اشاعرہ کے سوا باقی سب اس سلسلے کے معترف ہین اور تمام عقلا بھی اسکا انکار نہین کرتے۔ اشاعرہ کے نزدیک کسی شے کی لیے علت و سبب نہین اور ہر قسم کا خرق عادت ممکن ہے اگرچہ وہ خلاف عقل بھی ہو۔ بعض اشاعرہ خرق

عادت کا صدور ہر شخص سے صحیح سمجھتے ہین اُنکے نزدیک جو خرق عادت انبیا سے صادر ہو سکتا ہے وہ ایک ساحر و شعبدہ باز سے بھی صادر ہو سکتا ہی صرف نام کا فرق ہے انبیا مین اُسکو معجزہ کہتے ہین اور ساحر و شعبدہ باز مین سحر و شعبدہ کہتے ہین لیکن مفاد دونون کا ایک ہی ہی۔ باوجودیکہ اشاعرہ کے علاوہ تمام فرقے بغیر اسباب و علل وجود اشیا ناممکن سمجھتے ہین پھر بھی خرق عادت و معجزے کا محال ہونا اتفاقی طور سے ثابت نہین۔ معجزہ اگر اُس خارق عادت کا نام ہوتا جو بغیر اسباب و علل ہو تو ظاہر تھا کہ اشاعرہ کے علاوہ تمام فرقے غیر ممکن الوقوع سمجھتے اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ کے جائز الوقوع ماننے والے اُسکو بغیر سبب و علت نہین کہتے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ معجزہ بہ نسبت خارق عادت کے خاص ہے یعنی ہر معجزہ خارق عادت کہا جاے گا اور ہر خارق عادت معجزہ نہوگا۔ مثلاً سحر خارق عادت ضرور ہے لیکن معجزہ اصطلاحاً نہ کہا جائیگا۔ وہ خارق عادت جو مدعی کے دعوے کے خلاف صادر ہو وہ معجزہ نہین جیسے مسیلمہ کذاب کے آب دہن سے آب چاہ کا شور ہو جانا۔ چونکہ اُسکا دعوے یہ تھا کہ پانی شیرین ہو جائیگا اور یہ دعوے کے خلاف ہوا لہذا معجزہ نہ کہا جائیگا اگرچہ خارق عادت ہوا۔

امام غزالی کا جواب اور اُسپر تنقید

امام غزالی نے جو فرقۂ اہلسنت کے زبردست عالم ہین معجزے کا ممکن الوقوع ہونا اسطرح ثابت کیا ہے "کہ ممکن ہے کوئی غیر معمولی فلکی حرکت پیدا ہو اور اُس سے کوئی غیر معمولی امر وقوع مین آئے" شمس العلما مولوی شبلی نے امام صاحب

کی عبارت نقل کر کے اُسپر ایراد کیا ہے "امام صاحب نے یہ خیال نہین کیا کہ اس حالت مین وہ امر خارق عادت نہین ہے کیونکہ اُسکی علت حرکت فلکی موجود ہی" شمس العلما نے نزاع لفظی پیدا کی۔ وہ خود تسلیم کرتے ہین کہ امام غزالی خارق عادت کے لیے غیر معمولی علت تجویز کرتے ہین جیسا کہ اُنکی عبارت بتا رہی ہے اور ہمین شک نہین کہ خارق عادت کے تجویز کرنے والے اسکو عادت جاریہ کے خلاف کہتے ہین خلاف عقل نہین کہتے اوسکے لیے علت خفی بھی تجویز کرتے ہین اسی معنی سے معجزہ خارق عادت کہا جاتا ہی۔ شمس العلما صاحب کا یہ خیال تعجب خیز ہے اگرچہ امام غزالی کی اس تاویل سے خارق عادت کا امکان ضرور ثابت ہوتا ہے تاہم یہ ٹھیک ہمارے مدعا کے موافق نہین کیونکہ اس سے خارق عادت کا اتفاقاً صادر ہونا ثابت ہوگا اور کسی شخص کو اختیار نہوگا کہ وہ جسوقت چاہے مصدر خارق عادت بن سکے۔ ہمارا مقصود صاف یہی نہین کہ خارق عادت ممکن الوقوع شے ہی بلکہ ممکن الوقوع ہونے کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کرنا ہے کہ عالم مین کچھ لوگ ایسے بھی ہوسکتے ہین جنسے اختیاراً خارق افعال صادر ہوسکتے ہین یہی افعال اُنمین اور عام لوگون مین باعث امتیاز ہوتے ہین انھین کے ذریعہ سے انکے مبعوث من اللہ ہونے کا یقین ہوتا ہے۔

امکان معجزہ کی پہلی دلیل

کسی شے کا معلوم نہ ہونا اُسکے عدم کا پتہ نہین دیتا معجزے کی علت پر یقیناً ہر شخص کو اطلاع نہین ہوتی لیکن اسکا نتیجہ یہ نہوگا کہ اُسکی کوئی علت ہی نہین لہذا غیر ممکن الوقوع ہے۔ ہماری عقل وہین تک پرواز کرسکتی ہے جہانتک اُسمین استعداد و قوت ہی لیکن اگر توجہ کرے تو ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ

میرے پرواز سے بالاتر بھی کوئی چیز موجود ہے جسکا علم ممکن ہی لیکن ضروری
نہین۔ آفتاب جب دامن مغرب مین پوشیدہ ہوجاتا ہے تو مکان کی تاریکی
دفع کرنے کے لیے شمع روشن کیجاتی ہے۔ ایک شخص جو کمسنی مین یہی دیکھتا
رہا کہ شام کی تاریکی شمع ہی کے ذریعہ سے دفع کیجاتی ہے اسکے سوا کوئی
اور چیز نہ دیکھی ہو اگر اُس سے کہا جائے کہ شمع کے علاوہ گیس یا بجلی سے بھی
روشنی ہوسکتی ہے تو وہ اسکو خلاف عقل سمجھے گا
یہی حالت منکرین وقوع معجزہ کی ہے۔ وجود اشیا کی جو علت اُنکو معلوم ہے
اُسکے سواوہ اور کوئی علت نہین تجویز کرتے لیکن یہ صریحی نافہمی ہی جسطرح
شمع کے علاوہ اور اشیا سے بھی روشنی ممکن ہی اوسیطرح ہر موجود کے لیے علاوہ
علت معلوم کے ایسی علت بھی ممکن ہے جسکا علم ہمکو نہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ
بعض افعال ایسے ہون جو ہماری نگاہون مین عجیب معلوم ہوتے ہون ہمکو
اُنکی علت نہ معلوم ہو لیکن اُنکے لیے کوئی خفی علت ہو۔ (باقی آیندہ)
سید خورشید حسن ممتاز الافاضل

اطلاع

بلا وصول جوابی کارڈ (یا آدھ آنہ کا ٹکٹ) اور نمبر خریداری

کوئی جواب دفتر الواعظ سے نہین دیا جائیگا۔

منیجر الواعظ

صحیفہ ششم

علم قرآن کے شیعہ ائمہ (ماہرین فن)

(۱) شیعہ صحابہ و تابعین کا ذکر

علم قرآن کے متعلق شیعہ صحابہ و تابعین مین جن حضرات کو ائمہ (ماہرین فن) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ماشاء اللہ بکثرت ہین منجملہ اُنکے بعض حضرات کے اسماے گرامی اور اُنکے مختصر حالات یہان عرض کیے جاتے ہین۔ ایک اُنمین سے عبد اللہ ابن عباس ہین اُنھون نے سب سے پہلے تفسیر قرآن کو لکھا ہے یہ شیعہ تھے ہمارے کُل علما اُنکے شیعہ ہونے کے قائل ہین۔ کتاب الدرجات الرفیعہ فی طبقات الشیعہ مین اِنکے حالات کو سید نے بہت اچھی طرح تحریر فرمایا ہے اور مین نے بھی اصل کتاب مین بقدر ضرورت انکے حالات لکھے ہین۔ انکا انتقال مقام طائف مین ۶۷ھ مین ہوا۔ جب انکا وقت وفات قریب پہونچا تو انھون نے اپنی زبان پر یہ کلمات جاری کیے کہ "خداوندا مین تیرا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہون اُس محبت کے ذریعہ سے جو مجھے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے ہی"

علاوہ انکے جابر ابن عبد اللہ انصاری صحابی ہین۔ یہ ابو الخیر کے طبقات مفسرین کے طبقۂ اولے مین داخل و شامل ہین فضل ابن شاذان نیشاپوری صحابی امام رضا علیہ السلام انکے متعلق لکھتے ہین کہ جابر ابن عبد اللہ انصاری اُن لوگون مین سے ہین جو اپنے امور مین جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کیطرف رجوع کیا کرتے تھے اور ابن عقدہ نے انکے

متعلق لکھا ہے کہ انکا دارومدار اہل بیت پر تھا۔ مین نے اصل کتاب مین اسکے علاوہ اور بھی حالات لکھے ہین۔ انکی عمر ۷۹ سال کی ہوئی اور انکا انتقال مدینہ مین سنہ ھ کے بعد ہوا۔ انکے علاوہ اُبی ابن کعب رئیس قراء ہین انکو صحابۂ مفسرین کے طبقہ اولی مین شمار کیا گیا ہے۔ یہ شیعہ تھے جیسا کہ بیان سابق سے معلوم ہو چکا ہے۔ کتاب الدرجات الرفیعہ فی طبقات الشیعہ مین انکے حالات موجود ہین اور مین نے اصل کتاب مین نہایت تفصیل کے ساتھ انکے حالات کو لکھا ہے۔ اور ان حضرات کے بعد تابعین مین سعید ابن جبیر ہین۔ اتقان مین انکے متعلق لکھا ہے کہ یہ تابعین مین اعلم بالتفسیر تھے اور قتادہ کو اس مطلب پر شاہد بتایا ہے۔ انکے حالات اور انکا شیعہ ہونا سابق مین بیان ہو چکا ہے۔ اسی طرح یحیی ابن یعمر تابعی ہین یہ بزرگ علم قرآن مین شیعون کے مشہور شخص تھے۔ ابن خلکان کا بیان ہی کہ قرائے بصرہ مین سے ایک آپ بھی تھے عبداللہ ابن اسحاق نے انھین سے قرأت سیکھی یہ علم قرآن وعلم نحو وعلم لغات عرب کے ماہر تھے۔ نحو انھون نے ابوالاسود دوئلی سے حاصل کی اور آپ تفضیلی شیعہ تھے یعنی اُن لوگون مین سے تھے جو اہلبیت علیہم السلام کو دوسرون سے افضل جانتے ہین لیکن اورون کو برا بھی نہین کہتے مین نے اصل کتاب مین ائمۂ علم نحو کے ذکر مین کچھ حالات انکے اور بھی بیان کیے ہین۔ الحاصل انکے علاوہ ابو صالح ہین جنکی کنیت بجاے نام کے مشہور ہو گئی ہی اور انکا نام میزان بصری تابعی ہے۔ یہ شیعہ تھے اور علم تفسیر مین ابن عباس کے شاگرد تھے۔ انکے تشیع اور شخص معتبر ہونے کی شیخ مفید محمد ابن محمد ابن نعمان نے کتاب الکافیہ فی ابطال توبۃ الخاطیہ مین ایک حدیث انکے سلسلے سے ابن عباس سے روایت کرکے تصدیق کی ہے [۱]۔ انکا انتقال سنہ ھ کے بعد ہوا۔

---

[۱] سابقاً لکھا گیا ہی کہ انکا حال ضمیمہ مین ملاحظہ ہو۔ ۱۲

اسی طرح طاؤس ابن کیسان ابو عبد اللہ یمانی ہین علم تفسیر مین یہ ابن عباس کے شاگرد ہین۔ کتاب اتقان مین ہی کہ شیخ احمد ابن تیمیہ نے انکو تفسیر مین اعلم الناس کہا ہے اور ابن قتیبہ نے کتاب معارف مین انکے تشیع کی تصدیق کی ہی چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ مصر مین اُنکی یہ عبارت ہی الشیعۃ[1] الحرث الاعور وصعصعۃ بن صوحان والاصبغ بن نباتۃ وعطیۃ العوفی وطاؤس والاعمش مکہ مین ۱۰۶ھ مین انکی وفات ہوئی آپنے اہل دنیا کو چھوڑ کر خدمت امام زین العابدین علیہ السلام اختیار کر لی تھی۔

اسی طرح اعمش کوفی سلیمان ابن مہران ابو محمد اسدی ہین انکے تشیع کی تصدیق ابن قتیبہ کی زبانی اوپر بیان ہو چکی۔ نیز شہرستانی نے کتاب ملل و نحل مین بھی تصدیق کی ہی۔ ان دونون کے علاوہ اور لوگ بھی انکو شیعہ بتاتے ہین اور ہمارے علما مین سے شہید ثانی زین الدین نے حاشیہ خلاصہ مین اور محقق بہبہانی نے تعلیقہ مین اور مرزا محمد باقر داماد نے رواشح سماویہ مین انکے تشیع کا ذکر کیا ہے۔ مین نے ان حضرات کی عبارت کو مع بعض دیگر تصدیقات کے اصل کتاب مین لکھدیا ہے۔ انکی وفات ۱۴۸ھ مین اٹھاسی برس کے سن مین ہوئی۔

اسی طرح سعید ابن مسیب ہین انھون نے علم قرآن جناب امیر علیہ السلام سے بھی سیکھا اور ابن عباس کے بھی علم قرآن مین شاگرد ہین۔ ان بزرگوار کو جناب امیر علیہ السلام نے پرورش فرمایا۔ آپ حضرت کے مصاحب تھے۔ امام کے ساتھ معرکون مین حاضر رہے۔ حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام رضا علیہم السلام نے آپ کے تشیع کی تصدیق فرمائی ہے۔ دیکھو تیسرا حصہ حمیری کی

---

[1] حرث اعور صعصعہ ابن صوحان اصبغ ابن نباتہ عطیہ عوفی طاؤس اعمش شیعہ تھے۔

کتاب قرب الاسناد کا - مدینہ مین آپ امام القرار تھے - ابن مدینی کا قول ہو کہ تابعین مین انسے بڑھ کر مین کسیکو عالم نہین جانتا ۔ ۹۰ھ کے بعد وفات پائی - عمر آپکی قریب اسّی برس کے تھی - دیگر عبدالرحمن سلمی قرارۃ عاصم کے شیخ ہین - ابن قتیبہ کا بیان ہو کہ آپ اصحاب امیرالمومنین علیہ السلام مین سے تھے اور آپنے فقہ حضرت سے حاصل کی - اور طبرسی نے بھی مجمع البیان مین لکھا ہو کہ آپ علم قرآن مین جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد تھے اور برقی نے کتاب رجال مین لکھا ہے کہ آپ قبیلۂ مضر سے تھے اور جناب امیر علیہ السلام کے خواص اصحاب مین آپکا شمار ہے - آپکا انتقال ۸۰ھ کے بعد ہوا - دیگر سدّی کبیر صاحب تفسیر ہین جنکا ذکر صحیفۂ اولے مین گزرا - دیگر محمد بن سائب بن بشر کلبی صاحب تفسیر کبیر ہین جنکا حال صحیفہ اولے مین بیان ہوا - دیگر حمران بن اعین زرارہ ابن اعین کوفی کے بھائی ہین جو آل شیبان کے حلیف تھے - آپ بھی ائمۂ قرآن سے تھے امام زین العابدین و امام محمد باقر علیہما السلام سے آپنے یہ علم حاصل کیا ۱۳۰ھ کے بعد آپکا انتقال ہوا - دیگر ابان ابن تغلب ہین جنکا ذکر پہلے ہو چکا - آپ ہر علم مین سب سے زیادہ مرتبہ رکھتے تھے اعمش سے آپنے قرأۃ سیکھی اور امام زین العابدین و امام محمد باقر علیہما السلام کے اصحاب مین سے تھے ۱۴۱ھ مین آپکا انتقال ہوا - دیگر عاصم بن بھدلہ ہین جو قرائے سبعہ مین سے تھے انھون نے عبدالرحمن بن سلمی سے پڑھا جنھون نے جناب امیر علیہ السلام سے پڑھا تھا - اسی وجہ سے عاصم کی قرارت بہ نسبت دیگر قراؤن کے ہمارے علما کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے - شیخ جلیل عبدالجلیل رازی متوفی ۵۵۶ھ نے اپنی کتاب نقض الفضائح مین عاصم کے تشیع کی تصدیق

ف۱ ان دونون کا ذکر ضمیمہ مین ملاحظہ ہو ۱۲

کی ہے اور کہا ہے کہ وہ شیعون کے پیشواؤن مین سے تھے انکا انتقال ۱۲۵ھ
مین مقام کوفہ مین ہوا۔ بعضے کہتے ہین کہ آپ شام جانے کا ارادہ رکھتے تھے
پس سمادہ پہونچکر آپ نے وفات پائی اور وہین دفن ہوئے۔ عمش کیطرح آپ بھی
نابینا تھے نیز انکے تشیع کی قاضی نور اللہ مرعشی نے اپنی کتاب مجالس المومنین
مین تصدیق کی ہے اور وہ طبقات شیعہ مین داخل ہین۔

شیعہ اتباع تابعین کا ذکر

ان لوگون کے بعد اتباع تابعین ہین۔ منجملہ ابو حمزہ ثمالی ثابت ابن دینار
شیعیان کوفہ کے شیخ ہین۔ ابو الفرج محمد بن اسحاق ابن ابی یعقوب ندیم نے
فہرست مین ابو حمزہ ثمالی کی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ ابو حمزہ موصوف جناب امام
زین العابدین علیہ السلام کے صحابی موثق و شریف تھے اور امام جعفر صادق
علیہ السلام کی خدمت مین بھی آپ باریاب رہے ہین۔ انکا انتقال ۱۵۰ھ مین ہوا
دیگر ابو الجارود زیاد بن المنذر ہین۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی کتاب جو تفسیر
قرآن مین ہے زیدی ہونیسے قبل اُسکے راوی یہی ہین اس کتاب کی روایت ابو بصیر سدی
انھین سے کی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا سنہ ۱۵۰ھ کے بعد انھون نے وفات پائی۔ دیگر یحیی ابن قاسم
ابو بصیر سدی ہین جو فقہ و تفسیر مین اعلی درجے پر فائز تھے نجاشی نے علم تفسیر مین انکی مصنفات
مشہورہ کا بھی ذکر کیا ہے اور تفسیر مین اپنے اسناد کو انسے ملایا ہے انکا انتقال امام جعفر صادق
کی حیات مین سنہ ۱۴۸ھ مین ہوا۔ دیگر بطائینی علی ابن سالم معروف بہ ابن ابی حمزہ ابو الحسن
کوفی مولی الانصار ہین تفسیر مین انکی ایک کتاب ہے جسمین امام جعفر صادق اور امام موسی کاظم
علیہما السلام اور ابو بصیر سے جنکا ذکر پہلے گزرا یہ روایت کرتے ہین۔
دیگر حصین ابن مخارق ابو جنادہ السلولی ہین۔ ابن ندیم نے کہا ہے کہ یہ پہلے

شیعون مین سے کے شیعہ تھے اور انکے مصنفات سے کتاب تفسیر و کتاب جامع العلوم
ہی۔ اور نجاشی نے بھی انکے مصنفات سے کتاب تفسیر و کتاب القراءت اور
ایک بڑی کتاب کو بتایا ہے۔
دیگر کسائی قراے سبعہ سے یہ کمالات کا مجمع تھے علم نحو اور علم قرآن و غرائب قرآن
مین بہت بڑے صاحب کمال اور یکتا تھے۔ یہ اولاد فرس سے اطراف عراق
سے تھے۔ مین نے اصل کتاب مین انکے نسب کا حال اور اُن لوگون کا ذکر
جنھون نے انکو شیعہ کہا ہے بیان کیا ہے۔ انکا انتقال رے یا طوس مین ہوا
جس زمانے مین کہ ہارون رشید کی صحبت مین تھے۔ اُنکی وفات بنا بر اختلاف
اقوال کے ۱۱۹ھ یا ۱۸۳ھ یا ۱۸۵ھ یا ۱۹۳ھ مین ہوئی مگر قول اول صحیح تر
ہے۔ عمر اُنکی ستر سال کی تھی۔

ایک اور شیعہ گروہ کا ذکر

اِن لوگون کے بعد ایک اور طبقہ ہے چنانچہ اِسی طبقہ مین سے ابن سعدان ضریر
ابو جعفر محمد ابن سعدان بن مبارک کوفی نحوی ہیشولے کامل مصنف کتاب الجامع
و کتاب المشجر وغیرہما ہین۔ موافق مشہور کے یہ فن قرارت مین صاحب راے تھے
ثقہ اور عادل تھے علوم عربیہ اور قرارت مین صاحب تصانیف ہین۔ پہلے
بیان ہوا کہ ابن ندیم نے فہرست مین انکو قراے سبعہ سے شمار کیا ہے اور بیان کیا
ہی کہ اُنکی ولادت بغداد مین ہوئی اور شیعیان کوفہ کے ہم مذہب تھے اور انکا انتقال
روز عرفہ ۲۳۱ھ مین ہوا اور یاقوت و سیوطی نے معجم و طبقات مین تفصیل سے
انکا ذکر کیا ہے اور یاقوت کا بیان ہے کہ ۱۶۱ھ مین انکی ولادت ہوئی اور ۲۳۱ھ
مین عید قربان کے روز انکا انتقال ہوا۔ انکے ایک بیٹے کا نام ابراہیم ہی یاقوت نے

کہا ہے کہ موصوف صاحب تدقیق و تحقیق تھے اور محدث تھے انھون نے عمدہ عمدہ کتابین تصنیف کین ایک کتاب انکی حروف القرآن کے بیان مین ہے
اور انھین مین سے ایک جماعت تفسیر قرآن کی مصنف ہی جو اصحاب امام محمد کاظم و امام رضا علیہما السلام سے تھے۔
انھین مین سے وہب بن حفص ابو علی حریری بنی اسد سے اور یونس بن عبد الرحمن ابو محمد اپنے وقت کے شیخ الشیعہ اور حسین بن سعید ابن حماد ابن مہران غلام امام زین العابدین علیہ السلام ابو محمد اہوازی ہین ان لوگون کے حالات کو مین نے اصل کتاب مین بیان کیا ہے۔ نیز عبد اللہ ابن صلت ابو طالب تیمی ہین۔
تیم اللات ابن ثعلبہ سے یہ علماے تفسیر مین سے ہین انکی ایک کتاب بھی تفسیر مین ہے جسمین انکی روایت امام رضا علیہ السلام سے ہے۔
دیگر احمد ابن صبیح ابو عبد اللہ اسدی کوفی مفسر اور علی بن اسباط سالم بیاع زطی ابو الحسن مقری کوفی اور علی بن مہزیار اہوازی ہین کہ علماے تفسیر و حدیث مین سے تھے موخر الذکر کی ان دونون علمون مین تصانیف بھی ہین۔
ان لوگون کے بعد ایک اور طبقہ ہے مثل برقی محمد بن خالد برقی کے۔ انکے تصانیف سے کتاب التنزیل اور کتاب التفسیر ہے۔ یہ امام موسی کاظم اور امام علی رضا علیہما السلام کیخدمت مین شرفیاب ہوئے ہین اور ہمارے ثقات اصحاب سے ہین۔ انکے بھائی حسن ابن خالد برقی کی تصانیف سے ایک بڑی تفسیر ہو جسکی ایک سو بیس جلدین ہین۔ اس تفسیر کو امام عسکری علیہ السلام نے انسے لکھوایا جیسا ابن شہر آشوب رشید الدین مازندرانی نے کتاب معالم العلماء مین اسکا ذکر کیا ہے۔
ان لوگون کے بعد ایک اور جماعت ہی جسنے تیسری صدی مین تفسیر مین کتابین تصنیف کی ہین جنمین سے علی بن حسن ابن فضال اور ابراہیم ابن محمد ابن سعید

ابن ہلال بن عاصم ابن سعید ابن مسعود ثقفی کوفی متوفی ۲۸۳ھ ہین۔ نیز علی ابن
ابراہیم بن ہاشم قمی اپنے زمانے کے شیخ الشیعہ ہین اور انکی ایک کتاب تفسیر مین
طبع ہو چکی ہے اور علی بن حسین ابن موسے ابن بابویہ قمی ہین جنھون نے تفسیر مین
کتاب لکھی اور انسے ہمارے اصحاب کے اکثر حضرات اُسکی روایت کرتے ہین
اور شیخ ابن ولید محمد ابن حسن ابن ولید ابوجعفر شیخ ابن بابویہ کے استاد ہین
انکا انتقال ۳۴۳ھ مین ہوا۔ اور شیخ فرات ابن ابراہیم بن فرات کوفی ہین۔
جنکی ایک بڑی تفسیر مشہور ہی۔ یہ امام محمد تقیؑ کے زمانے مین تھے اور ابن دول قمی متوفی ۳۵۰ھ
ہین نجاشی نے کہا ہی کہ انکی تصنیفات مین سے ایک کتاب التفسیر ہے اور سلمہ ابن خطاب ابوالفضل قمی ہین امام
رضا اور امام محمد تقی علیہما السلام کے زمانے مین تھے تفسیر اہلبیت مین انکی ایک کتاب ہی۔

علم تفسیر کے دیگر شیعہ مصنفین

ان حضرات کے بعد کتب تفسیر کے مصنفین مین سے محمد ابن ابراہیم ابن جعفر
ابو عبداللہ کاتب نعمانی ہین۔ تفسیر مین اُنکی ایک کتاب تفسیر نعمانی کے نام
سے مشہور ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے علوم قرآن کے جو اقسام لکھوائے تھے
جسمین قرآن کو ساٹھ قسمون پر منقسم کیا ہی اور ہر قسم کی ایک مثال جو اُسکے
ساتھ مخصوص ہی ذکر کی ہی اور اُسکا ایک نسخہ ہمارے پاس بھی موجود ہی یہی
محمد ابن ابراہیم اسکے راوی ہین۔ نیز کلینی کی کتاب کافی کے راویون سے
بھی یہی محمد بن ابراہیم ہین۔

دیگر محمد ابن عباس ابن علی ابن مردان معروف بہ ابن حجام ہین انکی کنیت ابو
عبداللہ ہے۔ آپکی تصانیف مین سے کتاب تاویل ما نزل فی النبی اور
کتاب تاویل ما نزل فی اہل البیت اور کتاب ما نزل فی الشیعہ ہی اور اعدائے
اہلبیت کے باب مین جو آیات نازل ہوئی ہین اوسکے بیان مین ایک کتاب

مضمون نگاران الواعظ کے لیے

چند ضروری ہدایات

(۱) براہ مہربانی مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھ کر مضمون لکھیں۔

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونے چاہئیں۔ اگر مضمون نگار کیطرف سے ممانعت نہ ہو تو اڈیٹر خاص صورتوں میں مضمون کو مختصر کر سکتا ہے مگر مطلب کو بدل نہیں سکتا۔

(۳) عبارت حتے الامکان سلیس اور عام فہم ہو۔

(۴) تحریر کشادہ ہو گنجان نہ ہو۔ بین السطور اور حاشیہ کافی چھوڑا جائے۔ خط صاف اور واضح ہو تاکہ مضمون صحیح چھپ سکے۔

(۵) عبارات عربیہ پر احتیاط کے ساتھ اعراب لگایا جائے۔

(۶) عربی۔ فارسی وغیرہ کی جو عبارتیں مضمون میں آئیں وہ ایک کالم میں لکھی جائیں اور اُنکے بالمقابل دوسرے کالم میں اُنکا ترجمہ درج کیا جائے۔

(۷) حتے الامکان کتب منقول عنہا کا پورا حوالہ دیا جائے۔

(۸) طریق استدلال اور ترتیب مطالب میں اڈیٹر کے مضامین کو نمونہ سمجھنا چاہیے۔

(۹) مقاصد رسالہ کے خلاف کوئی مضمون درج نہیں ہو سکے گا۔

(۱۰) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہیں کیا جائے گا۔ اگر صاحب مضمون کو اسکی واپسی کی ضرورت ہو تو محصول ڈاک کے لیے ٹکٹ آنے چاہئیں۔

(منیجر الواعظ لکھنؤ)

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

ستارہ ہند کی ہدیت

اَلْوَاعِظُ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا اخلاقی علمی "سائنس آف ریلیجنس" یعنی فلسفۃ المذاہب سے بحث کرنیوالا

ماہوار رسالہ

بسرپرستی سرکار نجم العلما نجم الملۃ والدین مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ (شمس العلما)

زیر ادارت

جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب فاضل پانی پتی آنریری اڈیٹر

باہتمام

احقر الزمن سید نور الحسن مالک مطبع

نور المطابع واقع لکھنؤ میں چھپا

اور

سید حسن علی وقار نے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے شائع کیا

قواعد و ہدایات متعلق رسالہ الواعظ

اِس رسالہ کے ضروری قواعد اور ہدایات حسب ذیل ہونگے۔

(۱) یہ رسالہ بالفعل ماہانہ ہوگا اور اسکا حجم (علاوہ سرورق) ۲۴ اور ۳۲ صفحہ کے درمیان ۱۸+۲۲ قطعیع پر ہوگا۔ مگر آیندہ حسب ضرورت اسکو پانزدہ روزہ یا ہفتہ وار کیا جا سکتا ہے۔ اور حجم مین بھی وسعت دیجاے گی۔

(۲) لکھائی۔ چھپائی عمدہ ہوگی۔ کاغذ بھی حتے الامکان بہتر لگایا جائے گا۔ باینہمہ قیمت سالانہ تین روپیہ ہوگی جو پیشگی یا بذریعۂ وی پی وصول کیجائے گی۔ جسمین محصول ڈاک اور وی پی کے اخراجات نہین شامل ہین اور اسی قیمت مین ضمیمہ یعنی ترجمۂ "الشیعہ و فنون الاسلام" بھی ملتا رہے گا۔

(۳) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لیے رسالہ خرید نا ہوگا۔ اور سال تمام کے کُل پرچے لینے ہونگے خواہ درخواست خریداری کسی وقت بھی کیجائے۔

(۴) خریدار اپنا نام اور پتہ ہمیشہ بخط اُردو صاف حرفون مین لکھین اور اگر ممکن ہو تو ڈاکخانہ کا نام صاف طور پر انگریزی مین بھی لکھین۔

(۵) نمونہ کا صرف پہلا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر بلا قیمت روانہ کیا جائے گا۔

(۶) جواب طلب اُمور کے لیے جوابی کارڈ یا آدھ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

(۷) مضامین اور علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت بنام "اڈیٹر" اور باقی تمام اُمور کی بابت بنام "منیجر" ہونی چاہیئے۔

(۸) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو جاری ہوا کرے گا۔

(۹) اڈیٹر کا پتہ ۔ اڈیٹر "رسالۂ الواعظ" مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
منیجر کا پتہ ۔ منیجر رسالۂ الواعظ" ۔ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔
} نام لکھنے کی ضرورت نہیں

جلد ا	فہرست مضامین الواعظ بابت ماہ فروری ۱۹۲۲ء	نمبر ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ المتعال والصلوٰۃ علی محمد وآلہ خیر آل

حضرات مومنین آج مدرستہ الواعظین کا دوسرا سالانہ جلسہ ہے۔ اس مبارک اور مفید تعلیم گاہ نے اپنے افتتاح کے دن سے آج تک دو سال کا زمانہ بخیر وخوبی طے کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اسمین روز بروز ترقی کے آثار اچھی طرح نمایاں ہوتے جاتے ہین۔ پہلے سال تدریس کا دارمدار صرف ایک رس پر تھا اس سال ایک مدرس کا اور اضافہ ہوا۔ اور جناب مولانا سید ابو الحسن صاحب قبلہ عرف مولوی منن صاحب خلف الصدق جناب مولانا الحاج السید ابراہیم صاحب قبلہ طاب ثراہ معین کئے گئے۔ اسی سال ایک ماہواری رسالہ بھی بنام (الواعظ) جاری ہوا۔ اسی سال مین ایک پنڈت صاحب

معذرت - پرچہ مضمون کی کمی اور مطبع دفتر پریس کی بے ربطی گو رفع ہو گئی مگر مجبوری سے اس پرچہ کی اشاعت میں تاخیر ہوئی - معافی کا خواستگار - دفتر

ہندی زبان سکھانے کیلئے بھی مقرر کئے گئے تاکہ آریہ فرقہ کی اصطلاحات پر اطلاع مین آسانی ہو جاے۔ اسی سال مین عالیجناب آنریبل سر راجہ صاحب بہادر موم ممبر کونسل ممالک متحدہ آگرہ واودھ بانی مدرسہ ہذا نے اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ طاب ثراہ کی یادگار مین مسلمان کی غرض اور یاد دہی پر مدرستہ الواعظین کیلئے تعمیر خاص کا بھی وعدہ فرمایا ہی۔ اسی سال عالیجناب آنریبل راجہ سید ابوجعفر صاحب دام اقبالہ نے منجملہ اپنی موعودہ رقم کے دو ہزار روپیہ مدرسہ کو عطا فرمایا۔ اسی سال عالیجناب راجہ محمد سین علیخان صاحب دام اقبالہ تعلقہ دار دیوگاؤن نے مدرسہ کے سرمایہ مین دو ہزار روپیہ کا وعدہ اور عالیجناب راجہ محمد مہدی علیخان صاحب تعلقہ دار حسن پور نے ایک ہزار کا وعدہ فرمایا۔ اسی سال مین حضور ہز ہائنس نواب سر سید محمد حامد علیخانصاحب بہادر بالقابہ دام ملکہم واقبالہم والی ریاست رامپور نے کچہہ عرصہ کے بعد مدرستہ الواعظین مین تشریف آوری کا وعدہ فرمایا۔

اس تعلیم کی ترقی کے آثار اس سے زیادہ محسوس ہو رہے ہین کہ جن حضرات کے کانون تک اس تعلیمگاہ کی آواز پہونچتی ہے سنتے ہی خوش ہو جاتے ہین اون کے دلون مین جوش پیدا ہو جاتا ہے اور بے ساختہ اسکے دوام و ترقی کیلئے دست دعا بلند کر دیتے ہین اور یہ سمجھ لیتے ہین کہ یہ اونکی دیرینہ دلی تمنا بر آئی۔ بعض حضرات نے بغیر کسی تحریک کے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم اس تعلیمگاہ کی ہمدردی و کوشش کیلئے حاضر ہین جو خدمت ہمارے متعلق کیجاے گی سعادت دارین سمجھین گے۔ ان حضرات کی توجہ نہایت درجہ قابل شکریہ ہے اداے تشکر کیساتھ ادنھین مطمئن کر دیا گیا ہی کہ جب ایسی ضرورت ہوگی اور جو وقت اسکے لئے مناسب سمجھا جائے گا آپ کو

مطلع کیا جائے گا۔
حضرات اس تعلیم گاہ کا مقصد چونکہ حمایت و صیانت و اشاعت اسلام اور دعوت الی الحق ہے اسلئے جن حضرات کے دلون مین مذہب کی محبت اور اسلام کا جوش اور حق کا دلولہ موجود ہے اونھین اس تعلیم گاہ سے بھی دلی محبت پیدا ہو گئی ہو لیکن یہ کام نہایت عظیم الشان کام ہے۔
جو حضرات مشن اور مشنریون کے حالات سے واقف ہین وہ بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے اور دیگر قومین اپنی مذہبی ترقی مین کیا کیا کوششین کر رہی ہین اور کسقدر کثیر تعداد مین روپیہ صرف کر رہی ہین اور ہمین کیا کرنا چاہیئے اور کس طرح کرنا چاہیئے۔ کیا آپ حضرات کو معلوم نہو گا کہ دوسری قومین مذہب اسلام پر کسطرح دست درازی کر رہی ہین اور اہل اسلام مین کس طرح غفلت و ناواقفیت پھیلی ہوئی ہے۔ شیعہ فرقہ کے افراد پر دیگر اقوام کے مشنریون کا اثر بہت کم ہوتا تھا مگر اس زمانہ مین یہ خبرین بھی معلوم ہوئین کہ انکے بعض افراد کو بھی جذب کر لیا گیا ہے ایک خط بطور استغاثہ میرے پاس آیا ہے اور اپنے باپ کے خارج از مذہب ہونے کی شکایت لکھکر لکھا ہی کہ یہان کے اکثر لوگون پر اثر پڑ رہا ہی بہت جلد اسکی خبر گیری کیجیئے۔
حضرات تقاضای فطرت ہے کہ ہر شخص اپنے وطن اپنے گھر اپنے خاندان کو زیادہ دوست رکھتا ہے اور یہ آرزو کیا کرتا ہے کہ یہ خبرین حد کمال پر اوسے نظر آئین۔ یہی حال مذہب کا بھی ہے یعنی ہر شخص اپنے مذہب کے عروج اور ترقی کا دل سے آرزو مند ہوتا ہے۔
بحمدہ تعالی ہمارا مذہب ہر طرح مکمل ہے۔ کسی مذہب کیلئے اعلی سے اعلی جو درجہ کمال ممکن ہے وہ سب اسکے لئے حاصل ہے۔ اور یہ دعوی تنہا

پیرا پیش کیا ہو انہین ہے جسمین شک و اشتباہ کی گنجائش ہو سکے۔
بلکہ پروردگار عالم کا بیان ہے اور افضل انبیاء کی زبانی افضل کتب
سماویہ مین بکمال فصاحت و بلاغت مرقوم و مسطور ہے الیوم اکملت لکم
دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اسی بنا پر ہم بھی دعوی
کرکے کہتے ہین کہ ہمارا دین ہر طرح کامل و اکمل ہے البتہ جو شکایت کہ ہو سکتی
ہے اور جو نقصان محسوس ہو رہا ہے وہ اہل مذہب اور پیروان مذہب
کی نسبت ضرور ہے۔
مذہب کے احکام پر عمل نہین ہوتا امور مذہبی کے دلون مین وقعت کم
ہے آزادی اور بے پروائی مزہ دے رہی ہے۔
لہذا جسقدر ضرورت ہے یہی ہے کہ جتنکے امکان مین ہو اہل مذہب کی
اصلاح مین کوتاہی نکرین۔ دیگر مذاہب کے سامنے اسلامی محاسن
پیش کرین اوسکی خوبیان دکھائین اور غور کرنیکی طرف توجہ دلائین اور
اخلاق اسلامیہ کی پابندی کی ہدایت کرین۔
دعوت الی الاسلام اس مدرسہ کے فرائض مین داخل ہے اور یہ اسلام
کا طریقہ مستمرہ ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ قرانی
ہدایت ہے خود جناب رسالتمآب نے لوگون کو اس مطلب کی تکمیل
کے لئے جا بجا روانہ کیا قبائل عرب مین بھیجا ملوک و سلاطین کے پاس
بھیجا مختلف قابلیت کے دُعاۃ روانہ کئے۔ کہین خطوط لکھے جسکی تفصیل
کا یہ وقت نہین ہے۔ اسی سیرت و طرز عمل پر مدرسہ گامزن ہونا
چاہتا ہے۔
یہ تعلیم گاہ اس آیہ کریمہ کے بجا آوری کیلئے وضع کیگئی ہے و لتکن منکم امۃ

یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر یعنی لازم ہے کہ تم مین سے ایک گروہ ایسا ہو جسکا فریضہ دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو خیر کی دعوت دین نیکیون کا حکم کرین منکرات سے مانع ہون۔ قمی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت آل محمد اور انکے تابعین کے باب مین ہے جنکا کام یہ ہے کہ خیر کی طرف دعوت کرتے ہین اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجا لاتے ہین۔

درحقیقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وہ فریضہ عظیمہ ہے کہ جسکے سبب سے دیگر فرائض قایم ہوتے ہین۔ یہی انبیا کی راہ اور صالحین کی منہاج ہے اسکے سبب سے راہین مامون اور مکاسب حلال ہوتے ہین ظالم کا ظلم دور کیا جاتا ہے زمین آباد ہوتی ہے اور انصاف کا شیوہ قائم ہوتا ہے اور ہر کام مستقیم ہو جاتا ہے اور دنیا مین حق جاری ہو جاتا ہے۔ لیکن اس مین بھی شک نہین کہ یہ کام نہایت دشوار گزار راہ ہے اور ایسے حضرات کے فرائض نہایت عظیم ہین اسلئے کہ لازم ہوگا کہ جو حضرات اس راہ مین قدم رکھین اول وہ اپنے ذاتی اخلاق کی اصلاح کر لین اور اس قابل ہو جائین کہ ہدایت کی باتین انکی زبان سے جاری ہونے پر بدنمانہ معلوم ہون اور وہ دیگران را نصیحت و خود را فضیحت کے مصداق نہین ہین۔

حدیث مین وارد ہے لعن اللہ الامرین بالمعروف التارکین لہ والناہین عن المنکر العاملین بہ یعنی ایسے امر بالمعروف کرنے والون پر جو خود اون امور کو بجا نہین لاتے اور ایسے نہی عن المنکر کرنے والون پر جو خود اوسکے مرتکب ہوتے ہین خدا نے لعنت فرمائی ہے۔

دُعاۃ و واعظین کو جس مسلک پر ثابت قدم رہنے کی ضرورت ہے وہ وہی

مسلک ہے جو حضرات معصومین علیہم السلام کے نشانات قدم کا شرف
حاصل کئے ہوئے ہے لہذا ان لوگون کو لازم ہے کہ اپنے ذوات مین اون
آثار کے پیدا کرنیکی ہمیشہ کوشش کرتے رہین سب سے زیادہ ضرورت بعد
معرفت احکام شرع جس صفت کی ہے وہ صفت علم ہے اگر واعظ صاحب
حلم نہوگا اپنے کام مین ہرگز کامیاب نہوگا۔
حلم وہ صفت ہے جو علم کیلئے باعث زینت ہے۔
جناب شیخ بہائی طاب ثراہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص سادات
بنی فاطمہ مین سے اون کے پاس اپنی حاجت لایا شیخ ممدوح نے فرمایا کہ آپ
فلان روز تشریف لائین۔ اوس روز جناب شیخ نے مومنین کو کچھ تقسیم
فرمایا مگر سید مذکور تشریف نہ لائے جب وہ وقت اور وہ دن گذر گیا اوسوقت
تشریف لے گئے جناب شیخ نے عذر کیا کہ جو دن مقرر کیا تھا اوس دن
آپ نہ پہونچے اب مین مجبور ہون سید کو غصہ آیا اور شیخ ممدوح کے منھ
پر تھوک دیا۔ جناب شیخ کا حلم قابل ملاحظہ ہے کہ ذرا توقف کرکے اپنا
سر بلند کیا اور اپنے ہاتھ سے اوس آب دہن کو اپنے مُنھ پر پھیلا لیا اور
کہا کہ الحمد للہ اتنا چہرہ تو میرا آتش جہنم سے آزاد ہوگیا۔
حضرت سبط اکبر رسول جناب امام حسن علیہ الصلوۃ والسلام ایکدن سوار
ہوے تشریف لئے جارہے تھے ایک مرد شامی نے جو حضرت کو دیکھا برا
بھلا کہنا شروع کردیا اور نہایت سخت الفاظ اپنی زبان پر جاری کئے حضرت
سکوت سے سنتے رہے جب کہہ چکا تو حضرت اوسکی طرف ہنستے ہوے
متوجہ ہوے اور سلام ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ اے شیخ معلوم ہوتا ہی
کہ تو مسافر ہے یا کچھ تجھے اشتباہ ہوگیا پس اگر تو اپنے فعل پر نادم ہو تو ہم قبول

کرلین گے اور اگر تو ہمسے سوال کرے تو ہم عطا کرین گے اور اگر تو ہدایت چاہے
تو ہدایت کرین گے اور اگر تجھے سواری کی ضرورت ہو تو ہم سواری دین گے
اور اگر تو بھوکا ہو تو ہم سیر کرین گے اور تو برہنہ ہو تو لباس پہنائین گے اور
اگر تو محتاج ہو تو ہم غنی کردین گے اور اگر تجھے لوگون نے نکالدیا ہے تو ہم
جگہ دین گے اور اگر تیری کوئی حاجت ہو تو پوری کرین گے۔ کیا اچھا ہو
کہ تو یہان جب تک رہے تو ہمارے یہان مہمان رہے اسمین ترے لئے
سہولت و آسائی ہوگی اسلئے کہ یہان وسیع جگہ ہے اور مال بھی موجود
ہے۔ شیخ نے جب یہ باتین سنین رونے لگا اور کہنے لگا کہ مین گواہی دیتا ہون
کہ زمین خدا مین آپ ہی خلیفہ اللہ ہین (اور یہ آیت پڑہی) اللہ اعلم
حیث یجعل رسالتہ۔ آپ اور آپ کے والد کی عداوت میرے دل مین
سب سے زیادہ تھی اور اب آپسے زیادہ تمام دنیا مین مجھے کوئی محبوب
نہین۔ یہ سب صفت حلم کے برکات تھے
آخر مین مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ مدرسہ کے سرمایہ کی ترقی کے لئے ابھی
تک کوئی خاص کوشش کرنے کی نوبت نہین آئی البتہ مین نے خود باوجود
اشغال کثیرہ کسی قدر اسکا خیال کرکے بعض ارباب ہمت کو توجہ دلائی اور
خدا کا شکر ہے کہ اوسکا نتیجہ بھی ظاہر ہوگیا چنانچہ آج وہ نتیجہ آپ حضرات کی
آگاہی کیلئے بیان کرتا ہون۔ اور وہ یہ ہے کہ بحمدہ تعالی کورٹ ریاست
بلہرہ سے پندرہ سو روپیہ سال کا مستقل وعدہ مدرسہ کیلئے ہوگیا ہے
اور وہ تحریر میرے پاس موجود ہے اور یہ جو کچھ ہے عالیجناب ڈپٹی سید محمد مصطفی
صاحب خان بہادر دام اقبالہ منیجر کورٹ ریاست مذکورہ کی توجہ اور امور
مذہبی مین انہماک کا نتیجہ ہے۔ مین جناب ڈپٹی صاحب ممدوح کی مرحمت

کا تہ دل سے شکر گزار ہون بلکہ تمام ممبران مجلس انتظامی کیطرف سے شکریہ ادا کرتا ہون علاوہ اسکے ایک ہمدرد مذہب نے چار سو بیس روپیہ سالانہ کا وعدہ فرمایا ہے مگر اظہار نام کی اجازت نہین دی عالیجناب آنریبل سید وزیر حسین صاحب دام علاہ نے بھی ایک سو بیس روپیہ سالانہ کا وعدہ کیا ہی اور عالیجناب سید آل احمد صاحب امروہوی بی اے نے ساٹھ روپیہ سال کا وعدہ کیا ہے۔

مجھے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ سال آیندہ اس سے بہت زیادہ امداد کی فہرست آپ حضرات کے سامنے سالانہ جلسہ کے موقع پر پیش کیجاسکے گی اس مدرسہ مین سال گزشتہ کے امتحان مین ۱۰ طلاب کرام تھے اور ۱۰ پاس آ تھے جن مین سے درجہ اعلیٰ مین چار تھے جو انشاء اللہ سب اچھے نمبرون مین پاس ہوکر یہان کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہوئے۔

یہ حضرات عنقریب ہندوستان کے مناسب مقامات پر روانہ کئے جائین گے انشاء اللہ۔ مختلف مقامات پر خطوط گئے ہین حالات دریافت کئے ہین امید ہے کہ بہت جلد تعین مقامات کرکے ایک خاص ضابطہ کے ساتھ روانہ کیا جاے گا ان حضرات کو مدرسۃ الواعظین سے تنخواہ دیجائے گی اور جہان اونکا قیام ہوگا وہان کے حضرات پر کچھ اسکا بار نہوگا بلکہ اونھین کسی کے عطیہ کے قبول کرنے کی بھی ممانعت ہوگی۔

حضرات مومنین سے اسیقدر امید کیجاے گی کہ ان حضرات کی قدر و عزت کرین اور اونسے مستفید ہون اور اون کے کامون مین سہولت کے اسباب بہم پہونچائین۔ والسلام

معجزہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

(خرق عادت کے متعلق حکیم بوعلی سینا کی رائے) شیخ الرئیس بوعلی کی عبارت سے میرے گزشتہ بیان کی بہت کچھ تائید ہوگی اونھون نے اپنی کتاب اشارات مین خوارق عادت افعال کا ذکر کرتے ہوے لکھا ہی "اگر تم سے کوئی شخص کہے کہ کسی فقیر نے مدت تک کھانا نہین کھایا یا کوئی ایسا کام کیا جو عام قوت سے زیادہ تھا یا کوئی پیشین گوئی کی یا اوسکی بد دعا کے اثر سے زلزلہ آگیا تو تم اوسکا انکار نہ کرو کیونکہ ان سب کے طبعی اسباب ہو سکتے ہین جس کے ذریعہ سے ان کا ظہور ہوتا ہی مثلاً مسلسل کئی دن تک بھوکا رہنے کا یہ سبب ہو سکتا ہے کہ معدہ جب مواد ردیہ ہضم کرنے مین مصروف ہوتا ہی تو صحیح غذا پر کم تصرف کرتا ہی اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ انسان کئی کئی دن تک غذا کیطرف متوجہ نہین ہوتا کیونکہ بدل ما یتحلل کی ضرورت نہین پڑتی اسی بنا پر ممکن ہی کہ کسی شخص کو تصور الٰہی مین اسقدر محویت و استغراق ہو جائے کہ طبیعت ہضم غذا کیطرف مائل نہو ایسی حالت مین مدت تک ایک ہی غذا معدے مین رہیگی اور وہ ایک زمانہ تک غذا کی خواہش نہ کریگا طبیعت کی توجہ ہی کا اثر ہے کہ انسان کو کثرت خوف و کثرت الم اور منتہائے مسرت مین بھی غذا کی طرف میلان نہین ہوتا اگرچہ یہ اثر سریع الزوال ہی لیکن اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہی کہ جب طبیعت کسی طرف متوجہ ہو جاتی ہی تو اوسکو غذا کیطرف میلان نہین ہوتا چونکہ خوف و غم و مسرت زیادہ دیر تک ایک ہی انداز سے نہین قائم رہتے اس لئے انکا اثر بھی وقتی ہوتا ہی اسی انداز سے یہ پتہ چلتا ہی کہ طبیعت اگر زیادہ

عرصہ تک کسی طرف مشغول رہے تو اوسکو زمان مشغولیت مین خواہش غذا نہ ہونا
کوئی بعید از قیاس کے نہین۔

دوسری دلیل

ظاہر ہی کہ تمام نوع انسان صفات مین یکسان نہین ہر صفت مختلف افراد
انسانی مین کچھ نہ کچھ اختلاف کیساتھ پائی جاتی ہی ایک شخص ذہین ہوتا ہی دوسرا
کچھ زیادہ مافوق ہوتا ہی اسیطرح مثلا جسمانی طاقت بعض افراد انسانی مین بالکل
معمولی ہوتی ہی بعض مین متوسط بعض مین انتہائی مرتبہ پر ہوتی ہی اس کے
درمیان مین بھی بیشمار مراتب مختلف ہین یون ہی تمام قوی ہین یہی صفات
بعض افراد مین ایسی کمالی حیثیت سے پائی جاتی ہین کہ اون سے ایسے فعال
صادر ہوتے ہین جو عام نگاہون مین عجیب و غریب معلوم ہوتے ہین اسی نہج پر
ادراک حقائق اشیا کی قوت بعض انسانون مین بالکل معمولی ہوتی ہی بعض مین
کچھ زیادہ یہی قوت بعض افراد مین اس درجہ پر ہوتی ہی کہ بغیر کسب و تعلم اون کو
جمیع حقائق اشیا کا ادراک ہو جاتا ہی ان کو کسی سے سیکھنے کی حاجت نہین ہوتی
بلکہ خود بخود ان اشیا کا علم ہو جاتا ہے یہی مقدس گروہ ہی جس کے لیے خلعت
نبوت زیبا ہی اور یہی نفوس زکیہ ہین جن سے تاج رسالت کو فخر ہے نبوت کی
ایک اور تشریح بھی کی گئی ہے چونکہ میرے مضمون کو اوس سے کافی مدد ملیگی لہذا
اوسکا ذکر بھی ضروری ہی۔ مبدء فیاض کی جانب سے نفس ناطقہ کو تین قوتین
عطا کی گئی ہین قوت ادراک عقلی قوت ادراک جزئی قوت تحریک یہ قوتین متفاوت
حیثیت سے تمام افراد انسانی مین پائی جاتی ہین اور نبی مین کامل ہوتی ہین اسکی
قوت ادراک عقلی اس حد پر ہوتی ہے کہ جو ادراکات عام انسانون کو کسب و تعلم
سے حاصل ہوتے ہین وہ اوسکو بغیر کسب و تعلم حاصل ہوتے ہین اور قوت ادراک

جزی اسطرح کامل ہوتی ہی کہ ہمہ تن قوت عقلی کی مطیع و منقاد ہوجاتی ہی اور قوت عقلیہ جس ضرورت کو بحیثیت تجرد عقل فعل سے حاصل کرتی ہی یہ اوسکی مثال بحیثیت جزئیت حاصل کرتی ہی اوسکی قوت تحریک ایسی کامل ہوتی ہی کہ وہ جس امر کا ارادہ کرتا ہی خارج مین موجود ہوجاتی ہے اوسکا نفس قوت فعل و شدت تاثیر اور تصرف مین یون کامل ہوجاتا ہی کہ جس طرح وہ اپنی جسم پر پورا پورا تصرف رکھتا ہے اور جیسے چاہی اوس مین تاثیر کرسکتا ہے اوسیطرح اوسکے نفس کا تعلق تمام اجسام سے ہوجاتا ہی ہر مادہ اُس کے حکم کے ماتحت ہوجاتا ہے جو تعلق تصرف و تدبیر کا نفس ناطقہ کو جسم سے ہوتا ہی وہی نبی و رسول کو تمام عالم سے ہوتا ہی گویا عالم بمنزلہ جسم ہے اور نبی اوسکے لیے روح کیطرح ہوتا ہی جیسے کہ جسم نفس ناطقہ کے ارادہ کا تابع ہوتا ہے ویسے ہی عالم نبی کے ارادہ کا تابع اور مطیع فرمان ہوتا ہی اور کوئی بعید نہین کہ وہ کسی درخت یا پہاڑ کو اوسکی جگہ سے حرکت دے یا سنگریزون کو جواہر کی صورت مین تبدیل کردے۔

تیسری دلیل

صانع عالم کو ہمنے قادر مطلق تسلیم کیا ہے اوسکی قدرت غیر محدود ہے عالم کے اسباب و علل اوسکے معلول اور اوسی کے مقرر کردہ ہین وہ علت العلل ہی وجود شے کی کوئی علت مقرر کرکے وہ مجبور نہین ہوگیا بلکہ اوسکو بدل سکتا ہی ممکن ہی کہ وہ اپنی معین کردہ قانون کو کسی خاص وقت کیلئے معطل کردے لہذا خرق عادت خلاف قانون قدرت نہوگا زائد سے زائد خلاف قانون معین ہوگا اس بنا پر اوس گروہ کے اقوال کی بھی تصحیح ہوسکتی ہی جو معجزہ اور دیگر معلولات کو براہ راست ذات اقدس الٰہی کیطرف منسوب کرتے ہین اور صرف اوسیکو علت کہتے ہین ممکن ہی کہ اس فرقہ کو وسطی علل و اسباب پر

اطلاع نہو یا اطلاع ہو تو اون کو نظر انداز کر دیتے ہون اور بحثیت اس کے کہ تمام علل اوسیکا اثر ہین اور وہ علت العلل ہے اوسیکو تنہا علت کہتے ہین۔

چوتھی دلیل

ایک ہی شے کیلئے مختلف اوقات مین مختلف اسباب ہو سکتے ہین ممکن ہے کہ معجزہ ایسے سبب کا نتیجہ ہو جو مخفی ہو اور عام عادت کے خلاف ہو کسی شئی کے معلوم علت کے علاوہ اگر کوئی ایسی قوی علت جو معین بھی ہے پیدا ہو جائے اور معلول کو قانون جاریہ سے پھیر دے تو وہ خلاف قانون نکہی جائیگی بلکہ خلاف قانون معلوم ہوگی مثال کیلئے کسی پتھر کو لیا جائے جس کو اوپر پھینکیں قانون معلوم یہ ہے کہ ہر شئے اپنے مرکز کیطرف پلٹ آتی ہے۔ لہذا ضرور ہے کہ جذب مرکزی کے اثر سے وہ بھی زمین پر گرجائیگا لیکن اگر کوئی مجسم شے اوسکے اور زمین کے درمیان حائل کر دیجاوے تو وہ ٹھہر جاوے گا۔ کیونکہ کشش ثقل کی اوس قوت سے جو اوسکو زمین کی طرف لیجا رہی تھی حائل کی طاقت زیادہ ہے یہ اگرچہ قانون جذب مرکزی کے خلاف ہوا لیکن قانون فطرت کے خلاف نہو گا چونکہ ہمکو اس کی اطلاع ہے اس لیے کوئی استبعاد نہین ہوتا اور معجزہ مین استبعاد ہوتا ہے لیکن وہان بھی اسی قسم کے اسباب ہوتے ہین لیکن فرق اتنا ہے کہ ہمکو اون پر اطلاع نہین۔

پانچوین دلیل

کسی علت کے لیے صانع عالم نے یہ قانون معین کیا کہ وہ رفتہ رفتہ اپنی معلول تک اثر پہنچائے عادت یون ہی جاری ہو کہ اس علت کے آثار معلول تک تدریجا پہنچے ہون لیکن ممکن ہے کہ صانع مطلق علت کے اون آثار کو جو تدریجی حیثیت سے پہنچ رہے ہین ایک ہی وقت مین مجتمع کر دے اور وہ آن واحد مین وہ کام کرے جو ایک مدت دراز مین ہوتا ہے مثلاً قوت نامیہ ایک چھوٹے پودے کو چند ماہ یا چند سال پورا درخت بناتی ہے اگر کسی نبی کے حکم سے

ایک پودھا چند منٹ مین پورا درخت بن جاے تو کوئی خلاف قیاس امر نہین نہ خلاف قانون فطرت ہے کیونکہ وہ قوت نامیہ جو چند ماہ یا چند سال مین تدریجاً درخت بناتی قادر مطلق کے حکم سے ایک ہی وقت مین مجتمع ہوگئی اور آن واحد مین اوسکو اس حیثیت تک پہنچا دیا۔ (باقی آئندہ)

خورشید حسن ممتاز الافاضل

قاتلان امام حسینؑ کے متعلق مورخین کی راے

(تتمۂ ماسبق)

ان اشغال کا ذکر مختلف مقامات پر ملتا ہے چنانچہ معتضد عباسی نے اپنے اس مکتوب مین جو اوسنے امراء بلاد کے نام قبایح بنی امیہ کے متعلق لکھکر شائع کیا تھا اس مین یزید کا ذکر ان الفاظ مین کیا تھا جس سے معویہ کے حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے ومنه ایثاره بدین الله ودعاوه عباد الله الی ابنه یزید المتکبر الخمیر صاحب الدیوک والفهود والقرود واخذه البیعة له علی خیار المسلمین بالقهر والسطوة والتوعید والاخافة والتهدد والرهبة وهو یعلم سفهه ویطلع علی خبثه ورهقة ویعاین سکرانه وفجوره وکفره فلما منه ما مکنه منه ووطاه له وعصی الله ورسوله فیه طلب بثارات المشرکین وطوائلهم عند المسلمین فاوقع باهل الحرة الوقیعة التی لم یکن فی الاسلام اشنع منها ولا افحشها ما ارتکب من الصالحین فیها و شفی بذلک عند نفسه وغلیله وظن ان قد انتقم من اولیاء الله وبلغ النوی لاعداء الله فقال مجاهرا بکفره ومظهر الشرکه۔

لیت اشیاخی ببدر شهدوا　　جزع الخزرج من وقع الاسل

قد قتلنا القوم من ساداتکم　　وعدلنا میل بدر فاعتدل

فاهلوا واستهلوا فرحا　　ثم قالوا یایزید لا تشل

لست من خندف ان لم انتقم　　من بنی احمد ما کان فعل

لعبت هاشم بالملک فلا　　خبر جاء ولا وحی نزل

هذا هو المروق من الدین وقول من لا یرجع الی الله ولا الی دینه ولا الی کتابه ولا الی رسوله ولا یومن بالله ولا بما جاء من عند الله ثم من اغلظ ما انتهک واعظم ما اجترمه سفکه دم الحسین بن علی وابن فاطمة بنت رسول الله صلعم مع موقعه من رسول الله صلی الله علیه وسلم ومکانه منه ومنزلته من الدین والفضل وشهادة رسول الله صلی الله علیه وسلم له ولاخیه بسیادة شباب اهل جنة اجتراء علی الله وکفرا بدینه وعداوة لرسول ومجاهدة لعترته واستهانة بحرمته فکانما یقتل به وباهل بیته ومامن کفار اهل الترک والدیلم لا یخاف من الله نقمة ولا یرقب منه سطوة فبتر الله عمره واجتث اصله وفرعه وسلبه ما تحت یده واعد له من عذابه وعقوبته ما استحقه من الله بمعصیته "

محصل کلام یہ ہو کہ ان عیوب سے جو معویہ مین جمع تھے ایک دین فروشی بھی تھی اور یہ بھی کہ اُسنے لوگون کو اپنے اس فرزند کی امارت کی طرف دعوت دی جو بڑا اشرا بخوار اور نشہ باز تھا جسکا مشغلہ مرغون اور چیتون اور بندرون تک محدود تھا پھر تنہا دعوت ہی نہین دی بلکہ اسکی بیعت ان لوگون سے لی جنکا

شمار اسلام کے بہترین افراد مین سے تھا اور اس بیعت کے لینے مین طرح طرح کے جبر و تشدد سے کام لیا حالانکہ معویہ یزید کے حالات سے غافل وجاہل نتھا اسکو یزید کے سفاہت اور باطنی خباثت کا پورا پورا علم تھا اور اسکا نغمہ مین ہر وقت سرشار رہنا اور اسکے فسق اور فجور یہ ایسے حالات تھے جو ہر وقت اسکی پیش نظر رہتے تھے جب معویہ نے اس معاملہ کو یزید کیلئے ہموار کر دیا اور اسبات مین خدا اور رسول کے نافرمانی کی اور یزید ان چیزون پر قابض ہو گیا جن چیزون کے اسکے باپ نے قبضہ دلانا چاہا تھا تو یزید نے پہلا کام یہ کیا کہ وہ کافر اور مشرک جنکو اسلام نے اپنے احکام سے قتل کیا تھا اور رسول نے ان سے جہاد کر کے انکو فنا کیا تھا ان کے خون کا وارث بنکر ان کا انتقام اسلام والون سے لینا شروع کیا واقعہ حرہ جس سے زیادہ کوئی واقعہ اسلام مین شنیع تر نہین ہوا اور نہ کسی واقعہ مین ایسی ناگوار اور فحش باتون کا ارتکاب کیا گیا اور نہ اچھے لوگون سے کبھی ایسی بیحیائیان برتی گئین وہ اسی انتقام کا نتیجہ تھا ایسی باتون سے اس بیحیا نے اپنے بیحیا نفس کو خوش کر لیا اور سینہ پر کینہ کی آگ جو مدت سے دبی ہوئی تھی بجھا دی اسنے اپنے خیال مین کافرون کا عوض مسلمین سے لے لیا اور جو باتین دشمنان خدا کیلئے مہیا تھین انکو مہیا کر دیا اسی خیال سے اُسنے اپنے دلی خیالات کو جو کفر آمیز تھے کھلم کھلا نظم کر ڈالا جو اسکی کفر والحاد و شرک کے مقبول گواہ ہین۔ اُن شعرون کا حاصل ترجمہ یہ ہے کاش یزید کے وہ بزرگ جو بدر مین مقتول ہوئے آج موجود ہوتے جو قبیلہ خزرج کے آہ و فریاد کو دیکھتے جو نیزون کے طعن سے انمین نمایان ہوئی۔ (ای گروہ انصار) ہمنے تمھارے سردارونکو بڑی تعداد مین قتل کر دیا اور جو پلہ ہمارا بدر مین جھک گیا تھا اسے ہمنے پھر بھاری کر دیا۔

اگر یزید کے بزرگ موجود ہوتے اور یہ حالات دیکھتے تو خوشی سے چیخ اٹھتے اور کہتے کہ یزید تیرا کیا کہنا تیرا ہاتھ شل نہو۔ میں قبیلہ خندف سے نہیں اگر فرزندان احمد سے احمد کے افعال کا انتقام نہ لیلوں۔ ہاشم نے دعوائے رسالت کر کے ملک کیساتھ مذاق کیا ورنہ نہ تو کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی۔

یہ وہ اقوال ہیں جن سے انسان دین سے نکلجاتا ہے اور یہ اس شخص کی باتیں ہیں جو نہ خدا سے مطلب رکھتا ہو نہ اسکی دین سے اسے کوئی غرض ہو نہ کتاب خدا سے کوئی مطلب ہو نہ رسول سے کوئی علاقہ نہ اسکو ایمان سے تعلق نہ وحی کی تصدیق

" پھر سب جرائم میں اور تمام معصیتوں میں زیادہ سخت اور بدتر معصیت جو جو یزید سے سرزد ہوے وہ یہ تھے کہ اُسنے حسین ابن علی سے شخص کا خون ناحق بہا دیا جو فاطمہ دختر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند تھا حالانکہ حسینؑ کو جو خصوصیت اور تعلق رسول خدا سے تھا وہ سب پر ظاہر ہے اور جو محبت رسول کو اس فرزند سے تھی وہ مخفی نہیں ہے اور جو مرتبہ انکا دین خدا میں تسلیم کر لیا گیا ہے وہ قابل انکار نہیں اور جو فضیلتیں ان میں موجود تھیں وہ معلوم نہیں اسکے ساتھ ہی ساتھ رسول نے حسینؑ کے لئے اور اُنکے بڑے بھائی کیلئے اسبات کی گواہی دی تھی کہ یہ دونوں بھائی سردار جوانان اہل بہشت ہیں۔

یہ خدا پر جرأت تھی اور دین خدا کا انکار تھا اور رسول کی کھلی ہوئی عداوت تھی اور پیغمبر کی ذریت سے جنگ تھی اور پیغمبر کی حرمت کی توہین تھی فرزند پیغمبر اور اسکی اہلبیت کو یوں قتل کیا جیسے کوئی ترک و دیلم کو قتل کرتا ہے اور اسطرح بیباک ہو کر جیسے خدا کے عذاب کا خطرہ نہو اور نہ اسکی انتقام کی کوئی حیثیت ہو آخر کار خدا نے اسکی زندگی قطع کر دی اور اسکی اصل و فرع کو ناپید کر دیا اور جو چیزیں اسکی زیر حکومت تھیں ان سب کو سلب کر لیا اور اسکے لئے وہ عذاب جس کا وہ مستحق تھا مہیا کیا۔ باقی آئندہ

توحید اسلام

قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتابہ المبین فمن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ۔ خداوند عالم قرآن مجید مین ارشاد فرماتا ہی کہ جو شخص دین اسلام کی علاوہ کسی دوسرے دین کی خواستگاری کریگا وہ دین اوس سے ہرگز قبول نہین کیا جاویگا۔

خداوند عالم نے قرآن مجید مین صرف اسلام کو دین حق کہا ہی اور باقی ادیان کو باطل قرار دیا ہی اور فی الواقع اسلام ایک ایسا مذہب ہی جسکے اصول مذاہب عالم کے اصول سے عقلی حیثیت سے بہتر اور بالاتر ہین جسطرح اسلام کے دیگر اصول جملہ مذاہب کے اصول سے بہتر ہین ویسیطرح اسلام کی توحید بھی تمام مذاہب عالم کی توحید سے بہتر اور عقلی حیثیت سے تمام اعتراضات سے منزہ ہی جن مطالب کی تحقیق مین حکما اور فلاسفہ برسون عقل کی رائی کرتے رہی اور حد حقیقت تک نہ پہونچے انکو اسلام نے نہایت آسانی کیساتھ سلجھا کر ایسا بیان کیا کہ ہر ذی فہم نے بآسانی سمجھ لیا منجملہ ان مطالب کے توحید کا ایک سنگلاخ وادی ہی جسمین حکما اور فلاسفہ متحیر ہوگئے اگرچہ انکے عقول نے انکو صانع عالم کے وجود تک پہونچا دیا مگر وہان پہونچ کر پھر گمراہ ہوگئے خلقت عالم کو بدون وسائط ذات واحد سے محال سمجھا وجہ یہ تھی بیشک عقول رسول باطنی ہین مگر چونکہ بسا اوقات عقل اپنی خالص صفت پر باقی نہین رہتی اور اسپر اوہام اور شک وریب نقصان و جہالت کے پردے پڑے رہتے ہین اسلئے خداوند عالم نے رسول ظاہر یعنی انبیاء کو قرار دیا تاکہ وہ عقول کو لغزش سے بچاتے رہین اگر تنہا عقول حد حقیقت تک پہنچنے کیلئے کافی ہوتین تو پھر ضرورت انبیا کی بعثت کی نہ تھی لیکن کبھی عقل متحیر ہو جاتے ہین اور انکو بھی کسی تائید کی ضرورت ہوتی ہی عقول کے ذریعہ سے معرفت صانع عالم ہو جایا کرتی ہے جو اصلی غرض خلقت سے ہے مگر بدون انبیا خطرہ سے خالی نہین ہی کیونکہ وہ شوائب سے خالی نہین ہین لہذا انبیا کو بھیجا چنانچہ پہلا وہ نبی جس نے

توحید کی بنیاد کو عالم ایجاد مین رکھا وہ حضرت آدم ہین اور ان کے بعد ہر نبی نے جان توڑ کوشش سے اپنے زمانہ مین اس توحید کے قلعہ کی بنیاد کو مضبوط کرنے کی کوشش کی مگر جن مبارک ہاتھون نے اس قلعہ توحید کو بنا کر تیار کر دیا۔ اسکو نقش ونگار سے مزین کر دیا اور ایسا وسیع اور عالیشان بنانے کی کوشش کی کہ ہر انسان اسکے محاسن اور استحکام کو دیکھکر اس قلعہ مین داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے اور اوسکی بنیادون کو ایسا مضبوط اور مستحکم کر دیا کہ دنیا کے تمام مذاہب اگر مل کر اس قلعۂ توحید کو توڑنے کی کوشش کرین اور شبہات کے حملون سے اسکو گرانا چاہین تو ایک اینٹ بھی اس قلعہ مستحکم کی اپنے مقام سے متحرک نہو سکے وہ خاتم المرسلین کے مبارک ہاتھ تھے جنسے قلعہ توحید کی تکمیل ہوئی اور انکی اولاد طاہرہ ہے جو قلعۂ توحید کی زینت اور اسکے ساکنان کی تعداد کو بڑھاتے رہے۔ اگرچہ خاتم المرسلین جناب محمد مصطفےٰ اوس سرزمین پر پیدا ہوے جس مین تین سو ساٹھ ۳۶۰ خدا کے ماننے والے موجود تھے علوم عقلیہ سے بالکل نابلد تھے جہالت مین سراسر ڈوبے ہوے تھے اُنکے اخلاق بھی خراب تھے شراب خواری اور زناکاری اور قتل و غارت کو اپنا فخر جانتے تھے اور اوسپر اشعار فخریہ پڑھا کرتے تھے ہر قبیلہ ہر قوم کا ایک بُت علیحدہ تھا جس کو یہ اپنا خدا مانتے تھے۔ توحید کا وہم بھی انکو کبھی نہ ہوتا تھا اوبعضین بتونکو اپنا خالق جانتے تھے اسی سرزمین پر توحید کے قلعہ کی بنیاد کا مستحکم کرنا اور اسکے ساکنون کو مہیا کرنا اور ایسے جاہلون کو توحید کی تعلیم دینا اور اوس مذہب اور عقیدہ مستحکم کو ایسے جہال کے نکالدینا اور توحید کے عقیدہ او نکے اذہان ناقصہ مین راسخ کردینا خاتم المرسلین کا بین معجزہ تھا اور رسول کے اخلاق تھے کہ ایسی وحشی قوم کو جو حضرت کے کلام کو سُنکر سیٹی بجائے اور غل مچائے اور کانون مین انگلیان دے لے کہ رسول خدا کی آواز کانون تک نہ پہونچے (باقی آئندہ)

نیز کتاب تفسیر کبیر اور کتاب ناسخ و منسوخ اور کتاب قراۃ امیر المومنین اور کتاب قراۃ اہلبیت ہے ابو محمد ہارون ابن موسیٰ تلعکبری نے ۳۲۰ھ ہجری مین اُن سے روایات کو سُنا اور اُن سے اجازہ حاصل کیا۔

انواع علوم قرآن کے مصنفین

اور جن لوگون نے علوم قرآن کے اقسام مین کتابین تصنیف کی ہین اون مین سے محمد ابن حسن شیبان استاد شیخ مفید ہین انھون نے کتاب نہج البیان عن کشف معانی القرآن تصنیف کی اور علوم قرآن کے سا بقین مین لکین اس کتاب کو اونھون نے خلیفہ عباسی مستنصر باللہ کے نام سے تصنیف کیا ہے سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے کتاب المحکم و المتشابہ مین احادیث کو اسی کتاب سے نقل کیا ہے۔

اور منجملہ انکے شیخ مفید محمد ابن محمد ابن نعمان ہین کہ جو اپنے زمانہ مین ابن معلم کے لقب سے مشہور تھے یہ بھی شیخ الشیعہ اور صاحب کرسی اجلال ہین انکی تصنیفات کی فہرست مین ان کی کتابین مذکور ہین جن مین سے ایک کتاب البیان فی علوم القرآن ہے ماہ محرم ۴۰۹ھ مین (جیسا کہ خطیب نے تاریخ بغداد مین لکھا ہی) انھون نے وفات پائی نیز محمد ابن احمد ابن ابراہیم ابن سلیم ابو الفضل جنوبی جعفی کوفی معروف بہ صابونی مصنف الفاخر ہین (کہ جو لغت مین ایک کتاب ہی) اُن کی ایک کتاب تفسیر مین بھی ہے جسمین انھون نے تفسیر قرآن کے معانی کی تفسیر کی ہے اور کلام خدا کے اصناف کے اسما بیان کئے ہین یہ ہمارے بزرگان اصحاب مین سے تھے مصر مین رہتے تھے ان کا انتقال مصر مین ۳۰۰ھ مین ہوا۔

صحیفہ ہفتم تمام علوم قرآن کی جامع سب سے پہلی تفسیر

سب سے پہلی تفسیر جو کل علوم قرآن کی جامع ہو وہ ابو عبداللہ محمد ابن عمر الواقدی کی کتاب الرغیب فی علوم القرآن ہو۔ ابن ندیم نے اپنی فہرست مین ابو عبداللہ واقدی کا ذکر کرکے اونکے شیعہ ہونے پر نص کی ہو۔ اس کتاب کے بعد جناب شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد ابن الحسن ابن علی الطوسی شیخ الشیعہ کی کتاب التبیان ہو جسکو اونھون نے دس بڑی بڑی جلدون مین مدون فرمایا ہے اور جو کل علوم قرآن کی جامع ہے۔ جناب شیخ کی ولادت ۳۸۵ھ مین اور وفات ۴۶۰ھ مین بمقام غری یعنی نجف اشرف ہوئی۔ اس کتاب کی ابتدا مین خود جناب شیخ علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ مین پہلا شخص ہون جس نے کل علوم قرآن کو ایک کتاب مین جمع کیا۔

اور نیز جناب سید شریف رضی برادر جناب سید مرتضیٰ کی کتاب حقائق التنزیل و دقائق التاویل ہے جو مثل تفسیر تبیان کے طویل و بسیط ہے اس کتاب مین جناب سید نے عجائب و غرائب اور غوامض و مکنونات قرآن کی پوری پوری توضیح اور اسرار و دقائق کی کامل تشریح فرمائی ہے اور تحقیق حقائق و تدقیق تاویلات مین وہ طریقہ اختیار فرمایا ہو جسمین وہ متفرد ہین اونسے قبل کسی نے اس طریقہ سے تحقیق و تدقیق کی طرف کبھی توجہ نہین کی لیکن افسوس ہو کہ یہ تفسیر کل علوم قرآن کی جامع نہین ہے علاوہ کتاب مذکور کے جناب سید کے تصنیفات مین سے کتاب المتشابہ فی القرآن اور کتاب مجازات القرآن بھی ہے۔ باوجود ایسے عمدہ عمدہ تصنیفات کے اگر اون کا سن ملاحظہ فرمایا جائے تو کل ۴۷ برس کا تھا (ان تصنیفات کے مقابلہ مین یہ سن کچھ بھی نہین تھا)۔

ہماری اصل کتاب مین انکے حالات اچھی طرح لکھے گئے ہین انکی وفات ۴۰۶ھ مین ہوئی۔ اور جناب الشیخ الامام القدوہ ابو الفتوح الرازی حسین ابن علی ابن محمد ابن احمد

خزاعی رازی نیشاپوری کی کتاب روض الجنان ہے جس کے بیس حصے ہین۔ موصوف جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ کے بعد کل علوم کے جامع تھے۔ اونکی وفات ۵۰۰ ہجری کے بعد ہوئی۔ اور نیز جناب شیخ امین الدین ابوعلی فضل ابن حسن ابن فضل طبرسی کی کتاب مجمع البیان فی علوم القرآن ہے جسکی دس جلدین ہین۔ یہ بھی کل علوم قرآن کے جامع تھے لیکن اول کتاب مین اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ اس کتاب کا ماخذ جناب شیخ طوسی قدس سرہ کی کتاب التبیان ہے۔ اور نیز جناب شیخ قطب الدین راوندی کی خلاصۃ التفاسیر ہے جسکی بیس جلدین ہین یہ تفسیر حقائق و دقائق سے بھری ہوئی ہے اور جناب شیخ طوسی کی تفسیر کے بعد ...

دوسری فصل علوم حدیث مین شیعون کا تقدم اور اس مین صحیفہ ہین

علم حدیث مین شیعون کے تقدم کا سبب

صحیفون کو شروع کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علوم حدیث مین شیعون کے تقدم کی وجہ بیان کیجائے بسلف سابق کے صحابہ و تابعین مین کتابت علم کے متعلق نہایت اختلاف تھا اکثر اسکو مکروہ سمجھتے تھے اور بعض اسکو پسند کرتے تھے یہانتک کہ اوسپر عامل بھی تھے انھین بعض مین سے جناب امیر المومنین اور جناب امام حسن علیہما السلام ہین جیسا کہ سیوطی نے تدریب الراوی مین لکھا ہے کہ جناب رسالتماب صلعم نے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے املا کرکے لکھوایا کہ حضرت نے اوسکو کتاب ضخیم کی صورت مین جمع فرمالیا چنانچہ حکم ابن عینیہ نے اس کتاب کو جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس اوس موقع پر دیکھا جب وہ مین اور حضرت مین کسی مسئلہ کے متعلق اختلاف ہوا اور حضرت نے اوس کتاب کو نکالکر دکھلایا اور حکم سے ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا لکھا ہوا اور جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکھوایا ہوا ہے۔ یہی کتاب سب سے پہلی کتاب تھی جسمین عہد جناب رسالتماب مین علوم کو جمع لیا گیا تھا اس کتاب اور اس واقعہ کو دیکھکر شیعون نے تدوین علم کو پسند کیا اور اپنے امام کی اقتدا کرکے اس

جانب سب سے پہلے توجہ کی اور شیعون کے غیرون کو یہ گمان رہا کہ ہم کتاب علم کیلئے ممنوع ہین لہذا وہ قاصر رہے اور شیعون سے متاخر ہو گئے۔ حافظ سیوطی نے تدریب مین کہا ہو کہ زمانہ صحابہ و تابعین مین آثار و احادیث مدون و مرتب نہین کئے جاتے تھے چونکہ اون لوگون کے حافظے قوی اور ذہن نہایت ترو تازہ تھے اسلئے اونکو حفاظت کا اطمینان تھا اسکے علاوہ یہ لوگ کتابت آثار و احادیث کیلئے ممنوع بھی تھے جیسا کہ صحیح مسلم سے ثابت ہے اور نہی اسوجہ سے کیگئی کہ ان لوگون سے اس امر کا خوف تھا کہ احادیث کو قرآن کیساتھ مختلط کر دینگے اور اسوجہ سے بھی کہ انمین سے اکثر کا خط خراب تھا اور کتابت اچھی طرح نکر سکتے تھے مین کہتا ہون کہ یہ تمام باتین صحابہ و تابعین غیر شیعہ کیلئے مخصوص تھین لیکن حضرات شیعہ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی اقتدا کر کے علوم کو مدون و مرتب کیا اور اسیوجہ سے انکو تقدم حاصل ہوا۔ اب مین خداوند عالم سے طالب توفیق ہو کر صحیفونکو شروع کرتا ہون

صحیفہ اولے

اُن لوگون کا ذکر جنھون نے احادیث کو بترتیب ابواب سب سے پہلے جمع کیا

شیعہ صحابہ مین ابو رافع نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے سب سے پہلے احادیث کو جمع کیا اور اونکو بترتیب ابواب مرتب کیا۔ نجاشی نے کتاب فہرست اسماء المصنفین من الشیعہ مین یہ کہا ہے کہ کتاب السنن و الاحکام والقضایا ابو رافع رسول اللہؐ کے غلام کی کتاب ہے اسکے بعد نجاشی نے کتاب مذکور کی اپنی اسناد سے روایت کی ہے اور باب باب کر کے صلوۃ و صوم و حج و زکوۃ پر اوسکا مشتمل ہونا بتایا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابو رافع مکہ ہی مین ایمان لاچکے تھے اور مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد ہر مقام پر جناب رسالتمآبؐ کے ساتھ ساتھ رہے اور بعد رسالتمآب جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ہمرکاب رہے اور وہ برگزیدہ شیعون مین سے تھے اور غزوات مصر عرب مین ہمیشہ حضرت کے ہمراہ رہا کرتے تھے اور کوفہ کا بیت المال انھین کے متعلق تھا الخ۔

ایک اجمال کی تفصیل

(مترجم) (مترجم)

ایک ضروری امر قابل ذکر ہے کہ ترجمہ کتاب سے قبل جو ترجمۃ المصنف کا ترجمہ لکھا گیا ہے اوسمین حضرت مولف علام کا سلسلۂ روایت بھی درج کیا گیا ہے لیکن اجمالی طور پر مشائخ اجازہ کے صرف اسما گرامی بیان ہوے ہین چونکہ سرکار ممدوح نے اوس مبسوط اجازہ مین جو خاکسار بھیجا ان کو رحمت فرماکر عزت افزائی فرمائی تھی اپنی اسانید کا ذکر تفصیل کیساتھ کیا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ بیان سابق کے تتمہ کے خیال سے دیگر مضامین اجازہ حذف کرکے صرف اون اسانید کا ترجمہ بھی شایع کردیا جائے۔

خاکسار کی نسبت علامہ ممدوح نے تحریر فرمایا ہے کہ مین اونھین تائید من اللہ کی دعا دیکر اجازت دی ہے کہ جن جن چیزون کے روایت کا حق مجھے حاصل ہے وہ اون تمام چیزون کی مجھسے اور میرے اسانید سے روایت کرسکتے ہین اور مین چونکہ اون تمام چیزون کو بطرق کثیرہ روایت کرتا ہون لہذا وہ بھی مجھسے بطرق مذکورہ اون تمام چیزون کو جب چاہین اور جس کسی شخص سے چاہین روایت کرسکتے ہین خصوصاً کتب حدیث وتفسیر وفقہ واصول وکلام اور تمام علوم اسلامیہ کی کتابون کو جو اسلامی علما کی تصنیف سے ہون اور بالتخصیص ہمارے علمائے امامیہ کی کتابون کو اور خاصکر حدیث کی کتب اربعہ مشہورہ کو جو محمدین ثلث متقدمین کی تصنیف سے آفتاب نصف النہار کیطرح تمام عالم مین مشہور ہین یعنے کافی ومن لایحضر اور تہذیب اور استبصار جن مین پہلی کتاب ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے اور دوسری ابوجعفر محمد بن محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی طاب ثراہ کی تصنیف ہے اور تیسری اور چوتھی ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی شیخ الطائفہ قدس سرہ کی تصنیف ہین اور نیز حدیث کی تین بڑی کتابون کو جو محمدین ثلث متاخرین کی ہین یعنی وافی اور وسائل اور بحار جنمین پہلی کتاب محمد بن مرتضےٰ کی ہے

جو بلقب محسن مشہور ہین اور دوسری محمد بن حسن الحر العاملی کی اور تیسری محمد باقر مجلسی
قدس اللہ اسرارہم کی تصانیف ہین روایت کرسکتے ہین اور مین ان سبکو اور اپنے علما کی
تمام تصانیف اور دیگر فرق وملل کے علما کی تصانیف کو چند مشائخ اجازہ سے روایت
کرتا ہون ایک اون مین سے شیخ فقیہ متجر جمال السالکین ازہد اہل عصر المولی الحاج ملا علی
بن المیرزا خلیل رازی نجفی قدس سرہ ہین اور اونھون نے مجھے سب سے پہلے اجازہ
دیا تھا کہ مین اون کے مشائخ ستہ سے روایت کرون جنمین اول شیخ فقیہ محمد حسن بن
شیخ باقر مصنف جواہر الکلام شرح شرائع الاسلام ہین اور وہ دو شخصون سے روایت
کرتے ہین ایک شیخ جعفر بن خضر مصنف کشف الغطا اور دوسرے سید جواد عاملی
مصنف مفتاح الکرامہ اور یہ دونون بحر العلوم سید محمد مہدی طباطبائی سے روایت
کرتے ہین۔ دوم شیخ فقیہ شیخ عبد العلی رشتی شارح شرائع مین جو سید علامہ میر سید علی
طباطبائی صاحب ریاض اور شیخ جعفر صاحب کشف الغطا اور بحر العلوم طباطبائی
سے روایت کرتے اور یہ سب محقق آقا محمد باقر بن محمد اکمل بہبہانی حائری سے روایت
کرتے ہین سوم سید محمد بن سید جواد عاملی مقدم الذکر ہین جو اپنے والد سے روایت کرتے ہین
اور وہ میر سید علی صاحب ریاض سے اور وہ شیخ یوسف بحرانی صاحب حدائق سے
روایت کرتے ہین چہارم شیخ رضا بن شیخ زین العابدین عاملی شارح شرائع ہین جو
سید متبحر سید عبد اللہ بن سید رضی کاظمی مصنف جامع الاحکام وغیرہ سے اور وہ شیخ
متبحر محقق شیخ اسد اللہ کاظمی مصنف المقابیس وغیرہ سے اور وہ آقائے بہبہانی حائری
اور بحر العلوم طباطبائی سے روایت کرتے ہین اور سلسلہ روایت اون کا بعد مین مذکور
ہے پنجم شیخ محقق استاذ زمانہ جناب شیخ مرتضے انصاری غروی ہین جو مولی احمد بن مہدی
نراقی صاحب مستند سے اور وہ اپنے والد علامہ مصنف الدلائل سے اور وہ اپنے استاد
آقا محمد باقر بن محمد اکمل بہبہانی سے اور وہ اپنے والد محمد اکمل سے اور وہ علامہ مجلسی مصنف

بحار الانوار سے اون سلسلون سے روایت کرتے ہین جو اربعین مجلسی کے اول مین اور
بحار کے آخر مین مذکور ہین ششم شیخ فقیہ شیخ جواد ملا کتاب نجفی ہین جنھون نے شرح
لمعہ کی شرح کتاب النکاح تک دس جلدون مین لکھی ہے اور وہ سید محمد جواد عاملی مصنف
مفتاح الکرامہ سے اور وہ بحر العلوم محمد مہدی طبا طبائی سے اور وہ شیخ یوسف بحرانی
صاحب حدائق سے اون طرق سے جو لؤلؤۃ البحرین مین مذکور ہین روایت کرتے ہین اور
اون مین سے ایک سلسلہ بتوسط طارفیعا علامہ مجلسی سے روایت کا ہے۔ دوسرے
شیخ اجازہ سید علامہ متبحر مرزا محمد ہاشم بن مرزا زین العابدین خوانساری اصفہانی
قدس سرہ مصنف اصول آل الرسول ہین اور وہ اپنے مشائخ اربعہ سے روایت کرتے
ہین اول اونکے والد مرزا زین العابدین ہین جو حجۃ الاسلام سید محمد باقر رحمۃ اللہ صاحب
مطالع سے اور وہ سید محقق موسس سید محسن بن حسن الاعرجی الکاظمی مصنف المحصول
سے اور وہ شیخ سلیمان عاملی سے اور وہ ہمارے جد علام سید محمد ابراہیم شرف الدین
عاملی سے اور وہ شیخ محمد بن حسن حر عاملی صاحب وسائل سے روایت کرتے ہین جن کے
طرق روایت وسائل الشیعہ کے فوائد کے آخر مین مذکور ہین دوم سید محقق میر سید حسن
مدرس اصفہانی ہین جو اپنے استاد شیخ محقق شیخ محمد تقی اصفہانی مصنف کتاب الہدایۃ
سے جو کتاب معالم کا بزرگ حاشیہ ہے اور وہ اپنے استاد شیخ فقیہ شیخ جعفر کاشف الغطا
سے اور وہ مولی مہدی فتونی نجفی سے اور وہ اپنے استاد شیخ ابو الحسن فتونی نجفی سے اور وہ
اپنے مادری بھائی شیخ حسن صاحب معالم سے روایت کرتے ہین اور طرق روایت اونکے
اوس اجازہ کبیرہ مین جو سید نجم الدین کو دیا ہے آخر مجلدات بحار مین مذکور ہین۔ سوم
شیخ فقیہ مہدی بن شیخ فقیہ شیخ علی بن شیخ الطائفہ شیخ جعفر بن خضر کاشف الغطا
ہین جو اپنے عم شیخ فقیہ المتبحر ابی العباس شیخ حسن مصنف انوار الفقاہہ سے اور وہ اپنے
والد بزرگوار شیخ جعفر کاشف غطا سے اور وہ بحر العلوم طبا طبائی صاحب درہ سے

اور وہ سید علامہ سید حسین بن ابراہیم قزوینی سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ علامہ مجلسی صاحب بحار سے روایت کرتے ہین چہارم سید علامہ آیۃ اللہ فی العالمین سید صدر الدین موسوی عاملی اصفہانی نجفی میرے والد کے عم بزرگوار ہین جو اپنے مشائخ اجازہ یعنی بحر العلوم طباطبائی اور میر سید علی صاحب ریاض اور مرزا مہدی شہرستانی اور سید مقدس سید محسن مصنف محصول اور مرزائی نراقی سے روایت کرتے ہین اور سید بزرگوار آقا محمد باقر بن محمد اکمل سے اور وہ اپنے والد محمد اکمل سے اور وہ اپنے استاد مصنف بحار الانوار سے اور وہ اپنے والد محمد تقی بن مجلسی سے اور وہ اپنے استاد شیخ بہائی محمد بن حسین بن عبد الصمد عاملی سے اور وہ اپنے والد علام حسین بن عبد الصمد سے اور وہ اپنے استاد شہید ثانی شیخ زین الدین سے اون سلسلوں اور اسنادون سے جو اونکے اجازہ کبیرہ ہین جسے شیخ حسین بن عبد الصمد والد شیخ بہائی کے واسطے لکھا تھا اور وہ بحار الانوار کی مجلد اجازات مین پورے طور پر مذکور ہے روایت کرتے ہین۔

تیسرے شیخ اجازہ سید حبر علامہ متبحر کثیر التصانیف عز الدین مہدی بن الحسن القزوینی حلی نجفی ہین جو اپنے چچا سید جلیل عالم کبیر سید باقر سے جو نجف اشرف مین صاحب الشباک والضریح ہین اور وہ اپنے ماموں سید بحر العلوم سید مہدی طباطبائی سے بطرق سابقہ روایت کرتے ہین جنمین ایک سلسلہ آقا محمد باقر بن محمد اکمل کا ہی کہ وہ اپنے والد سے اور وہ علامہ مجلسی سے اور وہ مولی محسن صاحب کتاب وافی سے بطرق معروفہ روایت کرتے ہین۔ چوتھے شیخ اجازہ علامہ نوری حسین بن محمد تقی مصنف مستدرک الوسائل ہین جو علامہ شیخ مرتضی انصاری سے اور وہ سید امام سید صدر الدین عاملی سے جو میرے والد کے چچا ہین اور وہ اپنے والد سید صالح سے جو ہمارے جد ہین اور وہ اپنے والد علامہ محقق سید محمد بن شرف الدین ابراہیم بن زین العابدین بن نور الدین سے اور وہ شیخ حر صاحب وسائل سے اور وہ سید نور الدین مذکور ہمارے جد اعلی سے

اور وہ اپنے والد سید علّام سید علی بن حسین بن ابو الحسن موسوی عاملی سے اور وہ اپنے شیخ شہید ثانی سے اور وہ فاضل خنشی سے اور وہ محقق علی بن عبد العالی کرکی سے جو مصنف جامع المقاصد ہین اور وہ شیخ ابن خازن حائری سے اور وہ شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن مکی عاملی شہید اول سے اور وہ فخر الدین محمد سے اور وہ اپنے والد علّامہ حسن بن یوسف بن مطہر حلی سے روایت کرتے ہین اور طرق روایت اوس اجازہ مین مذکور ہین جسے اونھون نے بنی زہرہ کو دیا تھا منجملہ طرق مذکورہ ایک سلسلہ یہ ہے کہ وہ محقق نجم الدین صاحب شرائع جعفر بن یحییٰ بن سعید علی طاب ثراہ سے اور وہ سید فخار بن معد موسوی سے اور وہ شاذان بن جبرئیل قمی سے اور وہ ابو جعفر محمد بن ابی القاسم طبری سے اور وہ شیخ ابی علی سے اور وہ اپنے والد شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی سے اور وہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن النعمان ملقب بہ مفید سے اور وہ شیخ ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے اور وہ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی صاحب کافی سے روایت کرتے ہین اور باقی طرق روایت کافی ہمین مذکور ہین۔

(۲) یعنی دوسرا سلسلہ علامہ نوری شیخ مرتضیٰ انصاری سے اور وہ سید صدر الدین عاملی سے اور وہ سید بحر العلوم سے اور وہ آقا محقق بہبہانی سے اور وہ اپنے والد محمد اکمل سے اور وہ علامہ مجلسی سے اور وہ ہمارے جد سید نور الدین علی بن علی بن الحسین بن ابی الحسن موسوی عاملی مجاور بیت اللہ الحرام سے اور وہ اپنے دو استاد جلیل جمال الدین ابو منصور حسن بن شہید ثانی اور سید شمس الدین محمد صاحب مدارک بن سید علی بن الحسین مشہور بابن ابی الحسن سے روایت کرتے ہین اور اونھین ہمارے جد علی بن الحسین بن ابی الحسن اور شیخ عز الدین حسین بن عبد الصمد حارثی عاملی والد شیخ بہائی اور سید نور الدین علی بن فخر الدین ہاشمی سے روایت کا حق حاصل ہے اور یہ سب عالم ربانی شہید ثانی زین الملۃ والدین بن علی بن احمد عاملی سے اور وہ اپنے

نورالدین علی بن عبدالعالی میسی سے اور وہ شیخ محمد بن موذن جزینی سے اور وہ شیخ ضیاء الدین علی سے اور وہ اپنے والد شہید اول محمد بن مکی سے اور اپنے دو استاد شیخ قمرالدین اور سید عمیدالدین سے اور وہ دونوں جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہر حلی سے اور وہ اپنے والد سدیدالدین یوسف بن مطہر حلی سے اور اپنے استاد نجیب الدین ابن نما الحلی سے اور وہ شیخ محمد بن ادریس صاحب سرائر سے اور وہ شیخ عربی بن مسافر عبادی سے اور وہ الیاس بن ہشام حائری سے اور وہ شیخ ابی علی مفید سے اور وہ اپنے والد شیخ طوسی سے اور وہ اپنے استاد شیخ مفید سے اور وہ شیخ صدوق بن بابویہ سے روایت کرتے ہیں اون طرق سے جنکی طرف سابقاً اشارہ ہوچکا اور میرے طرق علاوہ اسکے کثیر ہیں اور میں نے اون تمام کو اجازات کبار میں درج کردیا ہے مثلاً بغیۃ الوعاۃ فی طبقات مشائخ الاجازات وغیرہ کے اور میں بذریعہ قرات وسماع کے ایک جماعت اسلام سے روایت کرتا ہوں اور وہ حضرات قرات وسماع میں میرے اساتذہ ہیں مثل حجۃ الاسلام سرکار حاج میرزا محمد حسن شیرازی مقیم سامرا کے جو میرے اساتذہ میں سب سے بہتر اور اون تمام علما میں جو شہید ثانی کے وقت سے ابتک گذرے میرے نزدیک سب میں اعلم تھے اور مثل شیخ محقق حاج مرزا حبیب اللہ رشتی نجفی مصنف بدائع الاصول کے اور مثل شیخ فقیہ محمد حسین کاظمی نجفی کے اور مثل شیخ فقیہ شیخ اسد حسن آل یٰسین کاظمی مصنف اسرار الفقاہہ کے اور مثل مولی فاضل محقق ملا محمد ایروانی کے اور مثل دیگر مشائخ زمانہ حال کے الی آخرہا افادادام اللہ ظلہ الی یوم المعاد مصنف علام نے اس تحریر کے آخر میں پھر صاف طور پر لکھدیا ہے کہ آپ ان تمام مذکورات اور مقروات ومسموعات کو مجھسے اور میرے سلسلہ سے روایت کرسکتے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین کرام کو اس تحریر سے جناب مصنف علام کے طرق روایت کی تفصیل پر کافی اطلاع حاصل ہوجائے اور اسیوجہ سے اتنا پورا مقام میں نے عبارت اجازہ سے ترجمہ کرکے ہدیۂ ناظرین کردیا ہے - ۱۲ مترجم

مضمون نگاران الواعظ کے لیے

چند ضروری ہدایات

(۱) براہ مہربانی مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھ کر مضمون لکھین۔

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونے چاہئین۔ اگر مضمون نگار کیطرف سے ممانعت نہ ہو تو اڈیٹر خاص صورتون مین مضمون کو مختصر کر سکتا ہے مگر مطلب کو بدل نہین سکتا۔

(۳) عبارت حتے الامکان سلیس اور عام فہم ہو۔

(۴) تحریر کشادہ ہو گنجان نہ ہو۔ بین السطور اور حاشیہ کافی چھوڑا جائے۔ خط صاف اور واضح ہو تاکہ مضمون صحیح چھپ سکے۔

(۵) عبارات عربیہ پر احتیاط کے ساتھ اعراب لگایا جائے۔

(۶) عربی۔ فارسی وغیرہ کی جو عبارتین مضمون مین آئین وہ ایک کالم مین لکھی جائین اور اُنکے بالمقابل دوسرے کالم مین اُنکا ترجمہ درج کیا جائے۔

(۷) حتے الامکان کتب منقول عنہا کا پورا حوالہ دیا جائے۔

(۸) طریق استدلال اور ترتیب مطالب مین اڈیٹر کے مضامین کو نمونہ سمجھنا چاہیئے۔

(۹) مقاصد رسالہ کے خلاف کوئی مضمون درج نہین ہو سکے گا۔

(۱۰) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہین کیا جائے گا۔ اگر صاحب مضمون کو اُسکی واپسی کی ضرورت ہو تو محصول ڈاک کے لیے ٹکٹ آنے چاہئین۔

(مینیجر الواعظ لکھنؤ)

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

اَلْوَاعِظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا اخلاقی علمی "سائنس آف ریلیجنس" یعنی فلسفۃ المذاہب سے بحث کرنیوالا

ماہوار رسالہ

بسرپرستی سرکار نجم العلما نجم الملۃ والدین مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ (شمس العلما)

زیر ادارت

جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب فاضل پانی پتی آنریری اڈیٹر

باہتمام

احقر الزمن سید نور الحسن مالک مطبع

نور المطابع واقع لکھنؤ میں چھپا

اور

سید حسن علی وقار نے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے شائع کیا

قواعد و ہدایات متعلق رسالہ الواعظ

اِس رسالہ کے ضروری قواعد اور ہدایات حسب ذیل ہونگے۔

(۱) یہ رسالہ بالفعل ماہانہ ہوگا اور اسکا حجم (علاوہ سرورق) ۲۴ اور ۳۲ صفحہ کے درمیان ۱۸×۲۲ تقطیع پر ہوگا۔ مگر آیندہ حسب ضرورت اسکو پانزدہ روزہ یا ہفتہ وار کیا جاسکتا ہے۔ اور حجم مین بھی وسعت دیجاے گی۔

(۲) لکھائی۔ چھپائی عمدہ ہوگی۔ کاغذ بھی حتے الامکان بہتر لگایا جائے گا۔ باانیہمہ قیمت سالانہ تین روپیہ ہوگی جو پیشگی یا بذریعۂ وی پی وصول کیجائے گی جسمین محصول ڈاک اور وی پی کے اخراجات نہین شامل ہین اور اِسی قیمت مین ضمیمہ یعنی ترجمۂ "الشیعہ و فنون الاسلام" بھی ملتا رہے گا۔

(۳) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لیے رسالہ خریدنا ہوگا۔ اور سال تمام کے کُل پرچے لینے ہونگے خواہ درخواست خریداری کسی وقت بھی کیجائے۔

(۴) خریدار اپنا نام اور پتہ ہمیشہ بخطا ُ۔ دو صاف حرفون مین لکھین اور اگر ممکن ہو تو ڈاکخانہ کا نام صاف طور پر انگریزی مین بھی لکھین۔

(۵) نمونہ کا صرف پہلا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر بلا قیمت روانہ کیا جائے گا۔

(۶) جواب طلب اُمور کے لیے جوابی کارڈ یا آدھ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

(۷) مضامین اور علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت بنام "اڈیٹر" اور باقی تمام اُمور کی بابت بنام "منیجر" ہونی چاہیئے۔

(۸) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو جاری ہوا کرے گا۔

(۹) اڈیٹر کا پتہ۔ اڈیٹر "رسالۂ الواعظ" مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
منیجر کا پتہ۔ منیجر "رسالۂ الواعظ"۔ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
نام لکھنے کی ضرورت نہین

جلد فہرست مضامین الواعظ بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء نمبر

نبی کی ضرورت

اگر صفحہ ہستی پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا مین قسم قسم کے لوگ موجود ہین کہین مادہ پرست مادہ کی قدامت اور خالقیت پر زور دے رہے ہین کہین نیچری اس امر پر تلے ہوے ہین کہ واجب الوجود کو معدوم محض ہستی بنا کے چھوڑینگے کوئی ہاتھ کے تراشے ہوے بتون کو خدا کہہ رہا ہے کوئی آفتاب کو خالق عالم سمجھ رہا ہے ایک طرف احمدی حضرات اس امر پر پسند کر رہے ہین کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو خدا کا رسول مان ہی لو غرضکہ ایک مختلف الخیال لوگون کا مجمع ہے اور اگر ان کے اختلافات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر شخص دنیا مین اپنا علیحدہ مذہب رکھتا ہے۔ یہ حضرات چند گروہون پر منقسم ہین۔ پہلا گروہ ان لوگون کا ہے جو نیچری کو اپنا مذہب سمجھتے

ہین اور ہمیشہ ٹیڑھے راستہ پر چلے اور اتنا چلے کہ اسکی عادت ہو گئی اور اسی کجروی کو وہ اپنے نے پسند کرتے ہین۔ دوسرا گروہ ان لوگون کا ہے کہ جو دنیا مین لامذہب رہنے ہی کو اپنا مذہب سمجھتے ہین ان دو گروہون سے اسوقت مجھکو بحث نہین۔ مگر تیسرا گروہ ان حضرات کا ہے جو دنیا مین ایک سچے دین کے طلبگار بھی ہین اور صراط مستقیم پر چلنے کی خواہش بھی رکھتے ہین مگر وساوس شیطانی اور اپنے مذکورہ بالا دوست نما دشمنون کی مہربانی کا شکار ہو کر موہومہ اعتراضات کے پھندے مین گرفتار رہتے ہین افسوس یہ ہے کہ یہ حضرات اپنی عقل سے کام نہین لیتے ارسطو نے سکندر کو نصیحت کی تھی کہ "جب تم سے کوئی شخص کوئی بات بیان کیا کرے تو پہلے اسکو اپنی عقل کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لیا کرو" اگر وہ حضرات جو دوسرون کی سنی سنائی باتون پر اعتبار و اعتماد کر کے بلا تامل اعتراض کر بیٹھتے ہین اپنی عقل سے کام لین تو ان کو خود معلوم ہو جائے گا کہ این کہانتک واقعیت کی جھلک ہے اور اسپر لطف یہ ہو کہ وہ دنیا مین اپنے سے زیادہ کسیکو زیور عقل سے آراستہ و پیراستہ نہین سمجھتے (اور یہی ان کی کم عقلی کی بین دلیل ہے) چنانچہ ایک باعقل و ہوش گروہ خدا کے وجود کا قائل ہو کر کہتا ہے کہ دنیا مین ہمارے عقلین خدائی احکام کے جان لینے اور خدا کی مرضی کی باتین پہچاننے کیلئے کافی ہین کسی نبی کے آنیکی ضرورت نہین اس بنا پر انھون نے بعثت انبیا کی ضرورت کا بالکل انکار کر دیا حالانکہ ضرورت نبوت ایک ایسا واضح مسئلہ ہے کہ جس کے انکار کرنیوالون کی حالت پر تعجب ہوتا ہے اور انکی عقلون پر بیساختہ ہنسی آتی ہے مگر زمانہ کی حالت پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مین ایسے حضرات کی بھی کمی نہین کہ جن کو بدیہیات سے انکار کرنے مین کچھ تامل نہین ہوتا یہ وہ اعتراض ہے جو آجکل کے تمام باقاعدہ دماغون کی

محنت کا نتیجہ ہے اس اعتراض پر غور کرنے سے آپ کو خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ یہ کہانتک صحیح اور عقل کے مطابق ہے اور کہانتک صاحبان فہم وفراست کی عقلین اسکو قبول کرسکتی ہین خیر قصہ مختصر اب ہم ضرورت نبوت پر چند دلیلین حضرات ناظرین کی خدمت مین پیش کرکے امیدوار ہین کہ براہ کرم وہ خود ہی فیصلہ فرمالین ۔

ضرورت نبی پر پہلی دلیل

زمانہ کے عقلا غالبًا اس امر کو تسلیم کرینگے کہ جب کوئی سلطان سریر آرائے سلطنت ہوتا ہے تو وہ یہ چاہتا ہے کہ کچھ ایسے لوگون کو اپنی طرف سے رعایا پر حاکم بنائے جو اسکے احکام کا نفاذ اُسکی رعایا مین کرتے رہین تاکہ انتظام سلطنت درست اور باقاعدہ رہے اور نظام ملک درہم وبرہم نہ ہونے پائے پس جبکہ کسی بادشاہ دنیا کے احکام کا اسکی رعیت تک پہنچنا ایسے حکام پر موقوف ہے کہ جو اسکے احکام سے خود واقف بھی ہون اور رعایا تک انکو باحسن وجوہ پہنچا بھی سکین تو اسیطرح سے بالضرور خداوند عالم کے احکام کا بھی دنیا تک پہنچنا اس امر پر موقوف ہوگا کہ وہ اپنے منتخب بندونکو اپنے اور بندون کے درمیان واسطہ مقرر کرے تاکہ احکامات الٰہیہ کی تبلیغ و تعمیل ہوسکے اسلئے کہ بندون کو اپنے اپنے معبود کے فرمان پر اطلاع حاصل کرنیکا جو ذریعہ ہوسکتا ہے وہ کئی صورتون مین منحصر ہے پہلی صورت یہ کہ خدا کسی فرشتہ کو بندون کے پاس بھیجکر احکام تعلیم کرے اور وہ اپنی اصلی صورت مین سے آئے یا بشری لباس مین آئے یا ظاہر نہو بلکہ صرف آواز سنادے دوسرے یہ کہ کوئی اس امر کیلئے مامور ہو اور بطریق سابق تبلیغ احکام کرے تیسرے یہ کہ صرف کتاب

احکام بندون کے پاس مجتمعًا بھیجدے اور کوئی پہونچانے والا معین نہ فرمائے چوتھے یہ کہ وقتًا فوقتًا احکام بذریعہ فرامین نازل فرمایا کرے۔ پانچوین یہ کہ جس طرح اہل حق قائل ہین کسی انسان کو اس منصب جلیل کے لئے منتخب کرکے بندون کے پاس بھیجدے۔

اگر اس کا فیصلہ عقل سلیم پر چھوڑا جائے تو آخری صورت کے سوا کوئی امر قابل اطمینان نہین ہوسکتا ہان یہ کہہ سکتے ہین کہ کسی بات کی ضرورت ہی نہین تو اسکا جواب مذکور ہوچکا غرضکہ جو خدا اور اسکی مخلوق کے درمیان بشری واسطہ ہوتا ہے اور اسپر وحی و الہام کے ذریعہ سے احکام نازل ہوتے ہین اسیکو ہم نبی کہتے ہین اب رہی یہ بات کہ نبی کیسا ہونا چاہیئے تو اسکے لئے صرف اتنا عرض کردینا کافی ہوگا کہ شاہان دنیا کی طرف سے جو لوگ رعایا پر حاکم ہوتے ہین ان کے لئے بھی اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ آداب شاہی سے واقف ہون اور احکام شاہی کو رعایا تک پہنچانے اور سمجھانے کی قابلیت بھی رکھتے ہون پس اسیطرح سے دنیا کیلئے ایسے نبی کی ضرورت ہے جو اپنے مین تجرد اور مادیت دونون جنبہ رکھتا ہو تاکہ تجرد کی حیثیت سے وہ مبدء فیاض سے احکامات و کمالات الٰہیہ کو حاصل کرے اور بحیثیت مادیت ان (احکامات) کو ہم تک پہونچانے مین کامیاب ہو ہمارے اس اجمالی بیان سے نبی کے اوصاف و شرائط پر اچھی طرح روشنی پڑسکتی ہے باقی رہا یہ مسئلہ کہ آیا عقل ہدایت کیلئے کافی ہوسکتی ہے یا نہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ عقل عالم کے تمام اشیاء کے حسن و قبح کو کماحقہ نہین سمجھ سکتی اور اسکی رسائی صرف مستقلات عقلیہ تک محدود ہے اور وہ بھی اکثر اوقات نفسانی خواہشون کے جال مین پھنسکر انکی تابع ہوجاتی ہے اور انسان سے بہت سے ناشائستہ امور صادر

ہوجاتے ہین اگر صرف عقل ہدایت کیلئے کافی ہوسکتی تو یہ چاہئیے تھا کہ انسان کبھی کوئی برا کام ہی نہ کرتا مگر اسکے خلاف بہت سی نظیرین پیش نظر ہین لہٰذا معلوم ہوا کہ عقل خود ایک ایسی شمع ہدایت کی محتاج ہے کہ جس کی روشنی مین وہ منزل مقصود تک پہنچ سکے ہان اگر معترض صاحب اپنی عقل کو آریہ حضرات کے مادہ اور روح کیطرح قدیم اور غنی بالذات سمجھتے ہون تو خیر ورنہ ماننا پڑے گا کہ صرف عقل بغیر نبی کے آپ کو شاہراہ ہدایت تک پہنچانے مین مجبور ہے وہو المطلوب ۔

ضرورت نبوت پر دوسری دلیل

نبی کا خلق خدا پر مبعوث ہونا لطف ہے اور لطف کا چونکہ حکیم مطلق پر بمقتضائے حکمت واجب ہونا ثابت ہے اور جناب باری عز اسمہ کے حکیم مطلق ہونے مین کوئی شک و شبہ نہین لہٰذا معلوم ہوا کہ اسپر یہ امر ضروری ہوگا کہ وہ ہم پر نبی معین فرمائے تاکہ ہم اسکے اوامر کے بجالانے اور نواہی سے پرہیز کرنے مین کامیابی حاصل کرسکین اور مستحق انعام و اکرام ہون اور اگر حکیم مطلق کا ہر شخص سے ظاہر بظاہر ہمکلام ہونا اور خود اپنے احکام کا بندون تک پہنچانا فرض کیا جائے گا تو مجبوراً اس کو مجسم بھی ماننا پڑے گا اور یہ امر قطعی دلائل سے ثابت ہوچکا ہے کہ وہ جسم و جسمانیات سے منزہ ہے۔

ضرورت نبوت پر تیسری دلیل

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان اچھے کام کو برا اور برے کام کو اچھا سمجھکر اختیار کرلیتا ہے پس اگر خداوند عالم کیطرف سے نبی نہ مقرر کیا جائے

تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ خداوند عزوجل یہ چاہتا ہے کہ میرے بندے کبھی گمراہی سے نجات ہی نہ پائیں اس حالت میں ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہم کو ایک ایسے حاکم کی ضرورت ہے جو ہمارے غلطیوں پر ہمکو متنبہ کرتا رہے تاکہ ہم چاہ ضلالت سے نکلکر راہ ہدایت کی طرف آسکیں اور اسکے احکام پر عمل کرکے فلاح دارین حاصل کرسکیں۔

نوٹ:- میں یہ چاہتا ہوں کہ اس دلیل کے ذیل میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی وہ حدیث بھی درج کردوں جو معصوم علیہ السلام نے ایک زندیق کے مقابلہ میں احتجاجاً ارشاد فرمائی "۔

عن ھشام بن الحکم عن ابی عبد اللہ انہ قال للزندیق الذی سألہ من این اثبت الانبیاء والرسل قال انا لما اثبتنا ان لنا خالقاً صانعاً متعالیاً عن جمیع ما خلق وکان ذالک الصانع حکیماً متعالیاً لم یجز ان یشاھدہ خلقہ ولا یلامسوہ فیباشرھم ویباشروہ ویحاجھم ویحاجوہ فثبت ان لہ سفراء الی خلقہ یعبرون عنہ الی خلقہ وعبادہ ویدلونھم علی مصالحھم ومنافعھم و ما فیہ بقائھم وفی ترکہ فنائھم

ہشام ابن حکم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپنے زندیق کے مقابلہ میں جو اثبات انبیاء و رسل کے بارے میں سوال کررہا تھا ارشاد فرمایا کہ جب ہم یہ ثابت کرچکے کہ ہمارے لئے خالق و صانع ہے جو تمام مخلوق سے منزہ اور برتر ہے پس یہ بات جائز نہیں کہ خلق اسکا مشاہدہ کرسکے یا اسکے دامن جلالت تک ان کے ہاتھ پہنچ سکیں تاکہ خلط ملط ممکن ہو اور ایک دوسرے کے سامنے حجت لاسکیں اس سے ثابت ہوگیا کہ خلق کی طرف اسکے کچھ سفیر (یعنی) ہیں جو اسکے صحیح ترجمان ہیں اور اسکے بندوں کے مصالح اور منافع

فثبت الآمرون والناهون
عن الحكيم العليم في خلقه
والمعبرون عنه عز وجل وهم
الأنبياء وصفوته عن خلقه
حكماء مؤدبين بالحكمة مبعوثين
بها غير مشاركين للناس
على مشاركتهم لهم في الخلق
والتركيب في شيء من أحوالهم
مؤيدين من عند الحكيم العليم
بالحكمة ثم ثبت ذالك في
كل دهر وزمان مما اتت به
الرسل والانبياء من الدلائل
والبراهين لكيلا يخلو ارض
الله من حجته يكون معه علم
يدل على صدق مقالته وجواز
عدالته۔

کیلئے سچے رہنما ہین نیز ان امور ضروریکیطرف
متوجہ کرتے ہین کہ جن کے فعل و ترک پر انکی
بقا و فنا موقوف ہے پس یہ بات واضح ہوگئی
کہ خدا کی جانب سے اسکی خلق مین کچھ لوگ
اوامر کی طرف متوجہ کرنیوالے اور منہیات سے
روکنے والے اور اپنے خالق کے سچے پیغامبر ہین
اور یہی حضرات صفت نبوت کے ساتھ موصوف
اور خلعت انتخاب سے مزین اور زیور حکمت و
ادب سے آراستہ اور شرف بعثت سے مشرف
اور سیرت عامہ خلائق سے ممتاز اور صورتمین
عام لوگون سے یکسان نظر آتے ہین اور وہ
خدا کی طرف سے مؤید بحکمت ہین پس یہ امر
بدلائل ثابت ہوگیا کہ ہر زمانہ مین انبیا اور رسل
ہدایت کیلئے بھیجے گئے تاکہ زمین ایک ایسی
ذات سے خالی نہ ہو جو اہل زمین پر اسکی حجت
ہو اور اس ذات کے ساتھ کوئی نہ کوئی چیز
ہونا ضروری ہے کہ جس سے اسکے صادق و عادل ہونیکا پتہ چلتا ہو۔

ضرورت نبوت پر چوتھی دلیل

اگر آپ دنیا کی حالت پر سرسری نظر بھی فرمائینگے تو آپ کو خود ہی معلوم ہوجائیگا کہ اگر انسان کوئی کام کرتا ہے تو وہ غرض اور غایت سے خالی نہین

ہوتا مثلاً کوئی صناع جب کوئی چیز بناتا ہی تو اس صنعت کے ایجاد مین اسکی کوئی نہ کوئی غرض ضرور ہوتی ہے جبکہ انسان کا کوئی کام مقصود سے خالی نہین ہوتا تو غالباً صاحبان عقل و فہم اس امر کو تسلیم کرین گے کہ جناب باری عز اسمہ نے اس دنیا کو بیکار و عبث نہین پیدا کیا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین ارشاد ہوتا ہے کہ۔

کنت کنزاً مخفیا خلقت الخلق لکے اعرف۔	مین اس دنیا کے پیدا کرنیسے پیشتر خزانہ مخفی تھا پس مین نے مخلوق کو خلق کیا تا کہ مین پہچانا جاؤن۔

اور قرآن مجید مین یون ارشاد فرماتا ہے کہ

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۝	مین نے جن و انس صرف اسلئے پیدا کیا ہی کہ وہ میری عبادت کرین۔

پس معلوم ہوا کہ حضرت ایزد نے اس کارخانہ دنیا کو بیکار و عبث نہین پیدا فرمایا فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہین ہوتا اب ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اسکی مخلوق کو اسکی حکمتون سے آگاہ کرے اور عبادت کے طریقے سکھائے اور بتائے کہ تم کسلئے پیدا کئے گئے ہو فرض کیجیئے کہ خداوند عالم کسی نبی کو نہ بھیجتا اور روز قیامت ہم سے سوال کرتا کہ بتاؤ تم حج کیون نہین بجالائے نماز کیون نہین ادا کی زکوٰۃ کیون نہ دی خمس سے کیون نہ سبکدوش ہوئے تو اُسوقت مین ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ بار الہا تو نے ہمارے پاس اپنا کوئی سفیر ہی نہین بھیجا جو ہم کو ان امور کی تعلیم کرتا تو اسوقت مین اُسکا عذاب کرنا سراسر ظلم ہوتا جو خدائے عادل سے بالکل محال ہے لہذا اسنے انبیاء کو ہم پر ہدایت کے لئے معین فرمایا کہ

کوئی حجت باقی نہ رہے اور گنہ گاروں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہم مجبور تھے اسلئے کہ تو نے کوئی ہادی ہم پر معین نہین فرمایا اسی کے متعلق ایک شخص نے صادق آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیاہے اسکے جواب مین جو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ حدیث ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

عن ابی بصیر قال ابو عبد الله انه سأله رجل لای شئ بعث الله الانبیاء والرسل الی الناس فقال علیه السلام لئلا یکون للناس علی الله حجة من بعد الرسل ولئلا یقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر ولتکون حجة الله علیهم الا تسمع الله عز وجل یقول حکایة عن خزنة جهنم واحتجاجهم علی اهل النار بالانبیاء والرسل الم یأتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا ما انزل الله من شئ ان انتم الا فی ضلال کبیر

ابو بصیر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ خدا نے انبیاء و رسل کو کیون مبعوث فرمایا تو حضرت نے اسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ خدا نے ان (انبیاء و رسل) کو اسلئے مبعوث فرمایا کہ بندون کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہ جائے اور ان کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ تو نے ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر رسول نہین بھیجا لہذا خدا نے اپنی حجت تمام کرنے کیلئے انبیا کو مبعوث فرمایا۔ کیا تم نے خدا کے اس قول کو نہین سنا جسمین خدا نے حکایۃً اس گفتگو کو نقل فرمایا ہے جو خازنانِ جہنم اور دوزخیون کے درمیان ہوگی (خازنانِ جہنم دوزخیون سے کہین گے کہ) کیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا نبی نہین بھیجا گیا (تو دوزخی جواب مین) کہینگے کہ ہان بھیجا گیا مگر ہم نے اسکو جھٹلادیا اور کہدیا کہ خدا نے تو کچھ بھی نہین نازل کیاہے لیکن تم ہی گمراہی مین پڑے ہوئے ہو۔

ان دلائل وبراہین کے پیش کرنیکے بعد ہم ناظرین باتمکین سے امید رکھتے ہین کہ اب ان پر یہ امر بخوبی روشن ہوگیا ہوگا کہ بعثت انبیا کسقدر ضروری ہے اور آیا صرف عقل ہدایت کیلئے کافی ہو سکتی ہے واقعی اگر جناب باری عزاسمہ ان حضرات انبیاء علیہم السلام کو مبعوث نہ فرماتا تو ان کے بغیر خلقت عالم بیکار و عبث ہو جاتی ہم نے ناظرین کرام کے مزید اطمینان کے لئے دو نقلی دلیلین بھی پیش کردین ان حدیثون کے پیش کرنے سے ہمارا یہ مطلب نہین کہ ہم ضرورت نبوت ان حدیثون سے ثابت کرین اگر اس بارے مین حضرات معصومین علیہم السلام کا کوئی کلام بھی نہ ہوتا تو بھی ضرورت نبوت عقلاً ثابت تھی بلکہ یہ حدیثین پیش کرنے سے یہ مطلب ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام نے بھی اس باب مین جو کچھ افادات فرمائے ہین ان مین عقلی دلیلین ارشاد فرمائی ہین۔ جو ہم نے آپ کے سامنے پیش کین"

(سید محمد احمد سونی پتی عفی عنہ)

بقیہ توحید اسلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایسی جاہل قوم کو توحید کا ایسا فدائی بنادیا کہ اپنے ہاتھون کی تراشی ہوے بت اون لوگون نے خود توڑ ڈالے اور معبود حقیقی کی عبادت کرنے لگے اور عرب جیسی سرکش اور غیر مہذب قوم ایسی مہذب اور شائستہ بن گئی کہ حیرت سے عالم کی نگاہین پڑنے لگین بانی اسلام نے ایسی واضح اور عام فہم دلائل اون کے سامنے توحید کے پیش کئے جو ہر شخص کے فہم مین آنے کے قابل اور حکما کے نزدیک بڑا ہین عقلیہ تھے توحید کی بارہ مین قول خدا سے ایسی مستحکم اور واضح دلیل پیش کی کہ وہ

اپنے معبودون کو باطل سمجھنے لگے چنانچہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہی۔

ام اتخذوا الہۃ من الارض هم ینشرون ٥ لو کان فیهما الہۃ الا الله لفسدتا ٥۔	ان لوگون نے اینٹ اور لکڑی کے جو معبود بنا کر رکھے کیا یہ پرستش کے لائق ہوسکتے ہین اور اس قابل ہین کہ مرنے کے

بعد دوبارہ زندہ کردین گے۔

اگر بفرض محال زمین وآسمان مین بہت سے معبود سوا ئے ایک خدائے برحق کے موجود ہوتے تو یقیناً زمین وآسمان فاسد ہوجاتے اور باقی نہ رہتے اور نظام عالم درہم اور برہم ہوجاتا یہ ایک ایسی واضح اور عام فہم دلیل تھی جس کے سن لینے کے بعد انصاف پسند لوگون کے سمجھ مین یہ آگیا کہ بیشک ہماری ہاتھون کے تراشے ہوے بت نہ پرستش کے قابل ہوسکتے ہین اور نہ دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت رکھتے ہین اور واقعاً اگر ایک خدا کے علاوہ کوئی اور دوسرا خدا موجود ہوگا تو نظام عالم درہم برہم ہوجاویگا یہ بھی قرآن کا بین معجزہ تھا کہ دلیل آسان سے آسان ہے اور حکما کے نزدیک یہ ہی دلیل قاطع ہے جو مشکل سے فہم مین آنیکے قابل ہے یہ پہلا دور اسلام کا تھا جس کو اسلام نے قطع کیا دوسرا دور اسلام کا بنی امیہ اور بنی عباسیہ کا دور حکومت تھا جو محض سلاطین دنیا تھے اور رسول خداؐ کے سچے جانشین گوشہ نشین تھے انھین کے دور حکومت مین فلسفہ زبان یونان سے نقل ہوکر زبان عربی مین آیا اور فلسفی شبہات کا ہجوم اسلام پر ہوگیا دشمنان اسلام نے یقین کرلیا کہ اسلام صفحہ ہستی سے نیست نابود ہوجائے گا فلسفہ نقل کرنیوالون کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ معصوم جو رسول کے علوم کے حامل ہین اونسے علوم عقلیہ سے نابلد ہین لہذا شبہات کا جواب نہ دے سکین گے اور شرمندہ ہونگے مگر یہ محض اون لوگون کی خام خیالی تھی جو شبہہ خدمت معصوم مین پیش کیا گیا اوسی

متعلق ہین جواب باصواب معصوم نے ارشاد فرمایا چنانچہ جناب امام جعفر صادق ع
کی خدمت بابرکت ہین ایک دہری منکر وجود خدا حاضر ہوا اور عرض کی کہ وجود خدا کیا
کیا دلیل ہے حضرت نے ایک بچے کے ہاتھ سے ایک بیضہ لیکر اوسی سے پوچھا کہ
تملا اس بیضہ مین کیا چیز ہے اوس نے عرض کی کہ زردی اور سفیدی پھر حضرت نے
پوچھا کہ یہ بھی تبلاکہ دونون چیزین رقیق اور بہنے والی ہین یا نہین اوس نے کہا
کہ دونون رقیق اور بہنے والی چیزین ہین پھر حضرت نے اوس بیضہ کو خوب حرکت
دی اور فرمایا کہ تبلا کہ باوجود پتلی و رقیق ہونے کے کیون سفیدی اور زردی آپس
مین نہین ملتین اوسنے عرض کی کہ مین نہین جانتا حضرت نے فرمایا کہ جو قوت
ان دونون کو آپس مین ملنے نہین دیتی وہی خدا ہے یہ سنکر وہ دہری مشرف
بہ اسلام ہوا۔ دوسرا شخص مادہ کو خالق عالم جاننے والا حاضر خدمت ہوا اور ایک
کیڑا حضرت کے سامنے پیش کیا اور عرض کی کہ آپ ارشاد فرمائین کہ اس کیڑے کا
خالق کون ہے حضرت نے فرمایا کہ جو میرا اور تیرا خالق ہے وہی اس کیڑے کا
بھی خالق ہے اوس نے ایک دوا نکال کر گوبر مین ڈال دی تو ویسے ہی کیڑے
پیدا ہو گئے حضرت سے کہنے لگا کہ دیکھئے مین نے آپ کے سامنے ان کیڑون کو
پیدا کر دیا لہذا مین خالق ہون حضرت نے فرمایا کہ اچھا اگر تو ہی ان کیڑون کا خالق
ہے تو تبلا کہ ان مین نر کتنے ہین اور مادہ کسقدر اور نر کتنے روز زندہ رہیگا اور مادہ
کتنے دنون تک زندہ رہیگی یہ سنکر وہ مبہوت ہو گیا اور مشرف بہ اسلام ہوا تیسرا
دور آجکل کا ہے جبکہ زمام حکومت اہل اسلام کے ہاتھونسے جا چکی ہے اسلام
کا کوئی ناصر معین باقی نہین رہا ہے نہ مالی ثروت ہے جس کے ذریعہ سے اسلام
قابل رغبت قرار پائے نہ کسی قسم کی سطوت ہے جس کے قوت سے اسلام ترقی
کرے نہ اہل عالم مین اسلامی ہمدردی ہے کہ اونکی امداد سے اسلام کے سچے اصول

کی اشاعت اور حقانیت ظاہر کرنے والے مہیا کئے جائین اسلام محض کس مپرسی کی حالت مین پڑا ہوا ہے محض اپنی صداقت اور سچائی کیوجہ سے اسلام مذاہب عالم کا مقابلہ کر رہا ہے اگرچہ دشمنان اسلام اپنی ثروت اور سطوت سے اسکے فنا کرنیکی کوشش کرتے ہین اور برابر اسلام پر حملے کئے جارہے ہین کہ قلعہ اسلام منہدم ہوکر فنا ہوجائے مگر انشاء اللہ اسلامی قلعہ کی بنیادین ایسی نہین کہ حملون سے منہدم ہوجائین اسکے اصول ایسے نہین جسکو اعتراضات سے کوئی ضرر اور نقصان پہونچ سکے یہ وہ قلعہ مستحکم ہے جو قیامت تک متحرک نہین ہوسکتا موجودہ زمانہ مین جو مذاہب ہین انکے تمام اصول سے مجھے اسوقت بحث کرنا نہین ہے صرف انکی توحید کے مقابل مین اسلام کی توحید کا ثابت کرنا منظور ہے پہلے مذہب نصاری کا عقیدہ توحید کے بارے مین ذکر تا ہون -

مذہب نصاریٰ کی توحید

عیسائی حضرات اگرچہ زبان سے خدا کی توحید کا انکار نہین کرتے مگر انکے عقیدہ سے کسیطرح توحید ثابت نہین ہوسکتی وہ اسکے قائل ہین کہ عالم مین تین ذاتین ازلی اور ابدی موجود ہین - ایک خدا - دوسری روح القدس تیسری ابن اللہ ان تین ذاتون کو تسلیم کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ بغیر ان تینون ذوات کے خلقت عالم محال ہے ذات واحد سے دو چیزون کا صدور ممکن نہین یہ تینون ذاتین تین بھی ہین اور ایک بھی اسکو توحید فی التثلیث سے تعبیر کرتے ہین -

جواب

اب صاحبان انصاف غور سے اس توحید کو ملاحظہ کرین کہ یہ عجیب

توحید ہے کہ واحد بھی اور متعدد بھی کوئی عاقل ایسی متضاد عقیدہ کا قائل نہین ہو سکتا جو چیز واحد ہو وہ متعدد نہین ہو سکتی اور جو متعدد ہو وہ واحد نہین ہو سکتی علاوہ اس منافات کے اس عقیدہ سے خدا کا ممکن اور غیر قادر ہونا لازم آتا ہی ممکن ہونا اسلئے ہوگا کہ ہر متعدد مین دو چیزین ہوتی ہین ایک وہ چیز جو ان متعدد مین مشترک ہو دوسری وہ چیز جو حد فاصل اور انکی درمیان مین فارق اور امتیاز دینے والی ہو لہذا یہ متعدد ما بہ الاشتراک اور ما بہ الافتراق سے مرکب ہوگا اور جب مرکب ہونا ثابت ہوا تو ممکن ہو گیا کیونکہ ہر مرکب اپنے وجود مین اجزا کا محتاج ہوتا ہے لہذا خدا بھی ان دونون (روح القدس اور ابن اللہ) کا محتاج ہوگا اور جو محتاج ہے وہ خدا نہین ہو سکتا علاوہ اسکے جبکہ خدا بدون ان دونون کے عالم کو خلق نہین کر سکتا تو بدون ان دونون (ابن اللہ اور روح القدس) کے عالم کے پیدا کرنے پر قادر نہین ہوگا اور جو محتاج اور غیر قادر ہے وہ خدا نہین ہو سکتا اب رہا یہ کہنا کہ واحد بسیط سے واحد ہی کا صدور ممکن ہے اور متعدد کا صدور محال ہے یہ قاعدہ حکما کا فاعل غیر مختار مین جاری نہین ہو سکتا بلکہ فاعل مضطر اور موجب مین جاری ہوتا ہے فاعل مختار اپنے ارادہ سے متعدد اشیا کو پیدا کر سکتا ہے اوس قادر اور مختار تسلیم کرنے کے بعد متعدد کے صدور کا محال جاننا بیعقلی کی بات ہے۔ (باقی آئندہ)

اخلاق القرآن

(سلسلہ کیلئے الواعظ نمبر ۴ ملاحظہ ہو)

تواضع و انکسار	کبر و نخوت کا خلق مذموم ہونا اس قدر واضح ہے کہ محتاج طول بیان نہین بعض اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ ادنی تو ہوسکے

نخوت انسان کے تمام اوصاف کمال پر پانی پھیر دیتی ہے اور معمولی خیال تکبر بھی جملہ اخلاق حسنہ کے باوجود دنیا کی نگاہون مین حقیر و ذلیل کر دینے کیلئے کافی ہو جاتا ہے لیکن باوجود اس کے انسان کا کوئی طبقہ بلکہ کوئی فرد ایسی شاید ہی مل سکے جس کے دماغ مین کچھ نہ کچھ بوے کبر و نخوت موجود نہ ہو اسی لئے پروردگار عالم نے کثیر التعداد آیات مین مختلف طریقون سے تواضع و انکسار کا حکم دیا ہے اور کبر و غرور سے نہی فرمائی ہے اون مین سے چند آیتین یہ ہین۔

پہلی آیت وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا۔

اور تم زمین پر اکڑ کر نہ چلا کرو (کیونکہ اس متکبرانہ رفتار سے) نہ تو تم زمین کو پھاڑ ڈالوگے اور نہ طول مین پہاڑون کے برابر پہونچ سکوگے (اے رسول) یہ تمام بری باتین تمہارے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہین۔

چونکہ انسان کسی کمال پر پہونچکر اپنی تئین دیگر امثال سے بزرگ مرتبہ اور کامل و قادر سمجھنے لگتا ہے اور مختلف اوضاع و اطوار خصوصاً طرز رفتار سے اسکا اظہار کرتا ہے اور اکثر چال ڈھال ہی انسان کے کبر و نخوت کا پتہ دیتی ہے اسلئے آیہ مبارکہ مین خصوصیت کے ساتھ ایسی طرز رفتار اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے جو متکبرانہ ہو اور ساتھ ہی "اِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا" فرماکر انسان کو اوس کے ایسے عجز و نقص پر متنبہ کیا ہے جس کے ہوتے ہوے اپنے تئین کامل و قادر سمجھنا کسیطرح مناسب نہین ہو سکتا مقصود ان فقرون سے یہ بتانا ہے کہ انسان چلنے مین اپنے قدم کو کتنا ہی بلند کرے پہاڑ کی بلندی تک نہین پہونچ سکتا اور کتنی ہی سختی سے زمین پر مارے اوسکو شق نہین کر سکتا پس اوس مخلوق کو جو زمین و پہاڑ جیسی بے حس و ادراک

مخلوقات سے بھی کہین زیادہ ضعیف ہو اور اون کے مقابلہ مین انتہا درجہ عاجز نہ ایک کے برابر ہو سکتا اور نہ دوسرے کو کچھ ضرر پہونچا سکتا ہو اوس کے لئے کب مناسب ہو سکتا ہے کہ خالق قادر و قاہر یا اپنے اون امثال کے مقابلہ مین کبر و نخوت کو دماغ مین جگہ دی جن مین اوس سے بدرجہا افضل و اشرف لوگ موجود ہین اور ہو سکتے ہین۔

دوسری آیت

یَا بُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ۔

(فرزند) نماز کی پابندی کرو اور (لوگون کو) نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اور جو مصیبت تم پر پڑے اوس پر صبر کرو (کیونکہ) یہ بے شبہہ ہمت و استقلال کا کام ہے اور لوگون کے سامنے (غرور و نخوت سے) منہ نہ پھیلاؤ اور نہ زمین پر اکڑ کر چلو کیونکہ خدا کسی اترانے والے اور فخر کرنے والے کو دوست نہین رکھتا اور اپنی چال ڈھال مین میانہ روی اختیار کرو اور (بولنے مین) اپنی آواز دہیمی رکھو کیونکہ سب سے بری (اور ناگوار) آواز گدہون کی ہوتی ہے

ان آیات مین وہ نصیحتین اور وصیتین مذکور ہین جو جناب لقمان نے اپنے بیٹے کو کی تھین چونکہ وہ بہت سے اعمال صالحہ و اخلاق حسنہ پر مشتمل تھین اس لئے قرآن مجید مین ذکر کر کے اون کو بقائے دوام کا شرف دیا گیا ہو تاکہ ہر شخص اون کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے اور ہمیشہ عامل رہکر دنیا و آخرت مین خالق و مخلوق دونو کے نزدیک عزیز و محبوب بن سکے۔ ان آیات مین مندرجہ ذیل اخلاق و اعمال تعلیم کئے گئے ہین۔

(۱) . نماز کی پابندی کرنا۔

۲- امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

۳۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر مین جہلا، وسفہائے قوم کیطرف سے جو تکالیفین اور اذیتین پہونچائی جائین اون پر ضبط وصبر سے کام لینا۔

۴- لوگونکے سامنے اپنی عظمت دکھانے کیلئے مُنھ نہ پُھلاؤ اور اکڑکر نہ چلو اور نہ اظہار زہد وانکسار کیلئے حد سے زیادہ آہستہ چلو کہ جس سے ضعف وکمزوری وسستی وکاہلی ظاہر ہو بلکہ رفتار مین ایسا اعتدال اختیار کرو جس سے نہ تکبر ونخوت ظاہر ہو اور نہ سستی وکمزوری۔

۵- جب کسی سے خطاب کرو تو آہستہ آواز سے کیونکہ چیخ کر بولنا سننے والے کی تکلیف کا باعث اور بولنے والے کی بے تمیزی وبدتہذیبی کی دلیل ہوتی ہے۔

الفاظ آیت کا حسن ترتیب

ان آیات مین جو ترتیب بیان احکام مین قائم کی گئی ہے وہ بہت زیادہ قابل لحاظ ہے سب سے پہلے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ " فرماکر نماز کی پابندی کا حکم دیا ہے جس کی بابت پروردگار عالم نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے " اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ " یعنی نماز فواحش ومنکرات سے باز رکھتی ہے " پھر اوسکے بعد امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو قبل اسکے کہ وہ دوسرون کو نیک اعمال کی ہدایت کرے اور برائیون سے روکے خود عامل معروف وتارک منکر ہونا چاہیئے اگر کوئی شخص خود حسنات کا عامل اور فواحش کا تارک نہو اور دوسرون کو امر ونہی کرتا پھرے تو یہ فعل اسکا علاوہ اس کے کہ قلوب ناس مین تاثیر سے قاصر رہے گا عقلاً مذموم بھی ہوگا اسی لئے پروردگار عالم نے ایک مقام پر فرمایا ہے " اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ " یعنی

تم اور لوگون کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنی خبر نہین لیتے "

تکمیل غیر سے پہلے انسان کو کامل النفس ہونا چاہیے!

اس مطلب کو دوسری لفظون مین یون کہا جا سکتا ہے کہ جو شخص دوسرون کی تکمیل کرنا چاہے اوسکو لازم ہے کہ پہلے اپنے نقص کو دور کرے اور تحصیل کمال کرکے اپنے نفس کو کامل بنائے خود ناقص رہکر دوسرون کی تکمیل ناممکن ہے اور انسان درجہ کمال کو اوسوقت پہونچ سکتا ہے جبکہ اوسکی قوت نظریہ وعملیہ دونو کامل ہو جائین پس آیۂ مبارکہ مین امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے حکم سے پہلے قوت نظریہ وعملیہ کو کامل بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔

حکم تکمیل قوت عملیہ ونظریہ۔

قوت عملیہ کی تکمیل کا حکم فقرۂ "اقم الصلوٰۃ" مین دیا ہے اور تکمیل قوت نظریہ کا حکم ادن آیات مین مذکور ہے جو اس سے پہلے واقع ہین اور وہ یہ ہین۔

(۱)۔ یٰبُنَیَّ لَا تُشۡرِکۡ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ۔

فرزند! خدا کا شریک نہ بناؤ کیونکہ شرک (اپنے نفس پر) ظلم عظیم ہے۔

(۲)۔ یٰبُنَیَّ اِنَّہَاۤ اِنۡ تَکُ مِثۡقَالَ حَبَّۃٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ فَتَکُنۡ فِیۡ صَخۡرَۃٍ اَوۡ فِی السَّمٰوٰتِ اَوۡ فِی الۡاَرۡضِ یَاۡتِ بِہَا اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ۔

فرزند! اگر وہ عمل (نیک ہو یا بد) اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور پھر وہ کسی پتھر کے اندر یا آسمانون مین یا زمین مین (چھپا ہو) جب بھی خدا اوسکو (بروز قیامت) لاکر حاضر کردیگا بیشک خدا بڑا باریک بین اور باخبر ہے۔

چونکہ کمال قوت نظریہ علوم الہیہ کی تحصیل پر منحصر ہے اور اون مین سب سے اشرف و اعلیٰ وجود خالق اوس کی وحدت اور دیگر صفات ثبوتیہ کا علم ہے

اس لیئے ان آیتون مین شرک سے بچنے کا حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ ذرہ ذرہ کا عالم اور ہر شے پر قادر اور لطیف و خبیر ہے۔

بالجملہ آیات مذکورہ مین انسان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ پہلے اپنے نفس کو کامل بنائے پھر دوسرون کی تکمیل کیطرف متوجہ ہو اور چونکہ اس مرتبہ کمال نفس و تکمیل غیر پر پہونچکر انسان کا دل و دماغ بوے نخوت و خیال کبر سے خالی نہین رہتا عموماً اپنے تئین سب سے بڑا اور بلند مرتبہ سمجھنے لگتا ہے اس لئے اوسکے ساتھہ ہی یہ حکم بھی دیا ہے کہ تواضع و انکسار کو اپنی خصلت بنائے اور ایسی رفتار اختیار نہ کرے جس سے کبر و نخوت عجب و تبختر ظاہر ہو۔

تیسری آیت وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ یعنی خدا کے خاص بندے وہ ہین جو زمین پر فروتنی کے ساتھہ چلتے ہین۔ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا۔

اس آیت مین تواضع و انکسار کی رفتار اختیار کرنے والون کو پروردگار عالم نے اپنے خاص بندون مین داخل فرمایا ہے جس سے اس خلق حسن کی اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔

سخاوت کا حکم اور بخل و اسراف کی مذمت

دنیا مین ایسے لوگ بہت کم ہین جو مال و دولت کا صحیح مصرف جانتے ہون اور مناسب مقام پر خرچ کرتے ہون زیادہ تعداد دوہی طرح کے لوگون کی ہے ایک گروہ اون لوگون کا ہے جو اسراف اور فضول خرچی کی عادت رکھتے ہین اور بہت جلد اوس خداداد دولت و نعمت سے محروم ہو جاتے ہین جو دنیا و آخرت دونون مین ذکر جمیل و اجر جزیل کے حاصل کرنے کا

وسیلہ بن سکتی تھی۔ اور دوسرا گروہ اون لوگون کا ہے جن کے نزدیک کسب مال ہی مقصود اصلی ہوتا ہے اور اوسکے جمع و تحفظ کو منتہاے مقصد زندگی سمجھتے ہین لیکن یہ دونو صورتین نہایت مذموم اور قابل ملامت ہوتی ہین کیونکہ اسراف و بخل دونون کا نتیجہ ایک ہے یعنی اون فوائد و منافع سے محروم ہوجانا جن کا حصول مال و دولت پر منحصر ہے اس لئے قرآن مجید مین اسراف و بخل دونون کی حدودرجہ مذمت کیگئی ہے اور حد اعتدال کو ملحوظ رکھتے ہوے مناسب مواقع مین بذل مال و صرف دولت کا نہایت اہتمام و تاکید کیساتھ حکم دیا گیا ہے اور اسی کا نام سخاوت ہے۔

مذمت اسراف

جن آیتون مین اسراف سے منع کیا گیا ہے اور فضول خرچی کی مذمت کی گئی ہے اون مین سے چند آیتین یہ ہین۔

(۱)۔ یَا بَنِیٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔

اے بنی آدم! تم ہر نماز کے وقت (عمدہ کپڑون سے) آراستہ ہوجایا کرو (اور جو چاہو) کھاؤ پیو مگر فضول خرچی نہ کرو کیونکہ خدا فضول خرچ کرنے والون کو محبوب نہین رکھتا۔

۲۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا۔

اور قرابت دارون اور محتاج اور پردیسی کو ان کا حق دیدو اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ فضول خرچ کرنے والے بے شک شیطانون کے بھائی ہین اور شیطان اپنے پروردگار کی بڑی ناشکری کرنیوالا ہے۔

ان دونون آیتون سے مندرجہ ذیل دو باتین معلوم ہوتین۔

اور ابو رافع کا انتقال ۳۵ سنہ ہجری مین ہوا جیسا کہ تقریب مین ابن حجر کی تنصیص سے ظاہر ہوتا ہے اسلئے کہ ابن حجر نے اونکی وفات کی تصحیح اول زمانہ خلافت امیر المومنین علیہ السلام مین کی ہے پس اس بنا پر بالاتفاق کوئی شخص اونسے ترتیب حدیث اور اوسکو بصورت ابواب جمع کرنے مین مقدم نہین ہو سکتا اسلئے کہ جن جن حضرات کے متعلق اقدمیت و اسبقیت کا دعوی کیا گیا ہے وہ کل کے کل دوسری صدی مین داخل ہین جیسا کہ سیوطی نے تدریب مین بیان کیا ہے۔ اور اوسمین ابن حجر کا بیان اور فتح الباری سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے جس نے عمر ابن عبدالعزیز کے حکم سے احادیث کو جمع کیا وہ ابن شہاب زہری ہین بنا بر علیہ یہ زمانہ پہلی صدی کا آخری حصہ ہونا چاہیئے اسلئے کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا زمانہ ۹۸ سنہ یا ۹۹ سنہ ہے اور اونکا انتقال ۱۰۱ سنہ ہجری مین ہوا ہے۔ اور مجھے کلام ابن حجر مین ایک اشکال ہے جسکو مین نے اصل کتاب مین ذکر کیا ہے۔

دوسرا صحیفہ

صحابہ مین پہلا اجل مع احادیث جسمین ایک ایک قسم کی حدیثین ایک ایک باب اور عنوان مین جمع کین سب سے پہلے ابو عبداللہ سلمان فارسی اور ابوذر غفاری (رض) نے احادیث کے جمع کیا ہے جیسا کہ رشید الدین ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب معالم علماء الشیعہ مین اس کے متعلق نص کی ہے اور شیخ الشیعہ جناب شیخ ابو جعفر طوسی اور شیخ ابو العباس نجاشی نے اپنی کتابون مین فہرست اسمائے مصنفین شیعہ مین ابو عبداللہ سلمان فارسی کی ایک تصنیف اور ابوذر غفاری کے ایک تصنیف کا تذکرہ کیا ہے اور ان دونون نے کتاب سلمان اور کتاب ابوذر کے روایت کرنے مین اپنے اپنے استاد کو متصل کر دیا ہے اور کتاب سلمان کتاب حدیث جاثلیق ہے اور کتاب ابوذر مثل خطبہ

کی ایک کتاب ہی جسمین رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کے امور کی تشریح کی ہے۔ اور سید خونساری نے کتاب الروضات فی احوال العلماء والسادات کے جزء ثالث مین ابوحاتم کی کتاب الزینۃ سے نقل کیا ہی کہ لفظ شیعہ جناب رسالتماب صلعم کے زمانہ مین مخصوص چار صحابیون کا لقب تھا۔ سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور مقداد بن الاسود کندی اور عمار ابن یاسر۔ اور کشف الظنون مین مذکور ہے کہ کتاب الزینۃ ابوحاتم سہل ابن محمد سجستانی کی ہی جنکی وفات ۲۰۵ھ مین ہوئی۔

تیسرا صحیفہ

اکابر تابعین مین پہلا شیعہ مصنف

آثار و احادیث کے متعلق چونکہ شیعہ اکابر تابعین نے ایک ہی زمانہ مین تصنیفات کا سلسلہ شروع کیا اسوجہ سے مجھے یہ نہ معلوم ہوسکا کہ کون اونمین سے سابق ہے جن حضرات کی تصنیفات کا زمانہ متحد ہی اونمین ایک علی ابن ابی رافع ہین جو جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کے صحابی اور کاتب اور آپ کے بیت المال کے خازن تھے نجاشی نے اپنی کتاب کے اوس حصہ مین جہان شیعہ مصنفین کے طبقہ اولیٰ کے اسماء کو لکھا ہی انکا ذکر کرکے یہ لکھا ہی کہ وہ نیکوکار شیعون مین سے تابعی تھے اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی صحبت کا فیض اونھین حاصل تھا اور حضرت کے کاتب بھی تھے انھون نے احادیث کثیرہ کو یاد کیا یعنی طہارت و صلوٰۃ و دیگر ابواب کو ایک کتاب کی صورت مین جمع کیا۔ اتنا لکھکر نجاشی نے اپنے سلسلہ اسناد کو اوس کتاب کی روایت تک پہونچایا ہی۔ اور دوسرے اونکے بھائی عبیداللہ ابن ابی رافع کاتب امیرالمومنین علیہ السلام ہین انکی ایک کتاب کتاب قضایا امیرالمومنین علیہ السلام ہے اور دوسری کتاب تسمیہ ہے جسمین اون صحابیون کے اسماء تحریر ہین جو حضرت کے ساتھ

جنگ جمل وصفین و نہروان مین حاضر تھے جیسا کہ جناب شیخ ابوجعفر طوسی قدس سرہ
کی فہرست مین مرقوم ہے۔ اور ابن حجر نے تقریب مین لکھا ہی کہ یہ کاتب امیر المومنین
علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ثقہ تھے تیسرے اصبغ ابن نباتہ مجاشعی جناب
امیر المومنین علیہ السلام کے خالص صحابی ہین یہ حضرت کے بعد بھی زندہ رہے اوہون
نے حضرت سے عہد اشتر اور اوس وصیت کی جو حضرت نے محمد ابن حنفیہ کے متعلق
فرمائی تھی روایت کی ہی نجاشی نے عہد اشتر کے متعلق لکھا ہے کہ وہ مشہور و معروف
کتاب ہی۔ اور جناب شیخ ابوجعفر طوسی نے فہرست مین اتنا اور اضافہ فرمایا ہے کہ
کتاب مقتل الحسین ابن علی علیہما السلام بھی اصبغ ابن نباتہ کی ایک کتاب ہی اور
اس کتاب کی روایت اصبغ ابن نباتہ سے ابو بکر دوری نے کی ہی۔ چوتھے ابو صادق
سلیم ابن قیس ہلالی صحابی امیر المومنین علیہ السلام ہین انکی کتاب نہایت جلیل القدر
کتاب ہی اس کتاب مین اوہون نے جناب امیر المومنین علیہ السلام اور سلمان فارسی
اور ابوذر غفاری اور مقداد و عمار ابن یاسر اور اصحاب کبار کی ایک جماعت سے احادیث
کی روایت کی ہی۔ شیخ امام ابو عبداللہ نعمانی جنکا ذکر ائمہ علم تفسیر کے ساتھ سابق مین
ہوچکا ہے اپنی کتاب الغیبۃ مین سلیم ابن قیس ہلالی کی کتاب سے ایک حدیث نقل
کرنے کے بعد یہ تحریر فرماتے ہین کہ شیعون مین تمام اہل علم اور تمام اون حضرات کا
جنھون نے ائمہ معصومین علیہم السلام سے علوم کی روایتین کی ہین اس امر پر اتفاق ہی
کہ سلیم ابن قیس ہلالی کی کتاب ایک اصل ہے منجملہ اون کتب اصول کے جن کی اہل علم
اور راویان احادیث اہلبیت روایت کرتے ہین بلکہ اصول مذکورہ مین اقدم کتاب ہے
اسکے بعد وہ تحریر فرماتے ہین کہ کتاب مذکور اون اصول مین سے ہی جنکی طرف
شیعون کی رجوع اور اونکا اعتماد ہی انتہی اور سلیم ابن قیس کا انتقال کوفہ مین اول
زمانہ حکومت حجاج ابن یوسف مین ہوا۔ پانچوین میثم ابن یحییٰ ابو صالح تمار جناب

امیر المومنین علیہ السلام کے صحابی خاص اور حضرت کے راز دار ہین انھون نے علم حدیث مین بڑے مرتبہ کی کتاب تصنیف کی ہی جناب شیخ ابوجعفر طوسی اور شیخ ابوعمر وکشی نے اور طبری نے بشارۃ المصطفےٰ مین اس کتاب سے بکثرت احادیث کو نقل کیا ہی میثم کا انتقال کوفہ مین ہوا عبید اللہ ابن زیاد نے انکو جرم تشیع مین قتل کیا۔ چھٹے محمد ابن قیس بجلی ہین انکی تالیف وہ کتاب ہے جسکو انھون نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کیا ہی۔ شیوخ رجال نے ان کا ذکر تابعین شیعہ مین کیا ہی اور انکی کتاب کی روایت کی ہی اور شیخ ابوجعفر طوسی نے فہرست مین عبید ابن محمد ابن قیس سے اسناد کے بعد کہا ہی کہ ہم نے اس کتاب کو جناب ابوجعفر محمد ابن علی ابن الحسین علیہم السلام کی خدمت مین پیش کیا پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا قول ہے اور اس کتاب کا شروع اس عبارت سے ہے کان یقول اذا صلی قال فی اول الصلوٰۃ الخ۔

ساتوین یعلی ابن مرہ ہین ان کا ایک نسخہ ہے جس کی انھون نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہی۔ نجاشی نے فہرست مین اپنے سلسلہ اسناد کو روایت نسخہ کے متعلق یعلی ابن مرہ سے ملحق کیا ہی۔ آٹھوین عبید اللہ ابن حر جعفی تابعی کوفی شاعر و فارس میدان وغا ہین ان کا بھی ایک نسخہ کتاب ہے جس کی جناب امیر علیہ السلام سے انھون نے روایت کی ہے۔ انکا انتقال مختار کے زمانہ مین ہوا۔ نجاشی نے ان کا ذکر مصنفین شیعہ کے طبقہ اولی مین کیا ہے۔ نوین ربیعہ ابن سمیع ہین انھون نے زکوۃ انعام کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے نجاشی نے انکا ذکر بھی شیعہ مصنفین کے طبقہ اولی مین کیا ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ یہ کبار تابعین مین سے ہین۔ دسوین ابوزہیر حرث ابن عبد اللہ اعور ہمدانی صحابی امیر المومنین علیہ السلام ہین انھین نے اپنی کتاب مین اون مسائل کی روایت کی ہے جن کو

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایک یہودی سے بیان فرمایا تھا فہرست
مین جناب شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ان مسائل کو عمرو ابن
ابی المقدام نے ابو اسحق سبیعی سے اور انھون نے حرث ہمدانی سے اور انھون نے
جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ حرث کا انتقال ابن زبیر
کے زمانہ خلافت مین ہوا۔ (یہ وہ حضرات بیان کئے گئے جن کا زمانہ تصنیف متحد
ہے اور ان مین سے کسی کا تقدم مجھے ثابت نہین ہوا) لیکن جناب شیخ رشید الدین
ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب معالم العلماء کے حصہ اول مین ترتیب وار مصنفین کا
تذکرہ کیا ہے اور غزالی کے اس قول کا کہ سب سے پہلی کتاب جو اسلام مین تصنیف ہوئی
وہ ابن جریح کی کتاب ملکی تصنیف ہے احادیث و اثار اور حروف التفاسیر مجاہد
وعطا مین اسکے بعد معمر ابن راشد صنعانی کی کتاب یمن مین پھر مالک ابن انس
کی کتاب الموطا پھر جامع سفیان ثوری تصنیف کی گئین اسطرح جواب دیا ہے کہ
جو کچھ بطریق صحیح ثابت ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام مین سب سے پہلے مصنف
امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام پھر سلمان فارسی (رض) پھر ابوذر
غفاری رض پھر اصبغ ابن نباتہ پھر عبید اللہ ابن ابی رافع ہین۔ اسکے بعد جناب
امام زین العابدین علیہ السلام نے صحیفہ کاملہ تصنیف فرمائی ہے الی آخر الکلام
اور شیخ ابو العباس نجاشی نے مصنفین کے طبقہ اولی کا اسی طرح ذکر کیا ہے
جس طرح مین نے یہان ذکر کیا ہے کسی کی سبقت دوسرے پر بیان نہین کی
اور یونہی جناب شیخ ابو جعفر طوسی رح نے بغیر ترتیب کے ذکر کیا ہے کسی کی اسبقیت
کو معین نہین کیا ہے پس ممکن ہے جناب شیخ ابن شہر آشوب کو ترتیب و تعیین کے
متعلق کوئی ذریعہ ایسا مل گیا ہو جس کی ان دونون حضرات کو اطلاع نہو۔
واللہ سبحانہ ولی التوفیق۔

تنبیہ

حافظ ذہبی کی تصدیق و توثیق

حافظ ذہبی نے ابان ابن تغلب کے حالات کے بیان مین اس امر کے متعلق نص کی ہے کہ تشیع تابعین اور اتباع تابعین مین زیادہ تھا یعنی اکثر ادن مین شیعہ مذہب تھے اور باوجود اسکے وہ ایماندار او صاحب ورع و تقوی او صاحب صدق و سداد بھی تھے اسکے بعد وہ فرماتے ہین کہ اگر ان لوگون کے احادیث کو رد کر دیا جائے تو دنیا سے بہت سے آثار و احادیث نبویہ کا خاتمہ ہوجائے اور یہ ایک مفسدہ واضحہ ہے انتہی مین کہتا ہون کہ حافظ ذہبی کے کلام کو ذرا غور سے ملاحظہ فرماے اور جن لوگون کے تقدم کا مین ذکر کر چکا ہون اور جن لوگون کا تقدم تابعین اور اتباع تابعین شیعہ مین سے آئندہ کرون گا اونکے شرف و مرتبہ کی قدر فرمائے۔

صحیفہ چہارم

دوسری صدی مین شیعہ جامع احادیث

دوسری صدی مین جن شیعون نے احادیث کو جمع کیا اور کتب و اصول و اجزاء کو بطریق اہل بیت تالیف و تصنیف کیا وہ اون حضرات اہل سنت کے ہم عصر ہین جن کے متعلق خیال ہے کہ وہ آثار و احادیث کے جمع کرنیمین سب مقدم ہین اور انھون نے جناب امام زین العابدین اور جناب امام محمد باقر علیہما السلام سے احادیث کی روایت کی ہے منجملہ اونکے ایک ابان ابن تغلب ہین جنھون نے تیس ہزار حدیثین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت کین جن کا سلسلہ اُن حضرت کے آباء طاہرین کے ذریعہ سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچتا ہے اور دوسری جابر ابن یزید جعفی ہین انھون نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے بعنوان مذکور ستر ہزار حدیثون کی روایت کی ہے اور ایک مقام پر خود جابر سے منقول ہے کہ مجھے پچاس ہزار حدیثین ایسی یاد ہین جنمین سے مین نے کچھ بھی بیان نہین کیا اور وہ کل کی کل جناب رسالتمآب صلعم سے بطریق اہل بیت مروی ہین اور ان دونون کے مثل احادیث کو بکثرت جمع کرنے اور بکثرت روایت کرنے مین ابو حمزہ ثمالی اور زرارہ ابن اعین اور محمد ابن مسلم طائفی اور ابو بصیر یحیی ابن قاسم اسدی اور عبدالمومن ابن قاسم ابن قیس ابن محمد انصاری اور بسام ابن عبداللہ صیرفی اور ابو عبیدہ الحذاء زیاد ابن عیسی ابوالرجاء کوفی اور ابو یحیی زکریا ابن عبداللہ فیاض اور ثور ابن ابی فاختہ ابوجہم ہین۔ ثور نے صحابہ کی ایک جماعت سے بھی احادیث کی روایت کی ہے اور جن احادیث کی روایت انھون نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے اونکے متعلق انکی ایک مستقل کتاب ہے۔ اور حجر ابن مغیرہ طائی اور حجر ابن زائدہ حضرمی ابو عبداللہ اور معاویہ ابن عمار ابن ابی معاویہ خباب ابن عبداللہ اور مطلب زہری قرشی مدنی اور عبداللہ ابن میمون ابن اسود قداح ہین۔ مین نے ان سب حضرات کی کتابون اور تاریخی حالات کا تذکرہ اصل کتاب مین کیا ہے۔

صحیفۂ پنجم

اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام مین علم حدیث کے شیعہ مصنفین

جن حضرات کا صحیفہ سابقہ میں ذکر ہو چکا ہے اونکے بعد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے شیعہ صحابیوں نے حضرت سے احادیث کی روایت کر کے چار سو کتابیں تصنیف کیں جو اصول حدیث کے نام سے موسوم ہیں شیخ امام ابو علی فضل بن حسن طبرسی نے اپنی کتاب اعلام الوری میں تصریحاً یہ کہا ہے کہ یہ بات اچھی طرح مشہور ہے کہ جن مشاہیر اہل علم و علماء نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اون احادیث کی روایت کی اونکی تعداد چار ہزار ہے وجو کتابیں حضرت کے زمانہ میں تصنیف ہوئیں وہ چار سو تھیں جو شیعوں میں اصول حدیث کے نام سے موسوم ہیں ان کتابوں میں جناب امام جعفر صادق اور جناب امام موسی کاظم علیہما السلام کے اصحاب نے احادیث کی روایت کی ہے۔ ابو العباس احمد ابن عقدہ نے اُن لوگوں کے ذکر میں جنھوں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے احادیث کی روایت کی ہے ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور اوسمیں ان حضرات کے تصنیفات کا بھی تذکرہ کیا ہے اور اس کتاب کا نام کتاب رجال من روی عن ابی عبد اللہ الصادق علیہ السلام رکھا ہے۔ اور جناب شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے بھی ان حضرات کا احصا اپنی کتاب رجال میں اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام کے باب میں کیا ہے۔ اس کتاب میں جناب شیخ نے کل ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اصحاب کا تذکرہ ابواب متعلقہ میں کیا ہے اور ہر ہر امام کے اصحاب سے متعلق ایک مستقل باب تحریر فرمایا ہے۔

صحیفہ ششم

علم حدیث میں سلسلہ اسناد اہلبیت شیعوں کے تصانیف کی تعداد

جناب امیر المومنین علیہ السلام کے زمانہ سے عہد جناب امام حسن عسکری ع

بعض کتابوں کے صرف چند نسخے باقی ہیں شائقین جلد طلب فرمائیں۔	# ذخیرۃ الکتب دفتر الواعظ کی مفید و قابل قدر کتابیں	کتابوں کے ملنے کا پتا منیجر الواعظ نخاس۔ لکھنؤ

تصانیف مفتی علام مولانا السید محمد عباس صاحب طاب ثراہ

منابع الاسلام (عربی) مواعظ میں مثل ... ۶ر
تعلیقات ... حاشیہ شرح لمعہ طلباے
مدارس عربی کے لیے نہایت مفید ۶ر
ید بیضا (عربی و فارسی) عربی قصیدہ مدح
امام موسی کاظم میں مع شرح۔ اشعار عربیہ کا
نظم فارسی میں بھی ترجمہ کیا گیا ہو ۴ر
مثنوی جواہر منظوم (فارسی) جناب امیرؑ کے
چودہ مصائب جو آپنے ایک یہودی
عالم سے بیان فرمائے۔ ۶ر
مثنوی آب زلال (فارسی) معجزہ جناب امیرؑ
و دیگر نصائح و حکم و خطابات مفید ۶ر
دلیل قوی (فارسی) حقیقت مذہب اثنا عشری کے
دلائل مصنف علام کے صغر سن کی تصنیف ۳ر
شعلۂ جوالہ (عربی) اثبات احراق مصاحف
از کتب عامہ۔ ۳ر
نصر المومنین (فارسی) اثبات فضلیت آنحضرتؐ
بر جملہ انبیا ورد اعتراضات یہود و دیگر
منکرین۔ قیمت عہ

تصانیف اڈیٹر الواعظ و دیگر اہل علم زبان اردو

تسخیر حصار۔ غیر مسلموں کے جلسۂ منعقدہ مقام حصار
میں اڈیٹر الواعظ کی لاجواب تقریریں۔ ابطال
قدامت روح و مادہ۔ ابطال تناسخ اور اثبات
توحید پر بےنظیر دلائل اور پنڈتوں کی تقریروں کے
مکمل جوابات۔ قیمت ۱۰ر
حدوث مادہ۔ ابطال قدامت مادہ کی بابت
نہایت عجیب و غریب تحقیقات۔ آریہ سماج کے
دلائل کا لاجواب جواب از تریبل خواجہ
غلام الثقلین مرحوم (ہر چہار حصہ) ۶ر
معیار الاخلاق۔ اخلاق کی حقیقت مذہبی و
حکیمانہ اصول کے مطابق اسلامی اخلاق کا
صحیح معیار۔ ۳ر
حقائق شہادت۔ فلسفۂ شہادت پر پانچ
بے مثل مضامین کا مجموعہ ۳ر
ترجمۃ الشہادتین۔ شاہ عبدالعزیز صاحب
محدث دہلوی کے عربی رسالہ سر الشہادتین
کا ترجمہ مع اصل رسالہ و سوانح عمری مصنف
و دیباچہ مترجم و حواشی۔ ۴ر

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

الواعظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا اخلاقی علمی، سائنس آف ریلیجنس یعنی فلسفۃ المذاہب سے بحث کرنے والا

ماہوار رسالہ

بسرپرستی سرکار نجم العلماء نجم الملۃ والدین مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ (شمس العلماء)

زیر ادارت

جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب فاضل پانی پتی آنریری اڈیٹر

باہتمام احقر الزمن سید یاعلی محسن

مالک مطبع بیوہ سید نور الحسن صاحب مرحوم

نور المطابع لکھنؤ میں چھپا

اور

سید حسن علی [illegible] نے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے شائع کیا

قواعد و ہدایات متعلق رسالہ الواعظ

اس رسالہ کے ضروری قواعد حسب ذیل ہونگے۔

(۱) یہ رسالہ بالفعل ماہانہ ہوگا اور اسکا حجم (علاوہ سرورق) ۲۴۔ اور ۳۲ صفحہ کے درمیان ۱۸×۲۲ تقطیع پر ہوگا۔ مگر آئندہ حسب ضرورت اسکو پانزدہ روزہ یا ہفتہ وار کیا جاسکتا ہے اور حجم مین بھی وسعت دیجائیگی۔

(۲) لکھائی و چھپائی عمدہ ہوگی۔ کاغذ بھی حتے الامکان بہتر لگایا جائے گا۔ باایں ہمہ قیمت سالانہ تین روپیہ ہوگی جو پیشگی یا بذریعہ وی۔ پی وصول کیجائیگی جسمین محصول ڈاک اور وی۔ پی کے اخراجات شامل نہین ہین اور اسی قیمت مین ضمیمہ یعنی ترجمہ "الشیعہ و فنون الاسلام" بھی ملتا رہیگا

(۳) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لیے رسالہ خریدنا ہوگا اور سال تمام کے کل پرچے لینے ہونگے خواہ درخواست خریداری کسی وقت بھی کیجائے۔

(۴) خریدار اپنا نام اور پتہ ہمیشہ بخط اُردو صاف حرفون مین لکھین اور اگر ممکن ہو تو ڈاکخانہ کا نام صاف طور پر انگریزی مین بھی لکھین۔

(۵) نمونہ کا صرف پہلا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر بلا قیمت روانہ کیا جائیگا

(۶) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

(۷) مضامین اور علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت بنام "اڈیٹر" اور باقی امور کی بابت بنام "منیجر" ہونی چاہیے

(۸) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو جاری ہوا کرے گا۔

(۹) اڈیٹر کا پتہ۔ اڈیٹر "رسالہ الواعظ" مدرسۃ الواعظین لکھنؤ } [illegible]
منیجر کا پتہ۔ منیجر "رسالہ الواعظ" مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

| جلد ۱ | فہرست مضامین الواعظ بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۲ء | نمبر ۱۱ |

"مدرستہ الواعظین کی مذہبی خدمات"

وہ حضرات جو اپنی قوم و مذہب کو اپنے جان۔ مال اور اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے ہین اور جن کی مذہبی محبت نے اُن کو اسقدر آمادہ کر رکھا ہے کہ وہ اپنے مذہب اور قوم کی ترقی اور حمایت کیلئے ہر قسم کی قربانیان پیش کرنے کیلئے تیار ہین اگر وہ حضرات یہ سنین کہ ہماری قوم مین چند افراد کا اضافہ ہوا یا ہمارے خانہ جنگیون مین کیقدر کمی واقع ہوئی یا ہماری مذہبی تعلیم ہماری قوم مین رواج پارہی ہے تو نہ معلوم اُن کے قلوب کسقدر مسرور ہونگے اور کتنی دیرینہ تمنائین بر آئینگی مگر افسوس ہے کہ مسرت خیز اخبار سے ہمارے کان مدت مدید اور عرصہ دراز سے ناآشنا اور ہمارے قلوب ان فرحت افزا خوشخبریون سے محروم نظر آتے تھے۔ آریہ۔ قادیانی اور عیسائی مشنون کے دام فریب مین مسلمانون کے گرفتار ہوجانے کی خبرین اہل ایمان کے قلوب کو بیچین اور مضطرب کرنے مین ہمیشہ کامیاب

ہوتی تھین۔ان غلط فہمیون کے دور کرنے اور اسلام حقیقی کے رواج حفاظت
وصیانت اور ترقی کیلئے اس مدرسہ مبارک کی بناڈالی گئی جسکا مبارک نام مدرسۃ الواعظین
ہے۔الحمدللہ کہ قوم مدرسہ کی ضرورت اور اسکے اغراض ومقاصد سے بخوبی واقف
ہوچکی کیونکہ دو سال سے تمام ہندوستان مین اس عظیم الشان درسگاہ کا شہرہ ہے
آج ہم اپنی قوم کو مدرسہ کی اون مذہبی خدمات سے آگاہ کرنا چاہتے ہین کہ جس کے
سننے کیلئے ہر شخص بیچین نظر آتا تھا اس سے پیشتر اطلاع دیجاچکی ہے کہ مدرسہ
سے اس سال چار حضرات کامیاب ہوکر خدمت اسلام کیلئے ہندوستان کے
مختلف گوشون مین روانہ کئے گئے ہین ذیل مین ہم ان حضرات کی سہ ماہی۔ رپورٹ کا
خلاصہ درج کرتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ اس مدرسہ کی قوم کو کسقدر ضرورت تھی
اور مدرسہ سے قوم آئندہ کیا کچھ امیدین رکھ سکتی ہے مدرسہ نے اپنے فرائض
کی انجام دہی کیلئے واعظین کو مختلف مقامات مین بھیجکر دعوت حق شروع کردی
اب اسکے مالی سرمایہ کی طرف توجہ کرنا قوم کا کام ہے اس تین ماہ کے عرصہ مین
حضرات واعظین نے جو خدمتین انجام دین ان کی مختصر کیفیت ہدیۂ ناظرین
کیجاتی ہے۔

(۱) جناب مولانا حافظ کفایت حسین صاحب واعظ

عالیجناب سردار عبدالعلیخان صاحب قزلباش بیرسٹرایٹ لا جنرل سکریٹری
انجمن اثناعشری صوبہ سرحدی پشاور کی تحریک پر جناب واعظ صاحب کو پشاور
کیلئے تجویز کیا گیا آپ نے وہان پہنچکر جس محنت اور کوشش سے کام کیا اسکو
تفصیلاً ہم نہین لکھ سکتے لیکن مختصر یہ کہ واعظ صاحب کے پشاور پہنچتے ہی جناب
سکریٹری صاحب ممدوح نے عالیجناب نجم العلما دام ظلہ (ناظم مدرسۃ الواعظین)

کو بذریعہ تحریر اطلاع دی کہ جناب واعظ صاحب نے یہان پہونچکر ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالا جس مین اسوقت تک بیس طالب علم داخل ہو چکے ہین۔ اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ نماز مین یہان بہت کم لوگ شریک ہوتے تھے لیکن اب نماز جماعت مین ساٹھ ستر کے قریب حضرات جمع ہوجاتے ہین اس مدت مین جناب واعظ صاحب کو متعدد مرتبہ عام مجمعون مین تقریر کا اتفاق ہوا اور حضرات مؤمنین پشاور کے قلوب پر جناب واعظ صاحب کے تبحر علمی اور معلومات مذہبی کا کافی اثر ہوا اور ان حضرات نے ممدوح کی تقریر کو بہت پسند کیا اور نہایت اچھی نظر سے دیکھا (جیسا کہ بعض مؤمنین پشاور کے خطوط سے ظاہر ہے جو قبلہ وکعبہ حضرت نجم العلما کے نام موصول ہوے) اور مدرسۃ الواعظین کی ایک عام شہرت ہوگئی جس کی وجہ سے مؤمنین پشاور کے دلون مین مدرسۃ الواعظین کی ہمدردی پیدا ہوگئی ہے چنانچہ اسکی ضرورت کو سمجھتے ہوے اور اس کام کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوے جناب سکریٹری صاحب کے ایک عزیز نے مدرسۃ الواعظین کیلئے ایک ہزار روپیہ کے گرانقدر عطیہ کا وعدہ فرمایا جو انشاء اللہ عنقریب روانہ فرمادینگے۔ آخر ۲۲ئی سنہ ۲۲ء مین جناب واعظ صاحب نے جناب نجم العلما دام ظلہ کو اطلاع دی کہ یہان بہت سے حضرات پابند صوم وصلوۃ ہوگئے ہین اور ہوتے جاتے ہین۔

نیز اس سے بھی مطلع کیا کہ جو مدرسہ پشاور مین قائم کیا گیا تھا اسکے لئے سردار عبد الصمد صاحب نے ایک نائب مدرس کی تنخواہ بحساب بیس روپیہ ماہوار یکمشت سال بھر کیلئے مرحمت فرمادی مدرسہ ماشاء اللہ خوب ترقی کر رہا ہے اور طلبہ کی تعداد ستر تک پہونچگئی ہے۔ جو کچھ نااتفاقی حضرات مؤمنین مین پیدا ہوگئی تھی وہ اب بحمد اللہ دور ہوگئی ہے وعظ کا سلسلہ برابر جاری ہے اور مؤمنین پشاور نہایت

حضرات دلچسپی کے ساتھ شریک ہوتے ہین۔

ماہ جون مین مدرسہ کے طلبہ کی تعداد مین معقول اضافہ ہوجانیکے سبب ایک اور مدرس کی ضرورت ہوئی اور اس بار کو بھی سردار عبدالصمد صاحب نے اپنے ذمہ لیا سردار صاحب موصوف ہرطرح شکریہ کے مستحق ہین خداوند عالم ان کو جزائے خیر مرحمت فرمائے اور انکی توفیقات مین اضافہ کرے اگرچہ ہر جمعہ کو پابندی کے ساتھ وعظ ہوتا تھا لیکن ہر اتوار کو عام مجمع مین تقریر کرنیکا باقاعدہ انتظام کیا گیا تاکہ وہ حضرات جو جمعہ کو شریک نہو سکتے ہون اتوار کو شریک ہوکر مستفید ہوسکین پشاور کے مدرسہ مین طلبہ کی تعداد اسوقت سو کے قریب پہنچ گئی ہے اور مدرسہ نہایت عمدگی کے ساتھ چل رہا ہے اور روزافزون ترقی پر ہے حضرات منتظمین مدرسہ اثنا عشری پشاور کی درخواست پر جناب قبلہ وکعبہ حجۃ الاسلام مولانا نجم العلما مدظلہ نے مدرسہ کی سرپرستی منظور فرمائی امید ہے کہ انشاء اللہ یہ مدرسہ نمایان ترقی کرے گا اور اس مدرسہ مین علاوہ دینیات کے پنجاب یونیورسٹی کے اعلیٰ امتحانات مین بھی شرکت کی غرض سے طلبہ تیار ہورہے ہین۔

جناب واعظ صاحب نے اپنے علمی اثرات کو صرف پشاور ہی تک محدود نہین رکھا بلکہ نواح پشاور مین بھی دورہ کیا اور وہان کے حضرات پر آپ کی تقریر کا خاص اثر ہوا امید ہے کہ انشاء اللہ آپ اپنے فرائض کو اسیطرح انجام دیتے رہینگے اسوقت تک پانچ اشخاص آپ کی سعی وکوشش سے بحث وتحقیق کے بعد ہدایت پاکر بخوشی طور پر صراط مستقیم اختیار کرچکے ہین (کثر اللہ امثالہم)

(۲) جناب مولانا سید عدیل اختر صاحب واعظ

آپ نہایت سنجیدہ اور پرمغز اور باثر تقریر کرنیوالے ہین ممدوح کا تقرر بنگال کیلئے

ہوا تھا مگر بعض وجوہ کے باعث عرصہ تک آپ کا صدر مقام تجویز نہو سکا لیکن آپنے اسوقت کو بھی بیکار ضایع و برباد نہین کیا بلکہ آپ پٹنہ مین مدرسہ کے فرائض اور مذہبی خدمات کو انجام دیتے رہے اور متعدد مرتبہ آپکو عام مجمعون مین تقریر کرنے کا موقعہ ملا اور وہان کے اہل الرائے حضرات کے مشورہ اور مدرسہ کی اجازت سے آپ نے اپنا صدر مقام مرشدآباد قرار دیا۔ یہان آکر سب سے پہلے جو جناب واعظ صاحب کو مشکل پیش آئی وہ یہ کہ یہان کے حضرات اردو زبان سے بالکل ناواقف ہین آپ نے اطراف مرشدآباد مین متعدد مرتبہ دورہ کیا مگر بنگالی زبان نہ جاننے کیوجہ سے مشکلون کا سامنا ہوا اگرچہ بنگال مین مسلمانون کی تعداد نسبتاً دوسرے صوبون سے زیادہ ہے مگر عام طور پر زبان بنگلہ ہی بولی جاتی ہے اسیوجہ سے جناب واعظ صاحب کو دقت محسوس ہوئی لیکن جہانتک ہوسکا اپنے فرائض کے انجام دہی مین کوتاہی نہین کی اور مذہبی خدمات برابر انجام دیتے رہے۔ اب آپنے زبان بنگلہ سیکھنی شروع کردی ہے اور امید ہے کہ انشاءاللہ عنقریب بنگلہ مین باسانی تحریر و تقریر کرسکینگے۔

ممدوح کی تقریرون کا وہان نہایت اچھا اثر ہوا اور امید ہے کہ انشاءاللہ اچھا نتیجہ برآمد ہوگا۔ آپ کانکی نارا ضلع ۲۴ پرگنہ دورہ مین تشریف لے گئے یہان لوگ چونکہ اردو سمجھتے ہین اسلئے دیگر مقامات کی طرح یہان دقت پیش نہین آئی۔ اچھاپور کے بعض حضرات نے آپ کو طلب کیا ہے عنقریب وہان بھی تشریف لیجائینگے۔

مفصل حالات سے ہم انشاءاللہ ناظرین کو آئندہ اطلاع دینگے۔

(باقی آئندہ)

تحفۂ نمبر ۲

دلائل وجود صانع عالم

چوتھی دلیل - باغ کی سیر

وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُکُلِ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۵

۱- باغ کی سیر کو جاتے ہیں تو عجب بہار نظر آتی ہے۔ ایک طرف آم۔ انار۔ انجیر۔ امرود۔ آڑو۔ آلوچہ۔ جامن۔ سیب۔ ناشپاتی۔ لیموں۔ کیلے۔ رنگترے۔ وغیرہ قسم قسم کے پھل دار درخت دکھتے ہیں آتے ہیں۔ تو دوسری طرف گلاب چنبیلی۔ چمپا۔ بیلا۔ موتیا۔ رائے بیل۔ جوہی۔ سیوتی وغیرہ کی جھاڑیاں نظر آتی ہیں جن کے پھولوں کی مہک سے دماغ معطر اور دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

۲- باغ کی زمین میں طرح طرح کی ترکاریاں بھی لگائی جاتی ہیں جیسے آلو۔ کچالو۔ گاجر۔ مولی۔ شلغم۔ چقندر۔ گوبھی۔ بھنڈی۔ تری۔ کدو وغیرہ۔

۳- باغ کے آس پاس جو کھیت ہیں ان میں قسم قسم کے غلے بوئے جاتے ہیں۔ جیسے گیہوں۔ جو۔ چنا۔ مکئی۔ جوار۔ باجرا۔ مونگ۔ ماش۔ مسور۔ مٹر۔ لوبیا۔ دھان وغیرہ۔

۴- دیکھو وہی زمین ہے جس سے یہ سب پھل پھول میوے۔ ترکاریاں۔ غلے پیدا ہوتے ہیں۔ وہی پانی اور وہی ہوا ہے جس سے وہ سب پرورش پاتے ہیں وہی سورج ہے جس کی گرمی سے وہ پک کر تیار ہوتے ہیں۔ پھر بھی ہر ایک

کی رنگت جدا۔ بو جدا۔ مزہ جدا۔ صورت جدا۔ خاصیت جدا۔ اسی مٹی اسی پانی اسی ہوا۔ اور اسی سورج کے اثر سے اسی قدر چیزین پیدا ہوتی ہین جن کی کوئی حد اور شمار نہین۔

۵۔ اس کے سوا آم کی گٹھلی سے آم پیدا ہوتا ہے اور انار کی گٹھلی سے انار گلاب کی جھاڑی سے گلاب کا پھول۔ اور موتیا کی جھاڑی سے موتیا کا پھول گیہون کے دانہ سے گیہون اور جو کے دانہ سے جو اور اس کے خلاف نہین ہوتا۔

۶۔ یہان انسان کی عقل کچھ کام نہین دیتی اور یہی کہنا پڑتا ہے کہ ایسا اچھا اور ایسا معقول انتظام کسی بہت بڑے حکیم کا ہے۔ جو سب پر غالب اور سب کا حاکم ہے وہی ہمارا خدا اور تمام عالم کا خالق اور مالک ہے۔

پانچوین دلیل۔ شہد کی مکھی

يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ۔

۱۔ شہد کی مکھیون کے حالات نہایت عجیب اور دلچسپ ہین۔ کیسی حکمت اور صنعت سے چھتہ بناتی ہین۔ شہد جمع کرتی ہین۔ بچون کو پالتی ہین۔ آپس مین مل جل کر کام کرتی ہین۔ اپنی ملکہ کا حکم مانتی اور اس کی حفاظت کرتی ہین۔ اگر تمام حالات لکھے جائین تو ایک بڑی کتاب بن جائے مگر اسوقت تم کو صرف ایک بات بتاتے ہین۔

۲۔ مکھی طرح طرح کے پھولون کا عرق چوستی ہے اسی عرق سے شہد بنتا ہے۔ جو نہایت شیرین اور لذیذ ہوتا ہے۔ غذا کی غذا ہے۔ اور دوا کی دوا۔ اسی عرق کا ایک حصہ زہر بن جاتا ہے جب مکھی کسی کو کاٹتی ہے تو ڈنک کے ذریعہ سے اپنا زہر اس کے بدن کے اندر پہنچا دیتی ہے۔

۴- اب دیکھو - غذا ایک ہے یعنی پھولون کا عرق - مگر اس سے دو مختلف چیزین پیدا ہوئین - مکھی مین یہ قدرت نہین کہ پھولون کے عرق مین یہ اثر پیدا کرے کہ اس سے شہد بھی بن جائے اور زہر بھی - یہ کسی انسان کا کام بھی نہین ہے یہ کام اُسی حکیم کا ہے جو سب کا خالق ہے - اور اُسی کو خدا کہتے ہین -

چھٹی دلیل چھوٹی چیونٹی

رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی

۱- چیونٹی ایک ننھی سی جان ہے مگر اُس کو دیکھ کر بڑے بڑے عالمون کی عقل حیران ہے - سر - گردن - جبڑے - آنکھ - ناک - کان - پیٹ - پیٹھ - معدہ - وغیرہ اعضا جو بڑے بڑے حیوانون مین پائے جاتے ہین وہ سب اس کے ننھے سے بدن مین موجود ہین - بعضے اعضا جیسے آنکھ - ناک - کان - تو ایسے چھوٹے ہین کہ جبتک خردبین لگا کر نہ دیکھین نظر ہی نہین آتے -

۲- اس کی ٹانگین کیسی باریک - مضبوط اور خوبصورت ہین جن سے زمین پر بلا تکان چلتی ہے - درخت دیوار پر پھُرتی سے چڑھتی ہے - خوراک کی تلاش مین کہان کہان دوڑتی پھرتی ہے - اس کی ناک کیسی تیز ہے کہ کھانے پینے کی چیزون کو دور سے سونگھ لیتی ہے اور پتہ لگا کر وہین پہنچ جاتی ہے - جو چیزین جمع کرنے کے قابل ہوتی ہین اور جن کے خراب ہوجانے کا اندیشہ نہین ہوتا - جیسے گیہون جَو - چاول اُن کو زمین کے اندر جمع کر دیتی ہے -

۳- مضبوط ایسی کہ اپنے سے تگنا چوگنا بوجھ کھینچ لے جاتی ہے - محنتی ایسی کہ صبح سے شام تک کام مین لگی رہتی ہے ہمت والی ایسی کہ کام سے کبھی نہین اکتاتی - عقلمند ایسی کہ گرمی بھر ذخیرہ جمع کرتی ہے - اور جاڑے مین آرام سے بیٹھی کھاتی ہے -

۴- چیونٹیاں زمین کھود کر بل بناتی ہین- وہین رہتی ہین- اندر وہین جمع کا
کا ذخیرہ جمع رکھتی ہین- ہر وقت باہر نہین نکلتین جب ضرورت ہوتی ہے اسوقت
اور اندر ہی بیٹھے بیٹھے گرمی- جاڑے برسات کا پتہ لگا لیتی ہین-

۵- یہ ننھی سی جان یہ بھی جانتی ہے کہ زمین کی نمی سے خاص کر برسات مین
غلہ اگ آتا ہے- اور اسی لئے غلہ کو جمع کرنے سے پہلے ایک ایک دانہ کے
دو دو ٹکڑے کر دیتی ہے- اگر چیونٹیاں ایسا نہ کرین تو ذخیرہ ضائع ہو جائے اور
سب فاقہ سے مر جائین-

۶- کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ چیونٹی کا بدن اور اس کے تمام جوڑ بند مٹی
سے خود بخود بن گئے؟ یہ ہمت یہ حوصلہ- یہ چستی- یہ پھرتی- یہ سمجھ بوجھ- یہ محنت
کی عادت- یہ کام کی دھن- آپ سے آپ پیدا ہو گئی؟ ہرگز نہین-

۷- حقیقت مین چیونٹی کا خالق بڑا عالم بڑا قادر اور بڑا حکیم ہے- اس کا علم-
اس کی قدرت اور اس کی حکمت ایک چیونٹی کے اندر بھی صاف نظر آتی ہے
اور وہی خدا ہے-

کیا علاوہ دور و تسلسل کے کوئی اور دلیل وجود صانع پر قائم ہو سکتی ہے

جواب- اتفاق عالم یعنی دنیا مین ہم اکثر چیزون کو دیکھتے
ہین کہ وہ اس ترتیب سے واقع ہوئی ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونکے واسطے
ایک خالق دانا ہے کیونکہ عالم کا موجود ہونا اگر اتفاقی ہوتا یا دنیا کسی بےشعور چیز
مثل مادہ اور طبیعت وغیرہ کی کارستانی کا نتیجہ ہوتی تو ہر شے کی وضع و ترتیب و
وجود مین اسدرجہ منفعتین اور مصلحتین نہوتین اگر ادنی تامل کیساتھ اشیاء عالم کو

نظر ڈالی جائے تو وجود مخلوقات مین ایسی ایسی حکمتون کا انکشاف ہوتا ہے
جو باعث حیرت ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کل صنعتین کسی بہت بڑے عالم اور حکیم
کی ہین آمر اتفاقی کی رفتار اگر کبھی عاقلانہ ہو بھی جائے تاہم ایسا نہین ہوسکتا
کہ ایسی دانائی کی بات جس کے سمجھنے مین بڑے بڑے عقلا عمرین صرف کرتے
ہون کسی نادان بچہ یا بے شعور محض سے صادر ہو اگر دنیا مین دو ایک چیزین ایسی
ہوتین جن پر کسی الٰہی دانائی کا نشان ہو اور ان کو دیکھکر عاقل کی نظر بہرون کیلیے
غرق دریائے فکر نہو جائے تو از قبیل (گاہ باشد کہ کودک نادان) ممکن تھا ہم کہدیتے
کہ ان مصلحتون کا وجود ان چیزون مین اتفاقی ہے لیکن جبکہ ایسا نہین بلکہ اکثر اشیائے
عالم کی ادنےٰ سے ادنےٰ صنعت پر جو نظر ڈالی جاتی ہے اوسکو ہم اسقدر نکات اور
باریکیون اور مصلحتون اور حکمتون سے بھرا پاتے ہین کہ جن کا بیان نہین ہوسکتا صرف
جسم انسان صحت و مرض کی حیثیت سے جو نظر کا جولانگاہ بنا یا تشریح اعضاء
انسانی اور اونکی تناسب و ترتیب مین جو غور کی گئی تو علم طب تیار ہوگیا جو ایک
دریائے ناپیدا کنار ہے کیسے کیسے بڑے اطبا سلف سے آجتک اس دریا مین
شناور ہوئے مگر تہ کو نہ پہونچ سکے بھلا ہوسکتا ہے کہ یہ صنعت یعنی بدن انسانی
کہ جس کی ترکیب و ترتیب مین اسقدر عجیب امور ودیعت ہین کسی اتفاق کا نتیجہ ہو
بہت بڑی دانائی کی ایک بات تو اتفاق کیطرف منسوب نہین کی جاسکتی چہجائیکہ
ہزارہا اور لکھوکھا چیزین ایسی اور اس سے بڑھکر موجود ہون اور ان سبکی نسبت
کہا جائے کہ آپ سے موجود ہوگئین اور ان مین ایسی ایسی نایاب حکمتین اتفاق
کے طفیل سے وقوع پذیر ہوئین اگر رات کے وقت کسی شخص کو آپ لیٹا ہوا دیکھین
اور اوسکی آنکھون کی طرف آپ کی نظر نہو لیکن آپ سن رہے ہون کہ وہ لحاف
کے اندر تقریر کر رہا ہے اور اپنے بیان مین ادسنے ایسے ایسے مضامین عالیہ کا

ذکر کیا جو کتاب اشارات کے مطالب پر بھی فوقیت رکھتے ہین اور اوسنے عرصہ تک
تقریر کی جو ایک کتاب کے مثل ہو گئی اور اوسمین ایسے ایسے عمدہ اور نایاب
مضامین تھے جن کا مقابلہ دنیا کی کوئی کتاب نہین کر سکتی پس کیا آپ کہین گے
کہ تقریر کرنیوالا سو رہا ہے اور یہ کلام بطور ہذیان اس شخص کی . ان پر اتفاق سے
جاری ہو گیا ہرگز ایسا نہین ہے بلکہ آپ اوسے بیدار اور ایک ہوشیار علامہ سمجھینگے
اور ان مضامین کی نسبت اتفاق کیطرف نہ دین گے اسیطرح اگر کسی میدان مین
آپ دیکھین کہ اوسکے ریگ پر مثلا قانون وشفا یا کوئی اور بڑی کتاب لکھی ہوئی ہے
تو کیا آپ کہین گے کہ ہوا اسطرح چلی کہ اتفاق سے زمین پر ایسے نشان بن گئے جو
اس تحریر کی صورت مین ہین اگر ایسا کہا جاے تو کہنے والا مجنون متصور ہوگا کیونکہ صاف
ظاہر ہے کہ ہوا سے اتفاقا ایسے نشان نہین بن سکتے جو شفا یا قانون شیخ ایسے
مضامین اعلی والی کتاب کی صورت اختیار کر لین بلکہ یقین ہوگا کہ وہان یہ کتاب
زمین پر کوئی ذی ہوش لکھ گیا ہے یا اس تحریر مین اوسکا کوئی تعلق ہے اس بیان
سے آپ پر واضح ہوگا کہ کتاب عالم کا جس نے مطالعہ کیا اور اوسکے مضامین
جن پر ہزارہا عقلین نثار اوسنے دیکھے وہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ یہ عالم اتفاقا پیدا
ہو گیا کوئی دانا ذات اسکی خالق نہین مین نے اشیاء عالم کی حکمتون کا بیان عمدا
ترک کیا ہے کیونکہ طول ہو جائیگا اور کوئی عاقل اسکا منکر بھی نہین ہے کہ عالم
کی اکثر چیزون مین نایاب حکمتین ودیعت ہین بہرطور جب یہ معلوم ہوا کہ ایک بات
جو بہت بڑی دانائی پر مبنی ہو اتفاقا ظاہر نہین ہو سکتی اسیطرح ہزارہا چیزین جو
کثیر حکمتین رکھتی ہون بدرجہ اولی منسوب اتفاق کیطرف نہین کیجا سکتین اور عالم
کی اکثر چیزین ایسی بھی ہین یعنی اون مین حکمتین صراحۃ کیساتھ موجود ہین پس
معلوم ہوا کہ عالم منسوب باتفاق کیطرف سے نہین کیجا سکتین بلکہ کوئی دانا ذات اوسکی خالق ہے

اسیطرح یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض چیزون مین (مثل موی بغل اور سر پستان مرد وغیرہ کے) اگر ہم بظاہر کوئی مصلحت نپائین تو اس سے ہم اوس خالق کی نادانی یا کم شعوری پر استدلال نہین کرسکتے کیونکہ جب اس امر پہ دلیل قائم ہوگئی کہ جس شخص سے ہزارہا باتین دانائی کی ظاہر ہون وہ ضرور دانا ہے اب اگر چند باتین اوس سے ایسے ظاہر ہوین کہ جن مین اوسکی دانائی کا کوئی نشان دکھائی نہین دیتا ایسے حال مین دیکھنے والا اپنے قصور فہم کا اعتراف کرے گا اور کہیگا کہ یہ باتین بھی ضرور مصلحتدار ہین مگر مین ان کی مصلحت کو نہین سمجھا اسلئے کہ اگر ان باتون کے سبب سے اوسے نادان تصور کیا جائے تو عالم مین ایسے لاکھوں چیزین بھی ہین جنمین اعلی درجہ کی مصلحتین اور حکمتین موجود ہین پس ماننا پڑے گا کہ ایک نادان سے ہزارہا حکمت کی باتین صادر ہوئین اور دانائی کو نادان کیطرف منسوب کرنا عین نادانی ہے نیز یہ بھی نہین ہوسکتا کہ کسی کم شعور سے کثرت کیساتھ دانائیان ظاہر ہون جیسا کہ عالم کی کثیر تعداد چیزون مین دانائیون کا ظہور ہے لہذا ضرور ہوا کہ فرض کیا جائے جن چیزون مین مصلحت و حکمت ظاہر نہین وہ ہمارے قصور فہم کا باعث ہے یا خالق نے ان چیزون کی مصلحت ہمپر کسی مصلحت سے ظاہر نہین فرمائی اور یہ ممکن بھی نہین ہے کہ خالق کی ہر فعل کی حکمت کو ہر مخلوق سمجھ لے ورنہ خالق و مخلوق مین پھر کیا فرق رہیگا جسکو تفصیل سے انشاء اللہ کبھی بیان کردیا جائیگا بہرطور اس بیان سے بغیر تسلسل و دور کے اسقدر ثابت ہوگیا کہ اس عالم کو کسی دانا ذات نے خلق فرمایا ہے اوسی کا نام خدا ہے۔ فقط

محمد علی عفی عنہ۔ امین سرکار علامہ مولوی سید محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ۔

"مدرسۃ الواعظین کے مذہبی خدمات"

(بقیہ صفحہ ۵)

مولانا سید علیمصاحب واعظ

جناب موصوف کا تقرر کاٹھیاوار کیلئے عمل مین آیا۔ آپ نے کاٹھیاوار پہنچکر بھاونگر کو اپنا صدر مقام قرار دیا یہان آپ نے بہت سے مجموعون مین تقریرین کین اور بہت سی مجالس مین آپنے بیان کیا یہان سے آپ مہوا بندرگاہ تشریف لیگئے یہان کے لوگ نماز اور روزہ کے بہت کم پابند تھے اور امور دینیہ کیطرف بے توجہی بڑہی ہوئی تھی اول جناب واعظ صاحب نے وہان پہونچکر مجالس عزا کی بنا ڈالی جسمین وہان کے باشندے باسانی جمع ہوگئے اور مجالس کے ضمن مین دیگر مطالب کے بیان کا موقع بھی مل گیا جب اہل مہوا پر آپکے بیان کا کافی اثر ہوگیا اسوقت آپ نے عبادت کی اہمیت بیان کی اور آپ کے بیان کا یہ اثر ہوا کہ بہت سے لوگ نماز کے پابند ہوگئے اور مسجد مین نمازیون کی معقول تعداد نظر آنے لگی بلکہ بچون نے بھی نماز کی پابندی شروع ہوگئی اسکے علاوہ یہان کے لوگ مذہبی تعلیم سے بالکل بے بہرہ نظر آتے تھے اسلئے آپنے یہان کیلئے مذہبی مدرسہ کی ضرورت محسوس کی چنانچہ ۲۶ رمضان المبارک کو آپ نے مدرسہ کی تحریک پیش کی چونکہ وہان آپ کا کافی اثر ہوچکا تھا اسلئے چھ سو روپیہ مدرسہ کیلئے اسیوقت جمع ہوگیا اور بفضل خدا ۲ شوال سے مدرسہ جاری ہوگیا اور اسی طالبعلم داخل ہوئے جنھین گجراتی زبان مین تعلیم دینیات دیجائے گی معلم بھی مقرر ہوگئے اور مدرسہ کا انتظام ایک منتظم کمیٹی کی نگرانی مین باقاعدہ دیدیا گیا امید ہے کہ مدرسہ کیلئے بہت کچھ روپیہ جمع ہوجائیگا۔ یہ صرف ایک جماعت کا چندہ تھا دوسرے حضرات بھی

آمادہ تھے اور غالبًا اون لوگون کا چندہ بھی جمع ہو گیا ہوگا ان امور سے فراغت
حاصل کرکے جناب واعظ صاحب نے اتحاد کی کوشش کی یہان بیحد نا اتفاقی تھی
اور خوجہ جماعت مین ایک خاص سبب سے دو فریق ہو گئے تھے۔ جس کے سبب سے
ان لوگون کے دینی اور دنیوی کامون مین ابتری ہو رہی تھی اور کوئی اصلاح نہوئی
تھی بمبئی کے باوقار تجار اس نا اتفاقی کے دفع کرنے کی پوری پوری کوشش
کرچکے تھے مگر کامیاب نہو سکے چنانچہ آپنے اتفاق کے فوائد اور نا اتفاقی کی مضرتین
بیان کرنا شروع کین اور جسقدر ممکن تھا پوری کوشش صرف کردی آپ کی تقریر کا
یہ اثر ہوا کہ دونون جماعتین متحد ہوگئین یہ وہ کامیابی ہوئی کہ جسکو تمام خوجہ قوم
محال جانتی تھی ان امور کی وجہ سے تمام خوجہ قوم نے آپ کی بیحد عزت کی اور یہ تمام
واقعات گجراتی اخبارات مین شایع ہو چکے ہین مہوا کے مدرسہ کیلئے چھ سو روپیہ سالانہ
کے مستقل وعدہ ہو گئے ہین۔ یہان کے تمام خوجے آپ کے بیحد مداح ہین چنانچہ
جب واعظ صاحب وہان سے روانہ ہونے لگے تو انھون نے چاندی کی تھالی مین
رکھکر ایڈریس پڑھا بعد ازان چاندی کی کشتی رکھکر پیش کیا۔ اسے اونکے یہان
مان پتر کہتے ہین۔

ہم چاہتے ہین کہ ناظرین کرام کی خدمت مین مان پتر اور ان تحریرون کے
خلاصے شایع کرین جو جناب واعظ صاحب کی تعریف مین گجراتی اخبارات
مین شایع ہوئین۔

ترجمہ تحریر ایڈیٹر اخبار راہ نجات

(بابت ماہ رمضان المبارک)

والی ریاست محمود آباد دام اقبالہ نے جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد

کی زیر نگرانی ایک مدرستہ الواعظین قایم کیا ہے اس میں عالم و فاضل حضرات واعظ بنائے جاتے ہین چنانچہ اس مدرسہ کی طرف سے جناب مولانا سید علی صاحب صدر الافاضل کاٹھیاوار اور گجرات کی ہدایت کیواسطے بھیجے گئے ہین مولانا صاحب کو یہان کی خوجہ جماعت نے بیحد پسند کیا آپ نہایت عمدہ وعظ اور بے مثل مقرر ہین آپ ہدایت کیلئے ہر مقام پر تشریف لیجائینگے اور کسی قسم کی مدد نہ لینگے"

ترجمہ تحریر خوجہ اثنا عشری جماعت (ممبران مدرسہ مہوا)

جناب مولانا سید علی صاحب قبلہ جو کہ پیشنماز ہونے کے علاوہ بے مثل نظیر واعظ ہین مدرستہ الواعظین لکھنؤ کی طرف سے ۱۳ / رمضان المبارک کو مہوا مین تشریف لائے اور یہان کے لوگون پر اپنے وعظ سے اثر ڈال کر ایک مذہبی مدرسہ کھلوایا مولانا کیوجہ سے وعظ کی صحبتین بہت عمدہ ہوئین مہوا کی خوجہ اثنا عشری جماعت مین چند وجوہ سے دو پارٹیان عرصہ سے ہوگئی تھین بحمد اللہ وہ آپ کے پر اثر وعظ سے متحد ہوگئین مولانا صاحب بہت بڑے عالم اور بہت اچھے واعظ ہین ہم مولانا صاحب کی جسقدر تعریف کرین وہ کم ہے مولانا صاحب بالکل بے طمع و مذہبی بھائیون سے محبت رکھنے والے آدمی ہین۔

دستخط ممبران مدرسہ خوجہ اثنا عشری جماعت"

ترجمہ مانپتر (ایڈریس)

از طرف خوجا اثنا عشری منڈل مہوا بندر (کاٹھیاوار) ۲۴ رجب سنہ ۲۲ھ

(۱) جناب مولانا سید علی صاحب قبلہ واعظ و صدر الافاضل

(۲) آپ نے یہان تشریف لا کر خوجہ اثنا عشری جماعت کی دونون جماعتون کو

اسلامی احکام سے بیحد فیض پہنچایا۔

(۳) یہان کی خوجہ اثنا عشری جماعت مین جو چند بوہ سے نا اتفاقی پیدا ہو گئی تھی اسکے دور کرنے کی بڑے بڑے باا ثر لوگون نے کوشش کی لیکن ناکامیاب رہے مگر آپ نے اپنے پراثر وعظ اور محنت اور شفقت کے ذریعہ سے اس نا اتفاقی کو دور کرکے دونون جماعتون کو متحد کر دیا۔

(۴) ہم اپنے منڈل کے ممبرون اور تمام خوجہ اثنا عشری جماعت کی طرف سے سچے دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہین اور مدرسۃ الواعظین کا احسان مانتے ہین کہ ایسا لائق واعظ بنا کر بھیجا۔

(۵) آپ نے دین اسلام مضبوط کرنیکیلئے یہان ایک دینی مدرسہ جاری کیا اور اپنے وعظ کے اثر سے یہانکے بڑے بڑے لوگونسے چندہ لیکر فنڈ قائم کیا ہمکو اپنی خوجہ قوم سے امید ہے کہ آپ کی ہدایت کے موافق ہر شادی اور غمی کے موقعہ پر اس فنڈ کو ترقی دیتی رہے گی۔

آخر مین ہم سب آپ کی اور بانی مدرسہ سر راجہ صاحب بہادر محمود آباد بالقابہ کی طول عمر کی دعا خدا سے مانگتے ہین۔

جواب مان پتر

(از جناب مولانا سید علی صاحب واعظ)

حاضرین جلسہ و ممبران خوجہ اثنا عشری منڈل مین ۱۳ ر رمضان المبارک کو یہان حاضر ہوا باوجودیکہ مین ناخواندہ مہمان تھا مگر آپ حضرات نے میری بہت عزت اور قدر کی مین آپ کا شکریہ سچے دل سے ادا کرتا ہون اور آپ لوگون سے اس بات کی معافی مانگتا ہون کہ مین نے آپ کے قصبہ کی مذہبی حالت خراب دیکھکر

بہت کچھ وعظ مین سخت الفاظ استعمال کئے اور آپ لوگون کی سمجھداری کی تعریف کرتا ہون کہ آپ لوگون نے مجھکو حقگو ناصح سمجھکر اپنا دوست جانا اور میری گذارشون کو قبول کیا مین ان حضرات کا بہت شکر گذار ہون جنھون نے مدرسہ فنڈ مین چندہ دیا اور آئندہ بھی امید کرتا ہون کہ آپ حضرات اسوقت تک چندہ دیتے رہینگے جب تک کہ اس فنڈ مین معقول مقدار ہو اسکے بعد آپنے جناب امیر علیہ السلام کی دعا پر اپنا بیان ختم کیا)

آجکل آپ اطراف وجوانب مین دورہ فرما رہے ہین اور عنقریب بمبئی تشریف لیجائین گے امید ہے کہ آئندہ وانشاء اللہ ہم وہان کے خوشگوار نتائج سے قوم کو مطلع کر سکین گے

جناب مولانا سید خورشید حسن صاحب واعظ

مجلس انتظامیہ مدرسۃ الواعظین نے آپ کو ملتان تجویز کیا چنانچہ آپ ملتان تشریف لیگئے اور وہان پہنچکر آپنے محلہ شاہ گردیز مین قیام فرمایا۔ اور اکثر مرتبہ آپ کو تقریر کا اتفاق ہوا حضرات ملتان نے آپ کے مواعظ حسنہ سے بہت کچھ استفادہ حاصل کیا اور آپ کی تقریرون کو نہایت اچھی نظر سے دیکھا آپ کے مواعظ کا یہ اثر ہوا کہ متعدد مقامات سے آپ کی طلبی مین دفتر مدرسۃ الواعظین اور (خود) جناب واعظ صاحب کے پاس خطوط موصول ہوئے مومنین فیروزپور کی درخواست ہے کہ جناب واعظ صاحب یہان تشریف لاکر ہم لوگون کو اپنے مواعظ سے مستفید فرمائین ہوشیارپور کے مومنین خواستگار ہین کہ جناب مولانا یہان تشریف لائین غرض مختلف مقامات سے خطوط آرہے ہین اور جناب واعظ صاحب ان مقامات کو ترجیح دے رہے ہین کہ جہان بمدرسۃ الواعظین کے مقاصد کو

انجام دیسکین چنانچہ حال مین جناب واعظ صاحب نے ضلع جھنگ کا دورہ فرمایا
وہان کے حضرات پر آپکے بیان کا نہایت عمدہ اثر ہوا عنقریب آپ ضلع
ہوشیارپور۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ اور فیروزپور کیطرف تشریف لیجائینگے۔
آپکے بیان کا یہ اثر ہوا کہ تمام حضرات ملتان آپ کے اور مدرسۃ الواعظین
کے مداح نظر آتے ہین۔ حال مین ایک صاحب نے (جو علمی استعداد بھی رکھتے
ہین) مذہب حق قبول کیا۔ علاوہ برین ایک شخص مسمی سریرام ساکن ریاست
پٹیالہ آپکے مواعظ سے متاثر ہوکر مشرف باسلام ہوا آپ نے اس کا اسلامی نام
غلام حسین رکھا۔ عنقریب جناب واعظ صاحب دیگر مقامات مین بغرض تبلیغ
حق تشریف لیجانیوالے ہین امید ہے کہ انشاءاللہ ہم حضرات ناظرین کو آئندہ
کسی اشاعت مین مفصل واقعات سے اطلاع دینگے۔

حضرات واعظین

کی ان کارگذاریون کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ہم حضرات ناظرین سے
گذارش کرتے ہین کہ مہربانی فرماکر وہ غور فرمائین کہ اس مدرسہ مبارکہ کی
قوم کو کسقدر ضرورت تھی اور یہ مدرسہ جو کچھ مذہبی خدمتین انجام دے رہا
ہے آیا وہ اس قابل ہین یا نہین کہ قوم اسکی طرف توجہ کرے۔

ذخیرۃ الواعظین

کتب خانہ

مدرستہ الواعظین

مدرستہ الواعظین کی بناء کے وقت حضرات بانیان مدرسہ نے اس امر کو طے کر لیا تھا کہ ایسی عظیم الشان اور اہم دینی و مذہبی درسگاہ کیلئے ایک زبردست اور معقول کتب خانہ کی نہایت شدید ضرورت ہوگی چنانچہ مدرسہ کی بناء کے وقت سے اسکے ترقی دینے کی کوشش کی گئی اور بہت سا سرمایہ صرف کرکے اس کیلئے ایک کتب خانہ قایم کیا گیا جو اسوقت عمارت مدرسہ مین موجود ہے اور اسکی حفاظت کیلئے مدرسہ کی ایک خاص عمارت معین کی گئی جسمین کتب خانہ محفوظ رہ سکے کتب خانہ کے متعلق ایک محرر، چپراسی اور دفتری کا تقرر ہوا تاکہ اس قیمتی ذخیرہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچ سکے اسمین شک نہین کہ اتنے بڑے کام کیلئے ایک بےمثل و نظیر کتب خانہ کی ضرورت ہی تاکہ حضرات متعلمین کی نظرین وسیع ہون اور مدرسہ کے اغراض بخوبی انجام پا سکین ایک مذہبی کام کرنیوالے کیلئے کتب خانہ کی اسیقدر ضرورت ہی جتنی کہ ایک سپاہی کیلئے ہتیارون کی ضرورت ہوسکتی ہے مدرسہ نے اسطرف جسقدر توجہ کی اسکو بیان کرنے کی ضرورت ہی اسلئے کہ جس نے اتنے بڑے کام کو انجام دینے کا بیڑا اٹھایا ہے وہ اس سے کیسے غافل رہ سکتا ہے لیکن پھر بھی اس امر کی ضرورت ہی کہ مدرسہ کے کتبخانہ مین ہر علم و فن اور ہر مذہب و ملت کی کتابین معقول مقدار اور کافی تعداد مین موجود ہون اسوقت ہندوستان مین بہت سے ایسے کتب خانہ موجود ہین کہ جن کی نگرانی نہونے کیوجہ سے ہزارہا روپیہ کی قیمتی کتابین الماریون مین مقفل رہ کر کیڑون کی

نذر ہو رہی ہین اور اہل علم کی کمی کی وجہ سے کوئی ان کی طرف کافی توجہ نہین کرتا اور
اگر فرض کیجئے ان کی طرف کافی توجہ بھی کیجاتی ہے تو اسنے کافی فائدہ نہین پہنچتا
لہذا ایسے کتب خانون کو بیکار سے باکار بنانے کیلئے یہ عمدہ موقعہ ہے ان حضرات
کی خدمت مین (جو اپنے کتبخانون کو محفوظ رکھکر اور باکار بناکر مثاب ہونا چاہتے ہین)
گذارش ہے کہ مدرسہ مین ایسی کتابین پیش فرماکر اجر اخروی حاصل کرین اسلئے کہ
مدرسہ نے ایسی کتابون کی منظوری کا مسئلہ طے کرلیا ہے ان حضرات کے اس
گرانبہا عطیہ سے متعلقین مدرسہ کو بہت کچھ مدد مل سکیگی جو اشاعت اسلام مین
بہت کچھ مفید اور معین ثابت ہوگی اور اشاعت اسلام سے جو کچھ ثواب اور فائدہ
آخرت متصور ہے وہ محتاج بیان نہین اور نہ اسکے اظہار کی کوئی حاجت ہے۔

اس کتب خانہ کی سب سے پہلے اعانت کرنیوالے جناب پروفیسر مرزا محمد ہادی صاحب
بی۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی ہین آپ نے اپنا ایک معقول ذخیرہ کتب جس کی قیمت
کا اندازہ مشکل ہے) مدرستہ الواعظین کو مرحمت فرمایا جو اسوقت ذخیرۃ الواعظین
مین موجود ہے جسمین انگریزی۔ عربی۔ فارسی اور ہر علم و فن کتابین موجود ہین
جن سے متعلقین مدرسہ و دیگر اہل علم مستفید ہوتے ہین تعداد کتب ایک ہزار ہے۔

دوسرے معین جناب مولوی سید محمد صاحب مرادآبادی ابن جناب
مولوی سید محمد باقر صاحب مرحوم سپرنٹنڈنٹ پرچہ ریاست رامپور ہین
آپنے بھی اپنا کتب خانہ مدرستہ الواعظین کیلئے وقف فرمادیا۔

امید ہے کہ دیگر حضرات بھی اسطرف توجہ فرمائین گے۔

۱۶/ اگست ۱۹۲۳ء منیجر عفی عنہ

شیعہ متکلمین مین لکھا ہے اور یہ فقہ و کلام کے جامع تھے اور دونون فن مین مصنف ہین اور جلودی سے علم حاصل کیا ہے اور کتاب محن الانبیاء والاوصیا والاولیاء انھین کی تصنیف ہے ۳۵۰ھ ہجری انکا سنہ وفات ہے۔

اور انھین مین سے ظاہر ائمہ کلام کے ایک فرد کامل ہین ابن ندیم اور دیگر ارباب فہرست نے انھین شیعہ متکلمین مین ذکر کیا ہے اور ان کی مدح و ثنا لکھی ہے شیخ مفید سے بڑھا ہے اور یہ تیسری صدی مین ابو الجیش مظفر بن خراسانی کے غلام تھے۔

اور انھین سے ناشی صغیر علی بن وصیف علم کلام مین معروف اور کمال و مہارت مین مشہور تھے ابن ندیم نے انھین شیعہ متکلمین مین شمار کیا ہے۔ یہ شاعر بھی تھے اور خوبی کلام مین معروف تھے اور اہل بیت کے شعرا مین داخل تھے۔ اصل مین اُن کا مفصل ترجمہ مذکور ہے۔

اور انھین مین سے ابو صقر موصلی فرقہ امامیہ کے متکلم تھے انھون نے علی بن عیسے رمانی سے بزمانہ ورود بغداد مناظرہ کیا اور انھین مغلوب کر دیا۔ اونکی مجلس مناظرہ کی حکایت ہمارے شیخ ابن معلم نے کتاب العیون والمحاسن مین لکھی ہے اور لکھا ہے کہ مین اوس مجلس مین خود موجود تھا۔

اور انھین مین سے شیخ الشیعہ اور محیی الشریعہ جناب شیخ مفید ابو محمد بن محمد بن نعمانی معروف بہ ابن معلم ہین ابن ندیم نے کہا ہے کہ متکلمین شیعہ کی ریاست انکی طرف منتہی ہوگئی تھی اور یہ علم کلام مین اپنے اصحاب پر مقدم تھے ان کا ذہن و ذکا بہت تیز تھا طبیعت مین بڑی جودت تھی۔ مین نے انھین دیکھا ہے اور انھین باکمال پایا اور چند کتابین اون کی تصنیف مین ہین مین کہتا ہون کہ یہ اپنے عصر مین تمام فنون اسلام کے امام تھے ان کا سنہ ولادت ۳۳۸ اور

سنہ وفات ۴۹ ہے اور اونھین مین سے ابو یعلی جعفری محمد بن حسن بن حمزہ خلیفہ شیخ مفید اور اونکے قائم مقام اور نائب مناب متکلم فقیہ ہین جو فقہ و کلام دونون مین ماہر تھے ۴۶۳ سنہ ہجری انکا سن وفات ہے -

اور اونھین مین سے شیخ ابو علی بن مسکویہ رازی الاصل اصفہانی المسکن والمدفن جامع علوم اور ہر علم مین باکمال اور ہر ایک مین مصنف تھے اصل کتاب مین انکا ذکر اور اُن کی کتابون کی فہرست لکھی ہے - وزیر مہلبی کے مصاحب تھے پھر عضد الدولہ ابن بویہ کے پھر ابن عمید کے مصاحب تھے پھر اونکے بیٹے کے ہمراہ رہے اور یہ سب شیعہ تھے ابن مسکویہ کے تشیع کی بہت سے محققین نے تصریح کی ہے مثل میر باقر داماد کے اور مثل قاضی کے کتاب طبقات مین اور مثل سید خونساری روضات مین - اُن کا سنہ وفات ۴۲۱ ہے اور ان کی قبر اصفہان کے محلہ خاجو مین مشہور ہے -

اور اونھین مین سے سید شریف مرتضی علم الہدی ہین علم کلام مین اُن کی کتابین آج شیعون کا مرجع اور دائرہ مدار ہین شیعون کے دینی رئیس تھے تمام علوم اسلامیہ مین تحقیق اور وسعت نظر اور کثرت معلومات جو اونھین حاصل تھی وہ کسیکو حاصل نہ تھی - اصل کتاب مین اونکے تاریخی حالات مع فہرست مصنفات مفصل طور پر موجود ہین ماہ رجب ۳۵۵ سنہ مین ولادت ہوئی اور ربیع الاول ۴۳۶ سنہ مین وفات پائی جناب سید ممدوح کے غلامون مین سے ذربی بن اعین عالم کبیر متکلم ہین جنھون نے علم کلام مین ایک کتاب عیون الادلہ نام بارہ جلدون مین اتنی بڑی لکھی کہ علم کلام مین اوس سے بڑی کتاب نہین ہوئی -

اور اونھین مین سے شیخ علامہ ابو الفتح کراجکی شیخ المتکلمین ہین تمام اقسام حکمت مین ماہر اور فقہ و حدیث مین یکتا جنھون نے تمام فنون مین بڑی اور چھوٹی

کتابین تصنیف کین اصل کتاب مین اونکے مصنفات کی پوری فہرست درج کردی ہے اور کتاب بغیۃ الوعاہ فی طبقات مشائخ الاجازات مین اونکے اساتذہ کا حال لکھدیا ہے ۴۴۹ھ سنہ مین اون کی وفات ہوئی۔

اور اونھین مین سے ابن فارسی محمد بن احمد بن علی نیشاپوری متکلم جلیل القدر اور فقیہ عالم اور زاہد متورع ہین ابو المحاسن عبد الرزاق رئیس نیشاپور نے انھین قتل کر دیا اونکے تصنیفات مشہور ہین منجملہ اونکے۔ روضۃ الواعظین بھی ہے سید مرتضیٰ کی صحبت مین پہونچے اور اون کی خدمت مین اپنے والد کی قرات کی سماعت کی

ان حضرات کے بعد ایک طبقہ اور گزرا

جنمین سے شیخ سعید علی بن سلیمان بحرانی قدوۃ الحکما اور امام الفضلا تھے کلام مین کتاب الاشارات لکھی جس کی شرح اونکے شاگرد محقق ربانی شیخ میثم بحرانی نے کی جن کا ذکر آئندہ آئیگا اور ایک اسکے علاوہ رسالہ اون کی تصنیف ہے جسکی شرح محقق نصیر الدین طوسی علیہ الرحمہ نے کی ہے۔

اور اونھین مین سے سدید الدین بن عزیزہ سالم بن محفوظ بن عزیزہ حلی ہین علم کلام اور علم فلسفہ اور تمام علوم اوائل مین انتہا کے باکمال تھے محقق حلی صاحب شرائع نے اونسے پڑہا اور کمال حاصل کیا اور اسیطرح سدید الدین ابن مطہر اور ایک جماعت اعاظم اونکے فیض سے کمال کو پہونچے انھون نے کتاب المنہاج علم کلام مین تصنیف کی جسپر علم کلام کا دارومدار رہا۔

اور اونھین مین سے شیخ کمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانی ہین جنھین تمام اسلامی علوم اور حکمت وکلام اور اسرار عرفانیہ مین کمال حاصل تھا۔ یہانتک کہ سب نے اونھین تمام علوم مین بالاتفاق امام فن مان لیا تھا علما و اعلام نے

جو اونکے اوصاف بیان کئے ہین مین نے اصل کتاب مین درج کردے ہین معراج سماوی اونکی تصنیف ہے اور شرح نہج البلاغہ اونھون نے تین قسم پر لکھی ہے ایک صغیر ایک کبیر ایک متوسط جسمین ایسی ایسی تحقیقات تحریر کی ہین جو بتئیل اور اونکے کمالات کاملہ پر گواہ ہین اپنے استاد متقدم الذکر محقق بحرانی کی کتاب الاشارات کی شرح بھی حکماء آلہیین کے انداز پر لکھی ہے۔ایک کتاب اون کی علم کلام مین قواعد ہے جسکی تصنیف سے ربیع الاول ۶۷۶ھ ہجری مین فارغ ہوے اور کتاب بحر خضم اور رسالۃ الوحی والالہام اور امیر المومنین کے اون سو کلمات صغار کی شرح جنھین جاحظ نے جمع کیا تھا اور کتاب النجاۃ فی القیمہ فی امر الامامہ اور کتاب استقصاء النظر فی امامۃ الائمۃ الاثنی عشر اور ایک رسالہ آداب بحث مین بھی اونکی تصنیف ہین ۶۷۹ھ ہجری مین قریہ ہلتان مین جو اعمال بحرین سے ہے اونکی وفات ہوئی۔

اور اونھین مین سے نصیر الدین محمد بن محمد بن حسن طوسی استاذ الحکما والمتکلمین نصیر الملۃ والدین ہین اون کا مفصل ترجمہ اور علوم عقلیہ وشرعیہ مین موافق مذہب امامیہ کے اونکے تصنیفات اور جن علما سے اونھین کمال حاصل ہوا اسکا تذکرہ اصل کتاب مین مین نے لکھا ہے ۵۹۷ھ ہجری مین اونکی ولادت اور ۶۷۲ھ مین مقام بغداد اونکی وفات ہوئی اور رواق حضرت امام موسی بن جعفر علیہ السلام مین اونکی قبر ہے۔

اور اونھین مین سے جمال الدین بن مطہر حلی شیخ الشیعہ ہین جو بلفظ آیت اللہ اور بلفظ علامہ علی الاطلاق معروف ہین اور یہ اسم بامسمی اور وصف مطابق معنی ہی اوسے حقیقی بحر العلوم اور ہر دقیق نکتہ کے محقق اور بلا تامل استاد الکل فی الکل تھے چار سو کتابون سے زیادہ انھون نے علوم مین تصنیف کین ہین مین نے اونکی

علم حکمت وکلام کی کتابون کا شمار کیا تو چالیس ہوئین مین نے اصل مین اون کتابون کی فہرست لکھی ہے جو اونکی تصنیفات سے آج لوگون کے ہاتھ مین موجود ہین شب شنبہ ۲۱ محرم ۷۲۶ھ ہجری مین ستاسی برس کی عمر مین انتقال کیا اور جناب امیر المومنین کے ایوان ذہب مین ایک حجرہ مین اون کا مزار معروف و مشہور ہے۔

اور اونمین سے جمال الدین نیشاپوری عبد اللہ بن محمد بن احمد حسینی مقیم حلب ہین جو علم کلام کے ماہر کامل تھے ابن حجر نے درر کامنہ مین آٹھوین صدی کے مشاہیر علما مین ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ اصول اور عربیت مین باکمال تھے بمقام حلب اسدیہ مین درس دیتے تھے۔ معقولات کے امام تھے شیعہ اور نیک جوان تھے ۷۷۶ھ ہجری مین اونکی وفات ہوئی سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ مین ابن حجر سے یہ سب مضمون نقل کیا ہے۔

پانچوین فصل

علم اصول فقہ مین شیعون کے تقدم کا ذکر

واضح ہو کہ جس نے سب سے پہلے اصول فقہ کا دروازہ کھولا اور اوسکے مسائل بیان کئے وہ باقر العلوم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہین پھر اونکے بعد اونکے فرزند حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔ ان دونون بزرگوارون نے اپنے تلامذہ کی ایک جماعت کو اس علم کے قواعد و مسائل لکھوائے اور اونھون نے اون مسائل کو یکجا جمع کیا اور متاخرین نے مباحث اصول کی ترتیب پر مرتب کیا مثل کتاب اصول آل الرسول و کتاب الاصول الاصلیہ و کتاب فصول مہمہ فی اصول الائمہ اور کتاب الاصول الاصلیہ کے یہ سب ثقاۃ معتمدین کے روایات مسندہ متصلۃ الاسناد

الی اہل البیت سے مرتب کیا گیا ہے۔

اور حسن نے اس علم کے بعض مباحث کو سب سے پہلے جداگانہ تصنیف کیا وہ ہشام بن الحکم شیخ المتکلمین ہین جو حضرت امام جعفر صادقؑ کے شاگرد ہین انھون نے کتاب الالفاظ تصنیف کی اور مباحث الفاظ اس علم کے مباحث ہین اہم مبحث ہے اونکے بعد یونس بن عبد الرحمن مولی آل یقطین شاگرد حضرت امام موسی کاظمؑ ہین انھون نے کتاب اختلاف الحدیث تصنیف کی اور وہ اس علم کا مبحث تعارض دلیلین اور مبحث تعادل و ترجیح ہے۔

سیوطی نے کتاب الاوائل مین بیان کیا ہے کہ اصول فقہ مین پہلے مصنف شافعی ہین اوسکا مطلب یہ ہے کہ حضرات اہل سنت کے ائمہ اربعہ مین وہ پہلے مصنف ہین نہ یہ کہ مطلقاً پہلے مصنف ہین۔

کتاب شافعی کی نظیر قلت حجم اور تحریر مباحث مین کتاب اصول فقہ شیخ محمد بن نعمان معروف بہ ابن معلم کی ہے اور دونون کتابین طبع ہو گئی ہین۔ ان اصول فقہ مین صدر اول کی بڑی کتاب کتاب الذریعہ فی علم اصول الشریعہ سید شریف مرتضی کی تمام المباحث کتاب دو جلدون مین ہے اور اصول فقہ مین اون کی متعدد کتابین ہین جنمین سب سے بہتر اور مبسوط ذریعہ ہے اور کتاب الذریعہ سے بہتر کتاب العدہ شیخ ابو جعفر محمد بن حسن علی بن طوسی کی ہے وہ ایک جلیل القدر کتاب ہے کہ اوس سے پیشتر ویسی کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی نہایت بسط و تحقیق سے لکھی گئی ہے۔

واضح ہو کہ اصولی شیعون کی تحقیق و تدقیق اس علم کے مسائل مین مسلسل چلی آئی ہے یہانتک کہ ایک ایک مسئلہ مین مبسوط مبسوط کتابین لکھی گئی ہین اس فن کے ماہرین کاملین شیعون مین اس قدر ہوئی کہ اونکے طبقات مین سے

کسی ایک طبقہ کا ذکر بھی ممکن نہین۔

چھٹی فصل

علم فرق مین شیعون کا تقدم

جس نے سب سے پہلے اس علم مین تدوین کی اور کتاب ادیان عرب تصنیف کی وہ ہشام بن محمد کلبی ہین جنکا سن وفات بنا بر تصریح ابن ندیم ۲۰۶ھ ہجری ہے اسکے بعد کتاب الآرا و الدیانات اور کتاب الفرق حسن بن موسی نوبختی نے تصنیف کی ہے جو اپنے زمانہ کے بینظیر باکمال تھے اور وہ اس فن کے تمام مصنفین کے مقدم ہین مثل ابو منصور عبد القادر بن طاہر بغدادی کے جو ۴۲۹ھ ہجری مین فوت ہوئے اور مثل ابو باقلانی کے جنکا سن وفات ۴۰۳ھ ہے اور مثل فورک اصفہانی کے جنکا سن وفات ۴۰۶ ہے اور ابو المظفر طاہر بن محمد اسفرائنی کے جو ان سب مین متاخر ہین اور مثل شہرستانی کے جنکا سن وفات ۵۴۸ ہے۔

اور میرے نزدیک کلبی اور حسن بن موسی نوبختی کے سوا کوئی شخص اون پر مقدم معلوم نہین ہوتا۔ ابن ندیم اور نجاشی وغیرہ نے اس فن مین اون کی تصنیف کی بھی تصریح کی ہے اور جہان اونکا ترجمہ اور فہرست تصنیفات لکھی ہے لکھدیا ہے اور کتاب الفرق آج ہمارے پاس موجود ہے اور وہ فرق شیعہ کے بیان مین ہے۔

اور شیعون مین جو ان سب سے اس فن کی تصنیف مین مقدم ہوا وہ نصر بن صباح شیخ ابو عمرو کشی رجالی ہین جنھون نے کتاب فرق الشیعہ تصنیف کی اور ابو المظفر محمد بن نعیمی کی بھی ایک تصنیف کتاب فرق الشیعہ ہے اور ابو الحسن علی بن حسین مسعودی نے جنکا سنہ وفات ۳۳۳ھ ہے کتاب المقالات فی اصول الدیانات اور کتاب الا ...

فی اصول الدیانات تحریر کی اور وہ بنا بتصریح فہرست شیخ ابو جعفر طوسی شیوخ شیعہ سے ہین اور
نجاشی نے کتاب اسماء المصنفین من الشیعہ مین بھی اونکا نام درج کیا ہے اور کتاب البیان فی اسماء الائمہ
علیہم السلام اور کتاب اثبات الوصیۃ فی امامۃ الائمۃ الاثنی عشر بھی اونکے مصنفات مین شمار کی ہے
اور تاجی سبکی کو شبہہ ہوا کہ اون کا ذکر طبقات شافعیہ مین لکھدیا ہے جس طرح
شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی کو طبقات شافعیہ مین شمار کر لیا ہے اور مین نے اُن کا
مفصل ترجمہ اصل کتاب مین لکھدیا ہے۔

ساتوین فصل

علم مکارم اخلاق مین شیعون کا تقدم

واضح ہو کہ اس علم کے پہلے مصنف جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام ہین جب آپ صفین سے واپس ہوے تو ایک تحریر حضرت امام حسن
علیہ السلام یا محمد بن حنفیہ کے نام لکھی اور وہ ایک طولانی کتاب ہے جسمین حضرت
نے اس علم کے جمیع ابواب اور طرق عمل کو جمع کر دیا ہے اور عمدہ ملکات اور تمام نجات
دینے والی اور تباہ کرنے والی خصلتون کو اور اونسے رہا پانے کے طریقون کو بیان کر دیا
ہے اس تحریر کو علمائے فریقین نے نقل کیا ہے اور جو اوسکے لئے زیبا تھی ویسی
اوسکی مدح کی ہے۔ ہمارے علما مین کلینی نے کتاب الرسائل مین کئی سلسلون سے
اوسے لکھا ہے اور امام ابو محمد حسن بن عبد اللہ بن سعید عسکری نے روایت کیا ہے
اور کتاب الزواجر والمواعظ مین اوسے پورا پورا بیان کر دیا ہے اور کہا ہے کہ حکمت کی
چیزون مین سے اگر کوئی چیز سنہری حرفون سے لکھنے کی قابل ہے تو یہی ہے اور مجھسے
ایک جماعت نے اوسکی روایت کی ہے اسکے بعد کتاب مذکور کے طرق روایت کو ذکر کیا ہے

مضمون نگاران الواعظ کیلیے

چند ضروری ہدایات

(۱) براہ مہربانی مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھکر مضمون لکھیں ۔

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونے چاہئیں۔ اگر مضمون نگار کیطرف سے ممانعت نہو تو اڈیٹر خاص صورتون مین مضمون کو مختصر کرسکتا ہے مگر مطلب کو بدل نہین سکتا ۔

(۳) عبارت حتے الامکان سلیس اور عام فہم ہو ۔

(۴) تحریر کشادہ ہو گنجان نہ ہو۔ بین السطور اور حاشیہ کافی چھوڑا جائے خط صاف اور واضح ہو تاکہ مضمون صحیح چھپ سکے ۔

(۵) عبارات عربیہ پر احتیاط کے ساتھ اعراب لگایا جائے ۔

(۶) عربی۔ فارسی وغیرہ کی جو عبارتین مضمون مین آئین وہ ایک کالم مین لکھی جائین اور اُنکے بالمقابل دوسرے کالم مین اُنکا ترجمہ درج کیا جائے۔

(۷) حتے الامکان کتب منقول عنہا کا پورا حوالہ دیا جائے۔

(۸) طرق استدلال اور ترتیب مطالب مین اڈیٹر کے مضامین کو نمونہ سمجھنا چاہیے۔

(۹) مقاصد رسالہ کے خلاف کوئی مضمون درج نہین ہوسکے گا۔

(۱۰) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہین کیا جائیگا۔ اگر صاحب مضمون کو اُسکی واپسی کیضرورت ہو تو محصول ڈاک کے لیے ٹکٹ آنا چاہیے۔

(مینیجر الواعظ لکھنؤ)

رجسٹرڈ ایل ۱۰۷۷

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا علمی ماہوار رسالہ

الواعظ

سرپرست حضرت حجۃ الاسلام کہف الانام قبلہ و کعبہ مولانا نجم العلماء دام ظلہم

مدیر

جناب مستطاب صدر الواعظین مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ دام ظلہ

نائب مدیر

جناب مولانا سید محمد احمد صاحب سونی پتی

جسکو

سید حسن علی وقار منیجر نے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

سے شایع کیا

قواعد و ضوابط متعلق رسالہ الواعظ

(۱) یہ رسالہ بفضل ماہانہ ہوگا اور اسکا حجم (علاوہ سرورق) ۳۲ صفحہ تک ۲۲+۱۸ کی تقطیع پر ہوگا۔ مگر آیندہ حسب ضرورت اسکو پانزدہ روزہ یا ہفتہ وار بھی کیا جاسکتا ہے۔ اور حجم میں وسعت دیجا سکتی ہے۔

(۲) لکھائی چھپائی عمدہ ہوگی۔ کاغذ بھی حتی الامکان بہتر لگایا جائے گا اسکے ساتھ ضمیمہ یعنی ترجمۂ "الشیعہ و فنون اسلام" ہوگا جو اسی قیمت پر خریداران الواعظ کو ملتا رہے گا۔

(۳) ہر خریدار کو کم ازکم ایک سال کیلئے رسالہ خریدنا ہوگا خواہ درخواست خریداری کسی وقت بھی کیجائے

(۴) خریدار اپنا نام و پتہ صاف لکھیں تاکہ تعمیل ارشاد میں دقت نہو

(۵) نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا۔

(۶) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے۔

(۷) علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت بنام ایڈیٹر اور دیگر امور کی بابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

(۸) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ کی آخری تاریخ تک شایع ہوا کریگا۔

شرح قیمت سالانہ رسالہ الواعظ

رؤسا اور والیان ملک سے ...... جو مرحمت فرمادین

دیگر جملہ خریداروں سے .... سے ر

غربا اور طلبا سے .... عار

پتہ :- دفتر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنو

جلد ۲ | فہرست مضامین الواعظ بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۲ء | نمبر ۴

لاہوری جماعت کے امیر کا مطالبہ قادیانی گروہ کے سردار سے

مرزا غلام احمد صاحب کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین احمد صاحب قادیانی نے ۱۶۔ جون ۲۲ء ختم نبوت کے متعلق عدالت میں جو بیان دیا امیر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے صدر جماعت احمدیہ لاہور نے اعتراض کیا ہے اور مرزا بشیر الدین صاحب کے نام ایک کھلی چٹھی شائع کر کے اس امر کا مطالبہ کیا ہے کہ براہ کرم آپ اپنے بیان کے متعلق ثبوت پیش فرمائیں۔ مولوی محمد علی صاحب کی کھلی چٹھی کو معہ چند مزید سوالات کے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ (نائب مدیر "الواعظ")

سـ۱ـ قادیانی جماعت ان لوگوں پر مشتمل ہے جو مرزا غلام احمد صاحب کو نبی سمجھتی ہے اس گروہ کا خیال ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوئی اسی فرقہ کے راس رئیس مرزا غلام احمد صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین صاحب ہیں۔

سـ۲ـ لاہوری جماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ نبوت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکی (جیسا کہ قرآن واحادیث سے ثابت ہے) اب جناب ختمی مرتبت کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا البتہ مجدد کی گنجایش ہے چنانچہ لاہوری جماعت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی کی بجائے مجدد سمجھتی ہے اور اس جماعت کے سردار و پیشوا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں۔

کھلی چٹھی بنام مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیان ضلع گورداسپور

مکرم معظم جناب میاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بمقدمہ فتح محمد بنام نواب بی بی۔ بعدالت الا رام کنور صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی۔ سب جج گورداسپور تاریخ ۱۶۔ جون سنہ ۱۹۲۲ء کو آپ نے حلفی شہادت حسب ذیل ادا کی ہے:۔

"قرآن شریف میں محمد صاحب کیلئے کسی جگہ آخری نبی نہیں لکھا ہے۔ محمد صاحب کو خاتم النبیین ضرور لکھا ہے لیکن ان الفاظ کی تعبیر علیحدہ علیحدہ کیجاتی رہی ہے۔ لغت میں ان الفاظ کے معنی آخری نبی کسی جگہ نہیں لکھے بعض غیر احمدی علما اس کے یہ معنی ضرور نکالتے ہوں گے ایک دو علما کی رائے میں نے دیکھی بھی ہے"

چونکہ آپ جماعت احمدیہ کے ایک حصہ کے پیشوا ہیں۔ اور آپ کا اور ہمارا اختلاف اسی بات پر ہے یعنی ہم خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتے ہیں۔ اور آپ خاتم النبیین کے معنی کرتے ہیں وہ جس کی مہر سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ اور آپ کا استدلال اس سے یہ ہے کہ پہلے خدا براہ راست نبی بنایا کرتا تھا اب محمد رسول اللہ صلعم کی مہر سے نبی بنا کریں گے۔ اور ہماری طرف سے کئی بار آپ سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ کسی حدیث میں یا کسی لغت میں یا کسی تفسیر میں آپ لفظ خاتم النبیین کے معنی وہ دکھا دیں جو آپ کرتے ہیں جس کا جواب آپ نے کبھی نہیں دیا۔ مگر اب عدالت میں جا کر حلفی شہادت یوں ادا کی ہے کہ لغت کی کسی کتاب میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں ہیں، بلکہ اس کے مختلف معنی کئے جاتے رہے ہیں چونکہ آپ اس مسئلہ پر ایک کتاب بھی بنام حقیقۃ النبوۃ لکھ چکے ہیں، اور اس میں بھی لفظ خاتم النبیین کے وہ معنی جو آپ کرتے ہیں کسی لغت کی کتاب سے یا کسی حدیث سے یا کسی مفسر کے قول سے ثابت نہیں کئے۔ اب میں ذیل میں لغت کی چند سب سے بڑی کتابوں سے خاتم النبیین کے معنی نقل کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آپ کا بیان جو حلف کے ماتحت دیا گیا خلاف واقعات ہے۔ آپ ایسے اہم سوال پر ناواقفی کا عذر پیش نہیں کر سکتے اسلئے کہ یہ مسئلہ مدت سے زیر بحث ہے۔

(۱) لسان العرب — ختام وخاتمھم وخاتمھم اٰخرھم یعنی کسی قوم کا ختام یا خاتم یا خاتم ان کا آخری ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہے۔ والخاتِمُ والخاتَمُ من اسماء النبی صلعم وفی التنزیل العزیز ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ای اٰخرھم قال وقد قرئ وخاتم یعنی خاتِم اور خاتَم ہمارے نبی صلعم کے اسماء میں سے ہیں۔ اور قرآن کریم میں خاتِم النبیین ہے جس کے

معنی ہیں۔ آخری نبی اور اس کی دوسری قرأت خاتم ہے۔ اور اس کے آگے آپ کا اسم عاقب دے کر ان سب کے معنی آخر الانبیا لکھے ہیں۔ یعنی آخری نبی۔

(۲) قاموس | والخاتم ما یوضع ومن کل شئ عاقبتہ واخرتہ کخاتمتہ واخر القوم کالخاتم یعنی خاتم ہر چیز کا اس کا انجام اور اس کا آخر بھی ہے۔ جیسے اس کا خاتمہ اور خاتم کی طرح آخر القوم یعنی سب سے پیچھے آنے والے کو بھی کہتے ہیں۔

(۳) تاج العروس | والخاتم (آخر القوم کالخاتم) ومنہ قولہ تعالیٰ وخاتم النبیین ای آخرھم اور خاتم خاتِم کی طرح آخر القوم کو کہتے ہیں یعنی سب سے پیچھے آنے والے کو۔ اور اسی ... اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ خاتم النبیین جس کے معنی ہیں۔ آخری نبی۔

(۴) مجمع البحار | والخاتم والخاتم من اسمائہ صلعم بالفتح اسم ای آخرہم وبالکسر اسم فاعل یعنی خاتَم اور خاتِم دونوں آں حضرت صلعم کے اسماء ہیں جن کے معنی ان کا آخری ہیں۔

(۵) منتہی الارب | خاتم کے معنی ہیں ..... آخر چیزے وپایان آن وآخر قوم۔ خاتم بالفتح مثلہ وحمد خاتم الانبیا صلعم یعنی خاتم اور خاتم کے ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی ہر چیز کا آخر اور اس کا انجام اور لوگوں میں جو سب سے پیچھے آئے اور محمد صلعم خاتم الانبیا ہیں اب یہ پانچ لغت کی کتابیں ہیں۔ جن میں سے لسان العرب تاج العروس۔ اور قاموس سے بڑھکر لغت عربی پر اور کوئی سند نہیں۔ اور ان سب میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی لکھے ہیں۔ حالانکہ آپ حلفی بیان دیتے ہیں کہ لغت میں ان الفاظ (خاتم النبیین) کے معنی آخری نبی کسی جگہ نہیں لکھے۔ اور یہی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کتابوں میں سوائے آخری نبی کے اور کوئی معنی خاتم النبیین کے نہیں لکھے۔

دوم۔ یہ جو آپ نے فرمایا کہ الفاظ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی تو کسی کتاب میں نہیں کئے گئے لیکن کچھ اور مختلف معنی کئے گئے ہیں۔ کیا آپ مہربانی کر کے یہ روشنی ڈالیں گے کہ کس کس لغت کی کتاب میں خاتم النبیین کے وہ مختلف معنی کیا ہیں۔ مہربانی کر کے پورے پورے حوالجات دیں۔ کیونکہ مجھے کسی لغت کی کتاب میں خاتم النبیین کے معنی سوائے آخری نبی کے کچھ نہیں ملے۔

سوم۔ یہ جو آپ نے فرمایا کہ بعض غیر احمدی علماء اس کے یہ معنی ضرور کرتے ہونگے تو غیر احمدی سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا وہ علماء مراد ہیں۔ جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے بعد آپ کی

بیعت نہیں کی یا تیرہ سو سال کے کل علماء آپکے نزدیک غیر احمدی ہیں۔ اگر صورت ثانی نہیں تو کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تیرہ سو سال تک علماء نے امت آخری نبی معنی کرتے رہے ہیں یا نہیں۔ اور کیا یہ اجماع امت تیرہ سو سال تک غلطی پر رہا۔ سوال صرف خاتم النبیین کے معنی پر ہے۔ اور مجھے صرف وہ حوالجات مطلوب ہیں۔ جہاں لغت ہیں۔ اور وہ آپ پیش ذکر سکیں تو حدیث ہیں۔ اور وہ بھی پیش نہ کر سکیں تو مفسرین یا شارحین حدیث کے اقوال میں کہیں خاتم النبیین کے معنی سوائے آخری نبی کے کچھ اور بھی لکھے ہوں۔

خاکسار محمد علی پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور ۱۳ اکتوبر ۲۲ء

"الواعظ"

اگرچہ قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتوں سے بحمد اللہ ہمارا کوئی تعلق نہیں لیکن مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے اس مطالبہ سے ہم متفق ضرور ہیں (اس سے ہم اسوقت بحث کرنا نہیں چاہتے کہ خود موصوف مرزا غلام احمد صاحب کو اس سے پہلے کیا سمجھتے تھے) بہرحال ہم اسکے منتظر ہیں کہ قادیانی گروہ کے سردار لاہوری پارٹی کے اس مطالبہ کا کیا جواب دیتے ہیں مولوی صاحب موصوف نے عربی لغات سے اس امر کا ثبوت دیا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی نبوت کے ختم کرنیوالے ہی کے ہیں اگرچہ مرزا بشیر الدین صاحب عدالت کے حلفی بیان کی اسمیں کافی روانی (موجود ہی) لیکن ہم اسکے ساتھ ہی یہ بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ خود مرزا غلام احمد صاحب بھی ختم نبوت کے قائل ہیں جیسا کہ ان کی بعض تصانیف سے ظاہر ہے۔

مرزا بشیر الدین صاحب شاید یہ فرمائیں کہ مرزا صاحب ختم نبوت کے بھی قائل ہیں اور خود دعوائے نبوت بھی کرتے ہیں یہ کیا معمہ ہے لہذا اسکے جواب میں محض اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ ایسی مخالف اور متضاد چیزیں مرزا صاحب کے ہاں بہت کچھ پائی جاتی ہیں اور منجملہ اور دلائل کے یہ بھی ایک دلیل ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نبی نہ تھے۔

بہرکیف اسی مطالبہ کے ذیل میں ہم بھی قادیانی جماعت کے رئیس سے چند سوالات کرنا چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ مرزا بشیر الدین صاحب توجہ فرما کر ہمکو شکر گزاری کا موقعہ مرحمت فرمائیں۔ سوالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

۱- کیا مرزا غلام احمد صاحب نے ازالۃ الاوہام میں خاتم النبیین کے معنی ختم کرنیوالا انبیاء کا تحریر نہیں فرمائے؟ اور اگر ایسا ہے تو پھر آپ کا عدالت کا بیان صحیح ہے یا مرزا صاحب کا ارشاد

۲- کیا خود مرزا صاحب نے حمامۃ البشری میں یہ نہیں لکھا کہ "جو لوگ مجھ پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ میں جناب رسالتماب صلعم کو آخری نبی نہیں سمجھتا وہ جھوٹے اور افترا پرداز ہیں۔ کیا مرزا صاحب کے اس قول پر نظر کرتے ہوئے آپ کا عدالتی بیان کسیطرح صحیح اور درست ہو سکتا ہے؟

۳- کیا آپ کے گروہ کے بانی مبانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی کتاب (حمامۃ البشری) میں آیہ "خاتم النبیین" سے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر استدلال نہیں فرمایا اور کیا یہ الفاظ لکھکر کہ "خدا نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیا رکھا اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا" اس امر کو ظاہر نہیں کر دیا کہ جناب رسالتماب صلعم کے بعد "ظلی" "بروزی" کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ (آپ اسکے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں)

۴- کیا مرزا صاحب نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی آیۂ مبارکہ (ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) کی تفسیر حدیث "لا نبی بعدی" سے فرمائی۔ ذرا غور تو فرمائیے کہ کہیں آپ کے قول اور مرزا صاحب کے ارشاد میں مخالفت تو نہیں پائی جاتی؟

۵- چونکہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے مندرجہ بالا مطالبہ سے ہمکو بھی اتفاق ہے لہذا یہ ہمکو دریافت کرنیکا بھی حق حاصل ہے کہ موصوف نے جو کچھ ختم نبوت کے استدلال میں لغات عرب سے اسناد پیش کی ہیں وہ آپکے نزدیک غلط ہیں یا صحیح۔

(۱) اگر غلط ہیں تو کس دلیل سے (مہربانی فرماکر کوئی برہان پیش کیجئے)

(۲) اور اگر درست اور صحیح ہیں تو پھر آپنے عدالت میں یہ حلفی بیان کیوں دیا "کہ لغت میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے کہیں نہیں لکھے"۔

ہم امید کرتے ہیں کہ مرزا بشیر الدین صاحب ہمارے ان مندرجہ بالا سوالات اور مولوی محمد علی صاحب کی کھلی چٹھی کا جواب جلد شایع فرمائینگے اور اگر خود مرزا صاحب موصوف نے ان امور کا جواب مرحمت نہ فرمایا تو ہمارا یہ خیال بیجا نہ ہوگا کہ مرزا صاحب موصوف پہلو تہی فرماتے ہیں بلکہ لاجواب ہو گئے ہیں۔

(محمد احمد)

لہ "ظلی اور بروزی" کی اصطلاح مرزا غلام احمد صاحب نے خاص اپنے لئے وضع فرمائی تھی دوسری جگہ اسکا پتہ ملنا مشکل ہے۔

حجۃ اللہ

فرمان الٰہی کی تعمیل کرو دعوت ایزدی پر لبیک کہو اوسکی مبارک آواز فاٰمنوا باللہ و رسوله والنور الذی انزلنا کو جو تیرہ سو برس سے فضائے عالم مین گونج رہی ہے بگوش دل سنو اور یجعلون اصابعهم فی اذانهم کے مصداق نہ بنو یہ نور کیا ہے یہ ایمان لانیکا حکم دیا ہے وہی ہے جو غروب آفتاب رسالت کے بعد مشرق امامت و مطلع ولایت پر ظاہر ہوا اور کبھی قمر کبھی فرقدین کبھی نجم زاہر کی صورت مین آسمان ہدایت کی زینت بنتا رہا لیکن اہل نفاق کی گرفتار قوم نے جن کی باطل آشنا زبان و گوش کلمہ حق کہنے اور سننے کو برابر سمجھتے تھے اس نور حق سے مستفیض ہونا بھی گوارہ نہ کیا اور صم بکم عمی فهم لا یعقلون کے صحیح مصداق بنگئے تم کہو گے کہ نور سے تو کلام الٰہی بھی مراد ہو سکتا ہے آیۂ مبارکہ کا سیاق خود اسکا فیصلہ کر دیگا کہ مقصود کون ہے بے شبہہ قرآن مجید بھی نور ہے مگر وہ ایک حجاب مین پوشیدہ و نہان ہے اور کسی مفسر مبین کا محتاج ہے یہان تو مراد نور کوئی ایسی ذات معلوم ہوتی ہے جو مثل رسول صلعم بے حجاب ہو یہی مقدس ذات امام خلق و خلیفۃ الرسول ہے غور کرو جسطرح تمکو دفع ظلمت کے لئے ہمیشہ نور کے احتیاج ہے اسیطرح تاریکی کفر و ضلال کے دور کرنے کیلئے تمکو ہمیشہ ایک حجت خدا کی ضرورت ہے اور اس مقدس ذات سے عالم ایک لمحہ بھی مستغنی نہین نور کی تشبیہ نے صرف یہی نہین بتایا کہ ہمیشہ دنیا مین کسی حجت خدا اور امام کا وجود ضروری ہے بلکہ یہ بھی ظاہر کر دیا جسطرح نور دوسرون کا راہنما ہے مگر خود اوسکے لیے کسی راہنما کی ضرورت نہین اسیطرح امام ہادی جمیع خلق ہوتا ہے مگر اوسکو کسی ہادی کی احتیاج نہین ہوتی عالم اوسکا محتاج ہے وہ عالم سے مستغنی ہے جسطرح نور ہمیشہ راہنمائی کرتا ہے اور کبھی اوس سے ضلال متصور نہین ہو سکتا یونہی امام بھی وہ مقدس ذات ہے جسکا شعار صرف ہدایت خلق ہے خلاف حکم خدا اور رسول صلعم کوئی کلمہ اسکی زبان پر نہین جاری ہوتا رضائے الٰہی اوسکی مرضی ہے اوسکے افعال افعال رسول ہین وہ مظہر ذات احمدی اور مثیل رسول صلعم ہے وہ زیور علم سے سجا ہوا لباس ہدایت سے آراستہ اخلاق حسنہ کا مصدر صفات کاملہ کا مخزن عصمت پوش پاک و مطہر ہے ان امور کے ساتھ ہی یہ بھی بتلایا کہ امام منصوص من اللہ ہونا چاہیے کیونکہ جسطرح انسانون کے روشن کیے ہوئے چراغ ہلکی سی جنبش کا بھی مقابلہ نہین کر سکتے اور خاموش ہو جاتے ہین یونہی خود ساختہ امام

ہوائے کفر کے صدمات کو نہیں روک سکتا لیکن اوہ قدرت کے روشن کردہ چراغ یعنی شمس و قمر پر معمولی ہوائیں تو در کنار تیز و تند آندھیاں بھی اثر نہیں کرتیں اسیطرح وہ امام جو خدا کا مقرر کردہ ہو کفر کی ہواؤں سے متاثر نہیں ہو سکتا اگرچہ غبار ظلم اوسکو ہماری نگاہوں سے پنہان کر دے لیکن وہ خاموش نہیں ہو سکتا جیسے کہ آندھی کا غبار ستاروں کو ہم سے پوشیدہ کر دیتا ہی مگر وہ روشن رہتے ہیں اس نور پر ایمان لانا مثل ایمان باللہ اور ایمان بالرسول صلعم واجب ہی گو یا جناب باری عز اسمہ نے توحید رسالت امامت تین زینے مقرر فرمائے ہیں جبتک ان تینوں زینوں کو طے نہ کر لیا جائے نہ تقرب خدا حاصل ہو سکتا ہے نہ فائز بالجنہ ہو سکتے ہیں آیہ مبارکہ صاف کہہ رہی ہے کہ اقرار بالنور (امام) جزو ایمان ہے جس طرح کوئی شخص صرف توحید یا صرف رسالت کا انکار کرنے سے کافر ہو جائیگا اگرچہ باقی دونوں جزو پر اعتقاد رکھتا ہو یوں ہی منکر امامت کا ایمان کالعدم ہے اگرچہ وہ توحید و رسالت کا مقر ہو خداوند عالم نے تو منکرین نور امام سے اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور کہکر بالکل تبری کر لیا اور صاف فرما دیا کہ اللہ صرف اوسی گروہ کا ولی ہے جو نور کو اختیار کرنے کی توفیق پا چکے ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ نے بھی من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیہ فرما کر تمغہ کفر دیدیا منکرین امامت اسطرح سندی کافر ہو کر ابدالاباد کیلئے جہنمی بنگئے اور امامت کو چھوڑ کر رسالت و توحید کو بھی کھو بیٹھے ممکن تھا بلکہ یقین تھا کہ تم ضرورت امامت کو تسلیم کر لیتے لیکن جب یہ سوال ہوتا کہ سرور کائنات صلعم کے بعد حجج خدا کون ہوئے اور اوسکا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ وہی مقدس گروہ جسکا ذکر خدا نے صادق القول اور واجب الاتباع رسول نے حدیث جابر میں کر دیا صرف وہی نہیں بلکہ اس سلسلۃ الذہب اور حبل اللہ تعہ کو جس پر آئندہ بقائے نظام عالم منحصر ہونیوالا تھا بار بار عام مجمعوں میں صاف صاف بتا دیا وہ کون اہلبیت رسول بس یہ مبارک لفظ زبان پر آیا اور تمام مقدمات درہم برہم دلیلیں یکارگی بے سود ہو گئیں اب نہ ضرورت امامت کا اقرار ہوگا نہ وجود حجت خدا کا اعتراف۔ بدنصیب انسان نما جعلی ہستیوں کیلئے یہ متبرک لفظ بوئے گلاب کی خاصیت رکھتا ہے من عندہ[۱] علم الکتاب سے عبداللہ بن سلام یہودی مراد لیا جائے تمام یہودی و نصرانی سلاطین جابر اولوالامر[۲] تسلیم کئے جائیں

---

[۱] پوری آیت یہ ہے قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتاب

[۲] تمام آیت یہ ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ترجمہ جسکا یہ کرتے ہیں بلکہ کرتے ہیں

اونکی اطاعت مثل خدا و رسول واجب مانی جائے یہ سب کچھ ہو مگر اہلبیت نبی کو حاکم خلق ہرگز نہ کہین گے یہ تو فرمان خدا و فرمودہ رسول ہے جس قوم نے اپنی منعم معبود اور محسن رسول کے احکام کی مخالفت کو اپنا شعار بنا لیا ہو اونکی عصبیت کیونکر اسی گوارہ کر سکتی ہی خلافت کو اپنی مرکز سے ہٹانے کی انتہائی کوششین کی گئین حکومت الہی کو سلطنت دینوی کا لباس پہنایا نا فہم کوتاہ اندیش اتنا نہ سمجھے کہ جب سابقین ہی اپنی تراشی ہوئی تصویرون کی عبادت کرکے معبود حقیقی کا کچھ نہ بنا سکے تو اب لاحقین خود ساختہ انسان نما ہستیون کو امام متبع سمجھکر خلیفہ اللہ حقیقی کا کیا بنا لینگے اسلاف نے خدائی کو تباہ کیا اخلاف نے رسالت و امامت کی خبر لی اور اسطرح ساء کانوا یعملون کے صحیح معداق بن گئے جب ہر طرف سے مجبور کیے گئے تو غیبت مین شک کرنا شروع کیا اور وجود امام غائب کو غیر مفید کہنے لگے یہ سب اعذار باردہ ہین کیونکہ اطمینان ہو کہ اگر وہ حجت حق غائب نہ ہوتا تو تم اوس پر ایمان لاکر مومن بن ہی جاتے وہی نبی آخر الزمان جس کی ظہور کی خوشخبری بجھا دہاتہ مبارکہ یجدونہ مکتوبا فی التوریۃ والانجیل کتب سابقہ کی ذریعہ سے دیجا چکی تھی جب مبعوث ہوا تو اوس پر طرح طرح کے شک کیے گئے باوجودیکہ اوسکے ظہور کو تسلیم کرتے تھے لیکن بعد ظہور اوسکو معاذ اللہ مفتری و کاذب کیا گیا امیر المومنین سلام اللہ علیہ کو جب خلافت ظاہری ملی تو وہی لوگ جو سابق البیعہ تھے رئیس ناکثین بنے اور اپنی مبشر بالجنہ ہونیکا پورا ثبوت دیا ام المومنین قرن فی بیوتکن کو بھولین اور اوس حجت خدا کے مقابلہ کیلئے بھوتک چڑھ دوڑین عاد من عاداہ واخذل من خذلہ کے جتھے کو خوب قوت دی اگر نبی رحمۃ للعالمین نہ ہوتا تو یہ امت اسیوقت تباہ ہو جاتی جبکہ سید الشہداء المظلوم کربلا کے قتل پر اکتفا نہ کرکے امام آخر الزمان کے قتل پر آمادہ ہو رہی تھی اوسکی رحمت ہی کہ وہ حجت خدا غائب ہو گیا اور دنیا اوسکے قتل کے گناہ سے محفوظ رہگئی ایک مہربان بادشاہ کا فرض یہ ہے کہ مسافرون کی آسانی کیلئے اپنی نائب کو شمع دیکر سر راہ معین کردے نائب کا فرض یہ ہے کہ حکم سلطان کی تعمیل کرے اور شمع کو سر منزل روشن کرے اب اگر زنجیر جہل کے گرفتار مسافر اوس شمع کو پھونک مارکر بجھانے کی کوشش کرین اپنی ہدایت

سلہ ازواج نبی سے خطاب ہے اور انکو حکم الٰہی ہے کہ اپنی گھرون میں رہو۔ سلہ تتمہ حدیث غدیر ہے۔ اسکی (علی کے) دشمن کیلئے خدا تو بھی دشمن رکھ اور اسکا ساتھ چھوڑنے والون کو تو بھی چھوڑ دے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ خداوند عالم امیر المومنین سے جنگ کرنیوالون کا دشمن ہے اور کبھی اون کے ساتھ نہین۔

کیلئے خود شمع روشن کرین ہوا چلے اون کی شمع خاموش ہوجاے اور تاریکی مین ٹھوکرین کھاکر یہ بدنصیب ہولناک غارون مین گرجائین تو انھین کی خطا ہے اب بھی نہ چونکے انھین غارون کو اپنا مقصود سمجھ لیا گمراہ ہوکر اپنے کو ہدایت یافتہ سمجھا ٹیڑھی راہ کو صراط مستقیم تصور کرلیا کہنے لگے کہ بادشاہ کی طرف سے سرراہ کوئی رہنمائی کا سامان نہین مانا کہ وہ مستورع شمع ہدایت ہادی طریقت اپنے مقام سے ہٹ گیا لیکن خوش نصیب اب بھی گویا اوسکے انوار جمال سے مشرف ہین اور ہدایت پاتے ہین البتہ وہ بدقسمت قوم محروم ہے جس کی آنکھون کا نور زائل ہوچکا۔ امام کو کبھی صرف مسجد کا واعظ تصور کیا کبھی ایک دنیاوی بادشاہ سمجھا اگر حقیقت امام کو سمجھ لیتے اور معلوم ہوجاتا کہ اوسکے وجود کا فائدہ بقائے نظام عالم بھی ہے تو کبھی ایسے واہی شکوک اور باطل اوہام مین گرفتار نہ ہوتے امام خواہ غائب ہو یا ظاہر یہ فائدہ بہرطور اوس سے متصور ہے اب رہا دوسرا فائدہ یعنی ہدایت خلق جو بادی النظر مین امام غائب سے نہین ہوتا لیکن اگر غور کرو تو ہدایت کا تعلق غیبت و ظہور سے کچھ نہین بلکہ رفع موانع سے ہے جب موانع موجود ہون تو بحالت ظہور بھی مجبور ہوجاتا ہے اور گم کردہ راہ قوم اپنے کو اوسکے فیوض سے محروم کرلیتی ہے موانع نہون تو بحالت غیبت بھی ہدایت کرسکتا ہے بلکہ یقین کرو کہ ایسا ہی ہے اور وہ حجت خدا باوجود غیبت بھی اپنی فیوض سے لوگون کو محروم نہین رکھتا غیبت کا یہ مطلب کب ہے کہ امام غائب کسیکو ہدایت نہ کرتا ہو بیشک ہم اوسکے مبارک چہرہ کی زیارت سے محروم ہین لیکن وہ نامعلوم ہوکر بھی ہمکو ہدایت کرتا ہے اور ہم کو خبر نہین ہوتی کہ کب اوسکے قدوم سے مشرف ہوے یہ تو کورچشمون کیلئے ایک بہانہ ہے جب خدا کی حجتین ظاہر تھین اوسوقت کب تمام دنیا نے اونکی آواز پر لبیک کہی اور احکام کی تعمیل کی جو آج ہم غیبت کو باعث ضرر تصور کرین کیا جناب نوح علیہ السلام غائب تھے کیا انھون نے صدہا برس قوم گمراہ کو ہدایت نہ فرمائی تھی اگر کبھی قرآن پڑھا ہو تو دیکھنا کہ جناب باری عز اسمہ نے ما امن معہ الا قلیل[1] فرماکر اونکو جو کچھ کامیابی ہوئی ظاہر کردیا کیا نمرود اور اوسکی قوم نے خلیل اللہ کی ہدایت قبول کی کیا فرعون نے جناب موسیٰ کے ارشاد سے دعوی الوہیت کو چھوڑ دیا کیا اوسکی قوم دنیا مین غرق دریاے نیل ہونے سے محفوظ ہوگی اور آخرت مین ادخلوا ال فرعون اشد العذاب[2] کی مخاطب نہ بنی سے بچگئے کیا ابوجہل و ابولہب شرف انبیا

---

[1] اونکے ساتھ بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے۔ [2] آل فرعون کو سخت عذاب مین داخل کرو۔

پر ایمان لائے کیا یہود نے جناب عیسیٰ کو نبی برحق تسلیم کر لیا کیا جناب شعیب جناب لوط جناب ہود اور جناب صالح علیہم السلام کی توہین اون پر ایمان لائین کاش تم کلام الٰہی کے معانے کو سمجھتے اور یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم کے مصداق نہ بنتے تو ایسے بہت مثالین ملتین اور معلوم ہو جاتا کہ نہ ماننے والے حجت ظاہر کی ارشاد و ہدایت قبول کرنا تو درکنار اونکو خلیفۃ اللہ بھی نہ مانتے تھے دور کیون جاؤ خیر القرون کے مسلمانون کو ہی دیکھ لو یہ حرمت خمر کے نزول کے بعد بھی شراب نوشی ہوتی تھی از مقتولین بدر پر گریہ ہوتا ہے نشہ کی ترنگ مین غریب عبد الرحمن بن عوف کا سر استخوان شتر سے شگافتہ کیا جاتا ہے اور اس خدمت کے عوض مین سرور کائنات صلعم سے پاپوش کاری کا انعام پاتے ہین ازین قبل صدہا واقعات ہین جو مظہر ہین کہ رحمۃ للعالمین کی موجودگی مین باوجود اونکو حجت خدا تسلیم کر لینے کے بھی اونکی ارشاد پر عمل نہ ہوتا تھا اور یہ منافق گروہ اون منکرین کا بھی اوستاد ثابت ہوتا تھا صحیح العقل جس طرح ظہور مین مستفیض ہو سکتا ہے یون ہی غیبت مین فائدہ حاصل کر سکتا ہے لیکن حرمان نصیب کو غیبت کا تو صرف بہانہ ہے وہ بحالت ظہور بھی کوئی فائدہ نہین اوٹھا سکتا آفتاب خواہ ظاہر ہو خواہ دامن ابر مین پوشیدہ ہو آنکھون والے کیلئے بہرحال روز روشن ہے مگر نابینا کیلئے دونون حالتون مین تاریکی ہے ظہور آفتاب سے ہی وہ کب مستفیض ہو رہا تھا جو اب زیر ابر آنے سے شکایت پیدا ہو گئی کاش وہ اپنی آنکھون کا علاج کر لیتا تو پھر اوسی ابر کی آنے کی بیجا شکایت کی نوبت نہ آتی وہ اب بھی اوسیطرح فیض پاتا جسطرح حالت ظہور مین پا سکتا تھا ظالم و ستم شعار قوم نے جن کے اولین ایک ایک دن مین ستر ستر انبیاء کی خونریزی معمولی کام سمجھتے تھے اور شعائر اللہ کی توہین اون کا شعار تھا اس نور خدا کے بھی بجھانے کی کوشش کی اور یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم کو صحیح کر دکھایا جب وہ برگزیدہ باری تعالےٰ نہان ہو گیا تو اوسکے وجود کو کبھی بے ضرورت سمجھا کبھی غیر مفید کہا کبھی سرے سے انکار ہی کر بیٹھے۔

(خورشید حسین ممتاز الافاضل)

مـ۱ وہ باتین کرتے ہین جو اونکے دل مین نہین یعنی منافق ہین۔

مـ۲ چاہتے ہین کہ نور خدا کو پھونک مار کر بجھا دین۔

آیاتِ متشابہات

(گذشتہ سے پیوستہ)

دوسری آیت { وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ۔

ترجمہ۔ ہم نے بہت سے جن وانس کو جہنم ہی کیلئے خلق کیا ہے (اور یہ وہ لوگ ہین) جن کے دل تو ہین مگر اون سے سمجھتے نہین اور آنکھین ہین مگر دیکھتے نہین اور کان ہین لیکن اون سے سنتے نہین یہ لوگ گویا جانور ہین بلکہ اون سے بھی زیادہ گمراہ (کیونکہ) یہ لوگ (امور حق سے) غافل ہین)۔

آیۂ مذکورہ سے اہل جبر کا استدلال اور اوسکی غلطی } منجملہ اون آیات کے جن سے اہل جبر نے اپنے مذہب پر استدلال کیا ہے ایک یہ آیت بھی ہے حاصل استدلال یہ ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بندون کے تمام افعال کا خالق پروردگار عالم ہے ہدایت وضلالت کفر وایمان سب اوسی کے ارادہ کے تابع ہین بندون کو کوئی اختیار حاصل نہین ہے بالکل مجبوری کے عالم مین ہین اسلئے کہ آیت کا ظاہر مفہوم یہی ہے کہ پروردگار عالم نے بہت سے جن وانس کو محض جہنم کیلئے خلق کیا ہے اون کے خلق کئے جانے کی غرض بھی یہی ہے کہ وہ فسق وکفر کے عامل ہون اور داخل جہنم کئے جائین پس وہ من حیث الفطرۃ فسق وکفر اور دیگر افعال قبیحہ کے مرتکب ہونے پر مجبور ہین اور کسی طرح اون کا مستحق آتش جہنم بن جانا ضروری ہے ورنہ جو خبر اس آیت مین بیان کی گئی ہے کاذب ہوگی اور اخبار پروردگار عالم کا کاذب ہونا محال ہے۔

تعجب ہے کہ ان لوگون نے ایک امر محال یعنی کذب خبر پروردگار عالم پر نظر کی لیکن یہ نہ دیکھا کہ اگر آیت مبارکہ کا واقعی مفہوم وہی ہے جس کو وہ ظاہر آیت سے سمجھ سکے ہین تو اوس سے متعدد محالات لازم آئینگے اولاً خالق عالم کو مرتکب ظلم تسلیم کرنا پڑیگا کیونکہ کسی مخلوق کو محض آتش جہنم کا ایندھن بنانے کیلئے پیدا کرنا اور اوس مقصد کے حصول کیلئے دنیا مین فسق وفجور کفر وعصیان پر مجبور کرنا ایسا ظلم عظیم ہے جس سے بالاتر متصور نہین ثانیاً اس صورت مین انبیا کو بھیجنا صحف وکتب کا نازل کرنا بالکل بیکار ہوگا اور جملہ امر ونہی وعدہ وعید بیچ ونہ عبث وبیفائدہ کیونکہ جن

بندون کی خلقت جنت کیلئے ہوئی ہے وہ بہر صورت نیک کردار صالح الاعمال ہونگے اور داخل جنت کئے جائینگے اور جن کو محض ضیافت جہنم کیلئے پیدا کیا ہے وہ بہر طور کفر و معصیت مین مبتلا رہینگے اون کو ایمان کی دعوت دینا کفر و فسق سے منع کرنا فعل عبث ہوگا تبشیر و تحذیر ترغیب و ترہیب کی تمام ہنگامہ آرائیان بے فائدہ ہونگی اور اس شعر کی حقیقی مصداق۔ ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ — بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

ثالثًا بہت سی آیتون مین پروردگار عالم نے خبر دیکہ ہے کہ اوس نے تمام بندون کو طاعت و عبادت کیلئے خلق فرمایا ہے اور سب کو ضلالت سے ہدایت کی طرف اور ظلمت سے نور کیجانب لانا چاہتا ہے اور اپنی طرف دعوت دینے سے مقصود سب کے گناہون کی مغفرت ہے اون مین سے چند آیتین یہ ہین۔

۱- هُوَ الَّذِی یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ — وہ وہی (خدا) ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتین نازل کرتا ہے اسلئے کہ تم کو (کفر کی) تاریکیون سے نکالکر (ایمان کے) نور مین لیجائے۔

۲- یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ — (خدا) تم کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے تاکہ تمہارے گناہون کو بخشدے

۳- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ — مین نے جن و انس کو محض اس لئے خلق کیا کہ میری عبادت کرین۔

پس اگر مفہوم حقیقی آیہ سابقہ کا وہی ہے جو اہل جبر نے سمجھا ہے تو اوس سے آیات کثیرہ کی تکذیب لازم آئے گی اور اون کو کلام الٰہی مین صریح تناقض تسلیم کرنا پڑے گا جس کا محال ہونا اظہر ہے۔

رابعًا خود آیہ مبارکہ کے یہ فقرے "لهم قلوب لا یفقهون بها الخ" بالکل بے محل ہو نگے کیونکہ ان سے مقصود مذمت و ملامت کفار ہے اور ظاہر ہے کہ ایمان لانے پر اون کو قدرت و اختیار حاصل نہین کیونکہ اونکی خلقت ہی جہنم کیلئے ہوئے اور غایت خلقت کا پورا ہونا لازم ہے پس اس صورت مین وہ ترک ایمان پر کسی مذمت و ملامت کے مستحق نہین ہوسکتے اگر ایسا کیا جائیگا تو یقینًا فعل قبیح ہوگا۔

بالجملہ اس آیت کو ظاہری مفہوم پر حمل کرنے سے ایسے مفاسد لازم آتے ہین جن کو خالق عالم کی طرف منسوب کرنا اوسکی ذات کو صفت عدل و حکمت سے بالکل خالی بتانا ہے لہذا ایسی تاویل اور ایسے معنی کی تلاش ضروری ہے جس سے مذکورہ بالا مفاسد نہ لازم آئے ہون اور عقل سلیم اوسکو قبول کرلے۔

آیۂ مذکورہ کی صحیح تاویل اگر فی الجملہ غور وفکر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آیۂ مبارکہ عرف عام کے بالکل مطابق ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی کام کے مآل و انجام کو اوس کی غرض وغایت ٹھیرایا جاتا ہے حالانکہ فی الواقع اوس کام کی غرض وغایت کچھ اور ہوتی ہے لیکن از بسکہ وہ پوری نہین ہوتی بلکہ بجاے اوس کے انجام کار دوسرا امر ہوتا ہے اس لیئے اصل مقصود جس کیلئے کام کی ابتدا کی گئی تھی ذکر نہین کرتے اوسی امر کو غرض وغایت قرار دیکر بیان کرتے ہین جس پہ کام کی انتہا ہوتی ہے اس کی مثال قرآن مجید کی کثیر التعداد آیات مین مل سکتی ہے منجملہ اون کے ایک یہ آیت بھی ہے۔

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۔ اوس صندوق کو (جس مین حضرت موسیٰؑ کو اون کی ماں نے بند کر کے دریا مین بہا دیا تھا) فرعون کے لوگون نے اٹھایا تھا کہ وہ ایکدن اون کیلئے دشمن اور رنج کا باعث ہو۔

ظاہر ہے کہ آل فرعون نے جناب موسیٰؑ کی پرورش کی اس غرض سے نہین کی تھی کہ آپ اونکے دشمن ہون اور باعث حزن وغم بنین اور نہ ابتدا سے تربیت مین اونکو اسکی خبر تھی کہ یہ بچہ آگے چلکر اون کا جانی دشمن اون کی تباہی و بربادی کا سبب ہوگا بلکہ اون لوگون نے آپ کی پرورش بجائے اولاد کے اونھین امیدون اور تمناؤن پر کی تھی جو عموماً اولاد کے ساتھ وابستہ ہوتی ہین یا اون بچون سے جن کی پرورش مثل اولاد کے کیجاتی ہے لیکن از بسکہ انجام پرورش و مآل تربیت یہی ظاہر ہوا کہ جناب موسیٰؑ آل فرعون کے دشمن اور حزن وغم کے باعث نکلے وہ امیدین جو پرورش کے وقت اون سے بندھی تھین پوری نہ ہوئین اس لئے یہ کہا گیا کہ آل فرعون نے جناب موسیٰؑ کو گویا اسی لیے پالا تھا کہ ایکدن اونکے دشمن بنجائین اور باعث حزن والم۔

نیز کلام عرب مین بھی اسکی بے شمار مثالین موجود ہین۔

(۱) وللموت تغذ والوالدات سخالها ۔ مائین اپنے بچون کو موت کیلئے دودھ پلاتی ہین جس طرح کما لخراب الدھر تبنی المساکن ۔ کہ زمانہ کے ہاتھون خراب ہونے کیلئے گھر تعمیر کیجاتے ہین

(۲) اموالنا لذوی المیراث نجمعھا ودورنا لخراب الدھر نبنیھا ۔ ہم اپنے اموال وارثون کیلئے جمع کرتے ہین اور اپنے گھرون کو خرابی کیلئے بناتے ہین۔

چونکہ ہر انسان کا انجام موت اور ہر مکان کا مآل خرابی و ویرانی اور جمع مال کا حاصل وارثون کی دست برد ہے اس لیے انھین امور کو اصل غرض وغایت قرار دیا ہے ورنہ فی الحقیقت کوئی ماں اپنے بچے کو

اس غرض سے دودھ نہین پلاتی کہ مرجاے اور نہ کوئی مکان اس لیے تعمیر کیا جاتا ہے کہ خراب ہوجائے اور نہ کسی مال کو جمع کرنے کی غایت یہ ہوتی ہے کہ وارثین اوس سے نفع اٹھائین بالجملہ عرف عام مین یہ طرز کلام اکثر اختیار کیا جاتا ہے کہ انجام کار و مآل فعل کو اوسکی غایت اصلیہ قرار دیکر بیان کیا جاتا ہے اور یہ مذکورہ مین بھی ایسا ہی کیا گیا ہے اگرچہ پروردگار عالم نے اپنے تمام بندون کو طاعت و عبادت کیلئے خلق فرمایا ہے اور سب کو خیر و صلاح رحمت و مغفرت کی طرف دعوت دی ہے لیکن اونمین سے بہت سے لوگون نے غایت خلقت کو پورا نہ کیا اور اُن کا انجام و مآل اون کے کفر و عصیان کے سبب یہی ہوا تھا کہ مستحق نار جہنم بن چکے تھے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہونے والا تھا اس لیے یہ کہا گیا کہ یہ لوگ گویا جہنم کیلئے خلق کئے گئے ہین ورنہ کسیکو پروردگار عالم نے فی الحقیقت جہنم کیلئے خلق نہین فرمایا ہے بلکہ سب کی غایت ایجاد کچھ اور ہے۔

تیسری آیت یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو! جب تم کو رسول ایسے کام کیلئے بلاے جو تمہاری (روحانی) زندگی کا سبب ہو تو تم خدا و رسول کا حکم قبول کرو اور جان لو کہ خدا انسان اور اسکے دل کے درمیان آجاتا ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ تم سب کے سب اوسکے سامنے لائے جاؤگے۔

جو لوگ افعال عباد کا خالق پروردگار عالم کو بتاتے ہین اور بندون کو ہر نیک و بد مین مجبور محض جانتے ہین اونھون نے آیہ مذکورہ کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ قلوب عباد خداے تعالیٰ کے ہاتھون مین ہین وہ جس طرح چاہتا ہے اون مین تصرف کرتا ہے وہی قلوب کفار اور طاعات و عبادات کے درمیان آجاتا ہے جس سے وہ کسی عبادت و طاعت کے بجالانے پر قادر نہین ہوسکتے اسیطرح وہی مومنین کے قلوب کو معصیت سے منحرف اور خیر و صلاح کی طرف مائل کردیتا ہے جس سے اعمال صالحہ کے سوا کفر و عصیان کا صدور اون سے نہین ہوسکتا بالجملہ سعادت و شقاوت ہدایت و ضلالت ارادۂ و مشیت ایزدی کے تابع ہین اور اختیار و اقتدار بشری سے بالکل خارج۔

اگر حقیقت امر یہی ہو اور آیہ مبارکہ اسی خیال کی موید ہو تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن مجید کو پروردگار عالم نے اس لیے نازل نہین فرمایا ہے کہ رسول کی حجت کفار پر تمام ہوجائے بلکہ اوس کے نازل کرنے کا مقصود یہ ہے کہ کفار زبردست حجت رسول کے مقابلہ مین قائم کرسکین اگر آیہ مبارکہ کا وہی مطلب ہو جو اہل جبر نے سمجھا ہے تو اس سے زیادہ قوی دلیل کفار کیلئے اور کیا ہوسکتی ہے

وہ جب چاہتے رسول خدا صلعم کو یہ کہکر خاموش کرسکتے تھے کہ جب خدا نے ہمارے قلوب کو ایمان سے منحرف کردیا ہے اور وہی طاعات و عبادات سے مانع ہے تو پھر اون کا حکم ہمکو دینا کیسا آپ جو قبول ایمان و ترک کفر کا حکم ہمکو دے رہے ہین بجائے اوس کے اگر خداوند عالم کی جناب مین عرض کرین کہ وہ ہمارے دلون کے درمیان سے ہٹ جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

پس معنی مذکور کا مراد ہونا کسی طرح مقتضائے عقل نہین ہو سکتا خصوصًا اوس وقت جبکہ ایسے معانی کے مراد ہونے کا بھی احتمال موجود ہے جن سے کوئی قباحت لازم نہین آتی اور وہ یہ ہین۔

۱۔ پروردگار عالم کا مقصود "واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ" فرمانے سے اپنے انتہائی قرب کو بتانا ہے یعنی انسان کے دل کو اوس سے جتنا قرب حاصل ہے پروردگار عالم کا قرب اوس سے بھی زیادہ ہے وہ ہر وقت انسان اور اوسکے دل کے درمیان موجود رہتا ہے اور افعال قلوب کا ناظر و شاہد اوس سے کوئی بات جو انسان کے دل مین پوشیدہ ہو چھپ نہین سکتی پس اس آیہ کا مفہوم وہی ہے جو اس آیت کا ہے "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" یعنی ہم اوسکی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہین۔

۲۔ آیہ مبارکہ جنگ بدر کے موقع پر نازل ہوئی ہے اور اوس سے مومنین کو جہاد و قتال پر آمادہ کرنا مقصود ہے اور اسی جہاد کو اون کیلئے باعث حیات فرمایا ہے کیونکہ وہ حیات ابدی جو شہدائے راہ خدا کو حاصل ہوتی ہے اور جس کی خبر متعدد آیتون مین دیگئی ہے اوس کا حصول جہاد ہی کے ذریعہ سے ممکن ہے اور بس۔

چونکہ اوس وقت مومنین کی ایک جماعت جہاد و قتال سے خائف تھی اور ضعف و جبن کی حالت اون کے دلون پر طاری تھے اس لئے ممکن ہے کہ اونکے خوف و ہراس کو دور کرنے کیلئے یہ فرمایا ہو کہ تم جان لو کہ خدائے تعالیٰ انسان اور اوس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے یعنی وہ مقلب القلوب و مصرف الاحوال ہے وہ جب چاہتا ہے آدمی کی قلبی حالت کو بدل دیتا ہے تم جب رسول کی دعوت کو قبول کرلوگے اور جہاد و قتال کیلئے تیار ہوجاؤگے تو تمھارے ضعف کو قوت سے جبن کو شجاعت سے مبدل کردیگا موجودہ حالت قائم نہ رہیگی۔

اس آیت مین یہ احتمال جملہ احتمالات سے زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسی جنگ بدر کے

محرم پر ایک آیت اور بھی نازل کی گئی تھی جس مین بھی مطلب صاف وصریح لفظون مین مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ۔

اے رسول مومنین کو جہاد پر آمادہ کر دو (اور کہدو کہ) اگر تم لوگون مین سے ثابت قدم رہنے والے بیس بھی ہون گے تو دو سو (کفار) پر غالب آجائینگے اور اگر تم مین صبر کرنے والے سو ہونگے تو ہزار ون کافرون پر غالب ہوجائین گے اسلئے کہ وہ ناسمجھ قوم ہے۔

نیز ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے "اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ" یعنی اگر تم خدا کی مدد کروگے تو وہ بھی تمھارے مدد کریگا اور تمکو ثابت قدم بنا دیگا۔

معلوم۔ انسان اپنے قلب اور دیگر اعضا وجوارح سے اوسی وقت تک منتفع ہو سکتا ہے اور انکو صرف طاعت وعبادت کرکے کسب سعادت کر سکتا ہے جب تک اوسکی حیات باقی ہے موت کے آجانے کے بعد اوس کے جملہ اعضا وجوارح معطل وبیکار ہوجاتے ہین اون سے کچھ بھی نفع حاصل کرنے پر قادر نہین ہوتا بس محتمل ہے کہ آیہ مبارکہ مین "واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ" فرمانے سے یہی اسی روکیطرف اشارہ مقصود ہو اور مقصود آیت یہ ہو کہ ایمان والو! تم خدا ورسول کے احکام قبول کرلو اور اعمال کی طرف سبقت کرو جو تمھارے ابدی زندگی کا ہونگے اگر تم نے جلد ایسا نہ کیا تو جان لو کہ ایک دن وہ بھی آنے والا ہے جسمین خدا تعالی تمھارے اور تمھارے قلب کے درمیان موت کے ساتھ حائل ہوجائیگا اور تم اوس سے کسیطرح منتفع نہ ہو سکوگے۔

چونکہ پروردگار عالم نے اتنا ہی فرمایا ہے کہ وہ انسان اور اوسکے درمیان حائل ہوجاتا ہے اسکی تصریح نہین فرمائی ہے کہ وہ کس طرح حائل ہوتا ہے بس کوئی وجہ نہین کہ یہی صورت غرض کیجائے جس سے عقل ونقل دونو کی صریح مخالفت لازم آئے درآنحالیکہ دوسری صورت یعنی موت کیساتھ حائل ہونیکا احتمال بھی موجود ہے اور متعدد وجوہ وقرائن اوسکی تائید بھی کر رہے ہین اولا ابتدائی آیت اسی احتمال کو تقویت دے رہی ہے کیونکہ وہان "اذا دعاکم لما یحییکم" فرماکر روحانی حیات کا ذکر کیا ہے بس اگر بعد کے فقرے مین موت مراد ہے تو دونو فقرون مین پوری مناسبت اور کامل ارتباط پیدا ہوجائیگا اور معنی یہ ہونگے کہ جب رسول تمکو ایسے اعمال کی طرف دعوت دین جو تمھارے

حیات روحانی و بقاے ابدی کے باعث ہو سکتے ہین تو تم قبول کرلو اور اگر ایسا نہ کیا تو جان لو کہ ایکدن خداوند عالم تمھارے قلوب پر موت کو مسلط کردیگا اور تم روحانی حیات سے محروم ہوکر ہمیشہ کیلئے مردہ ہو جاؤ گے۔

اگر یہ معنی مراد نہ ہون تو دونو فقرون کے درمیان کوئی وجہ ارتباط باقی نہ رہیگی بلکہ دونو کے مفہوم ایک دوسرے کے بالکل مخالف نظر آئین گے کیونکہ کوئی حکم دینے کے بعد یہ کہنا کہ اسکی تعمیل تمھارے اختیار سے باہر ہے اور قدرت و استطاعت سے خارج ہے منشا حکم کے بالکل خلاف ہوگا اور مکلفین کیلئے ترک تعمیل و امتثال پر ایک قوی حجت جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا۔

ثانیاً آخر آیت مین فرمایا ہے " وانہ الیہ تحشرون " یعنی یہ بھی جان لو کہ ایک دن تمھارا حشر ہماری طرف ہوگا اور تم ہمارے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اسلئے مناسب مقام وسیاق کلام کا اقتضا یہی ہو کہ اس کلام سے پہلے موت کا ذکر ہو اگر ایسا نہوا تو ان دونو فقرون مین جو لفظاً بذریعہ حرف عطف ایک دوسرے سے مرتبط کئے گئے ہین معنی کے اعتبار سے کوئی تناسب و ارتباط نہ ہوگا جیسا کہ ادنی تامل سے معلوم ہو سکتا ہے۔

ثالثاً قرآن مجید مین ایک دوسری آیت بھی موجود ہو جس مین اسی مطلب کو توضیح کے ساتھ بیان کر دیا ہے اور وہ یہ ہے۔

اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَکُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّ مَا لَکُمْ مِّنْ نَّکِیْرٍ (سورہ شوری ع ٦)	(اے لوگو) اپنے پروردگار کا حکم مان لو اوس دن سے پہلے جو کسیطرح ٹلے نہ ٹل سکے گا کیونکہ اوسدن تم کو کہین پناہ کی جگہ نہ ملے گی اور نہ تم سے (اپنے برے اعمال کا) انکار ہی ممکن ہوگا۔

پس احتمال تو یہی ہے کہ آیہ بحوث عنہا اور یہ آیت دونو تقریباً متفق المعنی ہین جس امر کو ایک جگہ اجمالاً بیان کیا ہے اوسی کو دوسرے مقام پر تفصیلاً ذکر کر دیا ہے اور قرآن مجید مین اسکی نظیرین بکثرت موجود ہین اسی لئے کہا گیا ہے کہ " القرآن یفسر بعضہ بعضاً " یعنی کی ایک آیت دوسرے کی تفسیر کر دیتی ہے۔

چوتھی آیت وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا۔

ترجمہ۔ جب (کبھی) ہم نے کسی بستی کو ہلاک کرنیکا ارادہ کیا تو (پہلے) وہان کے خوشحالون کو (اطاعت وعبادت کا) حکم دیا بس (جبکہ) وہ لوگ (ہمین) نافرمانیان کرنے لگے تو مستحق عذاب ہوگئے اوسوقت ہم نے اوس (بستی) کو بالکل تباہ وبرباد کردیا۔

اس آیت پر چند اعتراض وارد کئے گئے ہین۔

۱۔ کبھی کبھی پروردگار عالم اپنے بندون کو بے استحقاق سابق ابتدأً ہلاک وفنا کردینے کا ارادہ کرلیتا ہے پھر اوسکی پورا کرنے کیلئے حیلہ وبہانہ ڈھونڈھتا رہتا ہے اور اس سے زیادہ ظلم صریح متصور نہین ہوسکتا کہ بگناہ وبے خطا بندون کو زبردستی ہلاک کردینے کا ارادہ کرلیا جائے اور اوس کیلئے خواہ مخواہ اسباب ووسائل مہیا کئے جائین کیا اوس خدا کی یہی شان ہونی چاہیے جس کو عادل کہا جاتا ہے اور رحیم بھی۔

۲۔ الفاظ آیت بتا رہے ہین کہ خداوند عالم اپنے بندون کو فسق وفجور کا حکم دیتا ہے محض اسلئے کہ اون کو ہلاک کردینے کیلئے ایک بہانہ ہاتھ آجائے پھر آخر اوس مین اور ان بتون مین کیا فرق رہ جائیگا جن کی مذمت وشکایت جناب ابراہیم کی زبانی قرآن مین مذکور ہے "رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ" یعنی اے میرے پروردگار ان بتون نے تو بہت سے لوگون کو گمراہ بنا دیا ہے۔

۳۔ جبکہ پروردگار عالم خود فسق کا حکم دیتا ہے اور بندے بغرض تعمیل حکم وامتثال امر فسق کرنے لگتے ہین تو وہ مستحق عذاب کیونکر قرار پاسکتے ہین کیا تعمیل حکم وامتثال امر سے بھی انسان خدا کے نزدیک مجرم اور مستحق تعذیب وہلاک ہوجاتا ہے اگر ایسا ہی ہے تو مطیع وعاصی مین کیا فرق ہوگا اور کیا یہ ظلم بالائے ظلم نہین کہا جاسکتا کہ اوس نے بے وجہ وسبب ہلاک کردینے کے ارادہ سے بندون کو فسق کا حکم دیا اور جب اونھون نے اوسکی تعمیل کی تو مستحق عذاب وقابل ہلاک ٹھہرے۔

از بسکہ فرقہ اسلام کے اشاعرہ کے خیالات یہی ہین کہ خداوند عالم بے جرم وخطا اپنے بندون کو ضرر پہونچانے اور ہلاک کردینے کا ارادہ کرتا ہے اور اون کو فسق وفجور کفر ومعصیت کا حکم دیکر اپنے ارادہ کو پورا کرنے کا وسیلہ بھی مہیا کرتا ہے اور آیہ مذکورہ کے وہی معنی بیان کرتے ہین

جو دسکے ظاہر الفاظ سے معترض نے سمجھے ہین اسلئے اعتراضات مذکورہ اون پر یقینا وارد ہونگے لیکن ہمارے پاس ایسے وجوہ تاویل موجود ہین جن سے آیۂ مبارکہ پر کسی طعن و اعتراض کی گنجائش باقی نہین رہتی ۔

چونکہ اون سب کا ذکر کرنا باعث طوالت مضمون ہوگا اسلئے صرف ایک تاویل کے ذکر کرنے پر اکتفا کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ لوگ فسق و فجور سے باز نہین آتے پروردگار عالم اہلاک عباد کا ارادہ بے جرم و معصیت نہین کرتا بلکہ اوس وقت اوس کی مشیت اہلاک سے متعلق ہوتی ہے جبکہ معاصی کا صدور بندون سے ہو لیتا ہے اور اس پر بھی تعجیل عمل مین نہین آتی اور معاصی کے صادر ہونے مین معذب نہین کرتا بلکہ پہلے اون کے ترک کا حکم دیکر اور اوسکی تعمیل کیلئے کافی موقع دیتا ہے جبکہ ہر طرح حجت تمام ہو جاتی ہے اوس وقت عذاب نازل فرماتا ہے چنانچہ متعدد آیات مین اسکی تصریح موجود ہے ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے "وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا" اور دوسری جگہ فرمایا ہے "ذَٰلِكَ أَن لَّمْ يَكُن رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا غَافِلُونَ" پس جبکہ اوس نے صاف و صریح الفاظ مین بتادیا ہے کہ اوسکی عادت یہ نہین کہ اپنے بندون پر ظلم کرے اور اون کو غفلت کیحالت مین ہلاک کردے بلکہ اس سے پہلے انبیا و رسل کو بھیجکر متنبہ کر دیتا ہے اور کفر و عصیان سے باز آنیکا حکم دیکر حجت تمام کر دیجاتی ہے تو کوئی وجہ نہین کہ آیۂ مبحوث عنہا کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ پروردگار عالم جرم و خطا سے پہلے ہی اہلاک عباد کا ارادہ کر لیتا ہے اور ارادہ اسکو پورا کرنے کیلئے فسق و کفر کا حکم اوسی کی طرف سے دیا جاتا ہے بلکہ اس آیت کا بھی مفہوم صحیح وہی ہوگا جو اور آیتون کا ہے یعنی جب کسی بستی کے بسنے والون سے معاصی کا صدور اور قبائح کا ظہور ہوتا ہے اور اس سبب سے مشیت ایزدی یہ ہوتی ہے کہ اون بدکردار و معصیت شعار لوگون کو ہلاک کر دیا جائے تو پہلے بغرض اتمام حجت وہان کے خوشحالون کو ترک معاصی کا حکم دیا ہے جب جملہ امر و نواہی بے اثر ثابت ہوتے ہین اور وہ لوگ فسق و فجور سے باز نہین آتے تو مستحق عذاب قرار پاتے ہین اس کی کامل تصدیق کیلئے واقعات اہلاک امم سابقہ موجود ہین چنانچہ جناب نوح کی امت کو کئی سو سال قبول ایمان و ترک قبائح کی طرف دعوت دی گئی لیکن اون مین سے معدودے چند کے سوا کسی نے قبول نہ کیا اور اپنے حالات کی اصلاح یہانتک کی کہ

اون کی طرف سے جملہ امیدین منقطع ہو گئین اور وہ وقت آ پہونچا جس مین پروردگار عالم نے جناب نوح علیہ السلام سے فرمایا "لن یؤمن من قومک الا من قد آمن" یعنی تمھاری قوم مین سے جن کو ایمان لانا تھا وہ لا چکے اب ونمین سے کوئی ہرگز ایمان نہ لائیگا۔

اسیطرح دیگر امم ظالمہ کے متعلق فرمایا ہے "فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل" یعنی اب وہ ایمان نہ لائینگے اون باتون پر جن کی تکذیب ابتدا سے کرتے چلے آئے ہین۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اون پر عذاب اوس وقت نازل کیا گیا جبکہ اون کے حالات ظلم و فسق کے استمرار نے کامل مایوسی پیدا کردی کہ اب یہ لوگ ایمان نہ لائینگے اور تکذیب و انکار سے باز نہ آئینگے اس آیت مین خوشحالون کی تخصیص کیگئی ہے کہ یہی طبقہ اکثر مبتلائے فسق و فجور اسلئے زیادہ ہوتا ہے اور طغیانی و سرکشی دولت و ثروت کے ساتھ اکثر موجود رہتی ہے نیز زمرہ عوام و طبقہ غرباء ہر امر مین اہل دولت و ثروت ہی کا پیرو ہوتا ہے اس لئے پروردگار عالم نے اپنے اوامر و احکام کا مخاطب پہلے خوشحالون ہی کو قرار دیا ہے اور امت ظالمہ کے سرگروہ ہونیکی حیثیت سے خیر و صلاح کی طرف دعوت کا آغاز اسی طبقہ سے کیا ہے۔

الواعظ کی بدقسمتی

مولانا سید محمد کاظم صاحب رحمۃ اللہ مترجم الشیعہ و فنون الاسلام کے انتقال پر ملال نے عامہ مومنین کے قلوب کو متاثر کیا خصوصاً تلامذہ و متوسلین جناب قبلہ و کعبہ نجم العلماء دام ظلہ اس حادثہ جانکاہ سے جس قدر شکستہ خاطر ہوگئے ہین قابل بیان نہین۔ اور خود جناب نجم العلماء دام ظلہ کی قلبی حالت کا اندازہ کرنا تو امکان سے باہر ہے۔ حقیقت مین واقعہ کربلا جملہ مصائب کے لیے باعث تسکین ہے مگر اولاد کا غم ایسا ہوتا ہے کہ وقت شہادت علی اکبر جناب امام حسین علیہ السلام صابر کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوگئے تھے "یا بنی علی الدنیا بعدک العفا"۔

خداوند عالم جناب نجم العلماء دام ظلہ کے دل کو قوت و طاقت بخشے اور انکے ظل عاطفت مین (ان کے دونون فرزندون) مولانا سید محمد صاحب و مولانا سید محمد کاظم صاحب اعلی اللہ مقامہما کے بچون کو علم و کمال و طول عمر کرامت فرمائے۔

اس مرتبہ اشاعت الواعظ و تعمیل فرمائش بعض حضرات مین بعض کی بیماری اور اسی حادثہ جانگزا کی جہت سے تاخیر ہوئی۔ التماس سورہ فاتحہ۔ (احقر کسا منیجر)

حسن بن بویہ کی وزارت کی اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے تتمیہ مین اُن کا حال خوب لکھا ہے اور انھین مین سے الصاحب کافی الکفاۃ ابو القاسم اسمعیل بن عباد ایک مشہور شخص ہین ان کا ذکر سابق مین ہو چکا ہے انھون نے وزارت کا مرتبہ اپنے بزرگون سے عباس اور عباد اور اسمعیل سے میراث مین پایا۔

اور انھین مین سے ابو العلا ابن بطہ ہین عبد الجلیل رازی کا بیان ہے کہ ابو العلا ابن بطہ وزیر عضد الدولہ صحیح الاعتقاد شیعہ تھے اور مدح اہلبیت طاہرین مین اون کا ایک قصیدہ بھی ہے جس کے آخر مین کہا ہے ؎ سیشفع لابن بطہ یوم تبلی محاسنہ التراب ابو تراب یعنی جس دن ابن بطہ کے اعضا کو خاک پوشیدہ کر دے گی جناب ابو تراب اوسکے شفیع ہون گے۔

اور اونھین مین سے حسن بن مفضل بن سہلان ابو محمد الرامہرزی وزیر سلطان الدولہ الدیلمی ہین یہ وہی شخص ہین جنھون نے حائر حسینی علیہ السلام کا احاطہ اور سور بنوایا ہے چنانچہ ابن کثیر شامی کی تاریخ مین یہ ذکر موجود ہے اور یہ بھی ہے کہ وہ سنہ ۴۱۲ ہجری مین قتل کئے گئے۔

اور اونھین مین سے عمید الملک ابو نصر کندری وزیر طغرل بیگ ہین جو شیعہ امامیہ تھے۔ تاریخ ابن کثیر مین اسکی تصریح ہے۔

اور اونھین مین سے سعد الملک وزیر سلطان محمد سلجوقی ہین اور تاج الملک ابو الغنائم قمی امامی مذہب وزیر سلطان ملک شاہ ہین اور اسیطرح شرف الدین ابو طاہر قمی وزیر ملک شاہ ہین۔

اور اونھین مین سے ابو الحسن جعفر بن محمد فطیر الکاتب وزیر مشہور ہین ابن کثیر نے انکا ذکر لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ عراق مین شیعہ وزراء کتاب سے تھے اور لکھا ہے کہ ان کا تشیع چونکہ کھلا ہوا تھا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ مین نے جناب امیر المومنین علی بن

ابیطالب علیہ السلام کو خواب مین دیکھا پھر فرمایا ہے کہ ابن فطیر کے پاس حاضر ہو اور عرض کرنا کہ مجھے دس دینار عطا کرے دریافت کیا کہ کس وقت دیکھا تھا اوسنے کہا کہ اول شب جواب دیا کہ سچ کہتا ہے اسلئے کہ مین نے حضرت کو آخر شب خواب مین دیکھا کہ جب اس حالت و حیثیت کا سائل آئے اور تجھسے کچھ طلب کرے تو اوسے دیدینا ہم نے پورا قصہ تاریخ ابن کثیر سے کتاب طبقات قاضی مرعشی بواسطہ نقل کر دیا ہے۔

اور اونھین مین سے معین الدین ابو نصر احمد کاتب کاشی ہین جو سلطان محمود بن محمد ملک شاہ کے وزرا مین تھے بعد ازان اونکے بیٹے فخر الدولہ طاہر بن الوزیر معین الدین کاشی سلطان الپ ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ کے وزیر ہوے بعد ازان اونکے بیٹے معین الدین بن فخر الدین کاشی نے وزارت کی۔

اور اونھین مین سے آل جوین ہین جنھین صاحب اعظم شمس الدین محمد جوینی ملقب بصاحب الدیوان ہین سلطان محمود خوارزم شاہ اور سلطان جلال الدین اور اونکے بھائی علاء الدین عطا ر الملک کے وزیر ہوے اور اسیطرح صاحب معظم امیر رشید بہاء الدین محمد بن صاحب الدیوان جوینی اور محقق شیخ میثم بحرانی نے شرح نہج البلاغہ اونھین کے نام سے تصنیف کی اور حسن بن علی طبرسی نے تاریخ کتاب الکامل انھین کے نام سے لکھی اور کامل بھائی اوسکا نام رکھا بعد ازان الصاحب شرف الدین ہارون اونکے بھائی ابن صاحب الدیوان الجوینی تھے جو جمیع علوم کے جامع تھے یہانتک کہ موسیقی سے بھی آگاہ تھے چنانچہ مرعشی کی مجالس المومنین مین یہ ذکر موجود ہے۔ یہ وزارت مین اپنے بھائی کے قائم مقام ہوئے۔

دوسرا طبقہ اون کتّاب کا جو جلیل القدر شیعون سے تھے

مثل احمد بن یوسف بن ابراہیم الکاتب ہین کا ذکر ابن شہر آشوب نے شعراء اہلبیت

مین کیا ہی اور یاقوت کی معجم الادبا مین اون کا مفصل ترجمہ موجود ہی۔ انکے والد ابو یعقوب
یوسف بن ابی ابراہیم جلیل القدر کتاب سے تھے ابراہیم بن مہدی عباسی کے کاتب تھے
اور علم کلام کی تکمیل انھون نے شیخ الامامیہ امام خلیفہ اسمٰعیل بن ابی سہل بن نوبخت مصنف
یاقوت کی خدمت مین کی۔

اور مثل احمد بن محمد بن ثوابہ مین خالد الکاتب ابی العباس کے جو امام حنفیہ مہدی
مین تھے۔ معجم الادبا مین یاقوت نے انکے تشیع کی تصریح کردی ہی سنہ ۲۷۷ ہجری مین
اور یعقوبی سنہ ۲۷۳ ہجری مین انکی وفات ہوئی۔ کتاب معجم مین اونکا طولانی تذکرہ موجود ہی۔

اور مثل ابی احمد عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر بن الحسین بن مصعب بن زریق
بن ماہا الخزاعی امیر بغداد یعنی امامی مذہب کے جو بغداد و خراسان کے حاکم ہوے اور عالم
و فاضل اور شاعر باکمال اور انشا پردازی مین ماہر تھے اور کوئی تعجب کا مقام نہین
اسلئے کہ وہ اپنے باپ کے سچے نمونہ اور طاہر کے پوتے تھے خطیب نے انکے ذکر مین بیان
کیا ہی کہ یہ فاضل ادیب اور شاعر فصیح تھے اور انکے والد بختہ کلام شاعر اور سخی و
جواد تھے اور انکے دادا طاہر اپنے کمال مین مستغنی عن البیان تھے اور وہ اون تین
شخصون مین کے ایک ہین جن کے باب مین مامون نے کہا ہی کہ وہ بزرگترین ملوک
دین و دنیا ہین یعنی اسکندر اور ابو مسلم خراسانی اور طاہر۔ یہ بھی کہا ہے کہ وہ اور ابو احمد
اونکے پوتے شیعہ تھے شب شنبہ شب دوازدہم شوال سنہ ۳۰۰ھ مین اون کا انتقال
ہوا انسمہ السمر مین خطیب ضیاء الدین نے اسیطرح لکھا ہے۔

اور مثل ابو العباس احمد بن ابراہیم ضبی کے چنانچہ رشید الدین مازندرانی کی معالم
العلما مین لکھا ہے کہ یہ فن کتابت کے اعلیٰ ماہر تھے۔

اور مثل علی بن محمد بن زیاد صیمری داماد جعفر بن محمود وزیر کے ام احمد دختر جعفر
اون کی زوجہ تھین شیعون مین ایک نمونہ شخص تھے اور ثقہ و معتمد علیہ اور علم و معرفت

وادب وکتابت مین مقدم تھے کتاب اثبات الوصیہ مین مسعودی نے جو مستعین خلیفہ عباسی کے عہد کے ماہر کتاب سے تھے۔

اور اونھین مین سے احمد بن علویہ ابوالاسود کے نام سے معروف کاتب کرانی اصفہانی ہین یاقوت نے لکھا ہے کہ اون کی طرز تحریر عمدہ تھی اور وہ شاعر جید الکلام تھے۔ لغذہ کے مصاحبین مین تھے پھر احمد بن ابودلف کے ندیم ہوگئے اونکے متعدد پسندیدہ رسائل ہین اور ایک رسالہ شیب وخضاب کے تذکرہ مین ہے اور ہزار قافیہ کا ایک قصیدہ ہے جو ابوحاتم سجستانی کے سامنے پیش ہوا اوراوسے بہت پسند آیا اور کہنے لگا کہ اے بصرہ والو تم پر اہل اصفہان غالب ہوگئے۔ سو برس سے کسیقدر زیادہ عمر مین قریب سنہ ۳۲۰ ہجری مین انتقال کیا۔

اور اونھین مین سے ابراہیم بن ابی جعفر ابواسحاق کاتب ہین۔ نجاشی نے کتاب اسماء المصنفین من الشیعہ مین ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب مین سے ایک بزرگ تھے بنابرین وہ تیسری صدی کی کتاب سے تھے اسلئے کہ حضرت امام علیہ السلام کی وفات سنہ ۲۶۰ مین ہوئی ہے۔

اور اونھین مین سے احمد بن محمد بن سیار ابوعبداللہ کاتب بصری آل طاہر کے کتاب سے تھے اور سیاری مشہور تھے سابق مین شیعون کا تقدم علوم قرآن مین لکھا گیا ہے وہان اُن کا ذکر آچکا ہے اور یہ بھی ذکر ہوچکا ہے کہ وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب سے تھے۔

اور اونھین مین سے اسحاق بن نوبخت کاتب تھے جنھون نے امام منتظر کی زیارت کا بھی شرف حاصل کیا ہے اور وہ اسمٰعیل مصنف کتاب یاقوت کے بیٹے ہین جو اسحاق بن نوبخت کے بیٹے ہین۔ اسحاق مذکور حضرت امام دہم علیہ السلام کے اصحاب مین سے متوکل کے زمانہ مین اور اوسکے بعد کے زمانہ مین تھے۔

اور اونھین مین سے محمد بن ابراہیم بن جعفر ابو عبد اللہ الکاتب النعمانی تھے جنکا ذکر مفسرین کے ذکر مین بیان ہو چکا۔

اور اونھین مین سے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ نابر قولے محمد بن احمد الکاتب البصری الشاعر النحوی تھے جو مفجع مشہور تھے اسلئےکہ انھون نے اہلبیت علیہم السلام کے باب مین بہت شعر کہے اور اونکے قتل و مصائب پر تفجع بہت کرتے تھے یہانتک کہ اون کا نام مفجع ہو گیا۔ انکے تشیع کی فہرست مین ابن ندیم نے نص کی ہے اور یاقوت نے معجم الادبا مین اور سیوطی نے طبقات مین اور نجاشی نے اسماء المصنفین الشیعہ مین تصریح کی ہے۔

معانی شعر مین انھون نے کتاب المرجان لکھی اور جس طرح انکے معاصر ابن درید کی کتاب ہے اوسطرح کتاب المنقذ مبحث ایمان مین لکھی اور قصیدہ الاشباہ مدح امیر المومنین مین لکھا جسمین حضرت کو انبیاء سے تشبیہ دی ہے نیز کتاب سقاۃ العرب کتاب غرائب المجالس کتاب الترجمان کتاب سعد المدیح کتاب حد النحل کتاب البحار کتاب المطایا کتاب الشجر والنبات کتاب الاعراب کتاب اللغۃ کتاب اشعار الجواری کتاب عرائس المجالس کتاب غریب شعر زید الخیل کتاب شرح قصیدہ نفطویہ فی غریب اللغۃ کتاب اشعار الجواری و شعر زید الخیل الطائی لکھی۔ انکی وفات سنہ ۳۲۰ ہجری مین ہوئی۔

اور اونھین مین سے اسکافی محمد بن ابی بکر ہمام بن سہیل ہین جو کاتب اسکافی مشہور ہین شیوخ شیعہ سے ہین اور تمام فنون علم مین مقدم ہوئے ہین اور ہر فن مین تصنیف کی ہے جو کتاب احوال رجال کیلئے موضوع ہین اونمین اون کا طولانی تذکرہ ہمارے علما نے لکھا ہے روز دوشنبہ ۷۔ ذیقعدہ سنہ ۲۵۸ ہجری مین اون کی ولادت اور روز پنجشنبہ ۱۱۔ جمادی الثانی سنہ ۳۳۶ ہجری کو وفات ہوئی۔

اور اونھین مین سے خازن ابو محمد عبد اللہ بن محمد الکاتب الاصفہانی ہین جو

مشہور شاعر ہین صاحب بن عباد کے داروغہ خزانہ اور نیز کاتب تھے تتمہ السحر مین جہان
شیعہ شعرا کا ذکر کیا ہے ان کا ذکر بھی اچھی طرح تحریر کیا ہے۔

اور انھین مین سے ابو بکر صولی کاتب ہین جو شطرنج بازی مین مشہور تھے ریاض العلما
مین انکے تشیع کی تصریح کی اور اون کا تذکرہ تاریخ ابن خلکان مین بھی اچھی طرح لکھا ہے
ان کی وفات ۳۳۵ھ یا ۳۳۶ھ مین بمقام بصرہ مخفی ہوئی اسلئے کہ انھون نے امیر المومنین
کے باب مین ایک حدیث روایت کی جسپر خاصہ و عامہ اونکا تفحص کرنے لگے تاکہ انھین
قتل کرڈالین مگر قابو نہ پایا۔ مین کہتا ہون کہ رشید الدین بن شہر آشوب مازندرانی نے
اپنی کتاب معالم العلما الشیعہ مین جو بیان کیا ہے کہ صولی مذکور اپنے شعر مین مدح
اہلبیت سے نہ چوکتے رہتے تھے مطلب سابق کا شاہد ہو سکتا ہے۔

اور انھین مین سے ابراہیم بن محمد بن صولی یعنی الصولی ہین جو ابو بکر صولی کے دادا
کے بھائی تھے۔ زمانہ اور اہل زمانہ کے حالات خوب نظم کرتے ہین بے نظیر اور اپنے
ہمسرون مین ممتاز شاعر تھے۔ رشید الدین بن شہر آشوب نے معالم العلما الشیعہ مین انھین
شعرا المتکلفین فی مدح اہلبیت مین اُن کا شمار کیا ہے۔ کتاب الورقہ مین ابن خلکان نے
بیان کیا ہے کہ فضل بن سہل ذوالریاستین کی رفاقت مین تھے پھر سلطانی اعمال و
دواوین مین چلے گئے اور درحالیکہ اراضی و نفقات کے دیوان مین بمقام سر من رائی
کارکن تھے نیمہ شعبان ۲۴۳ھ ہجری مین وفات پائی۔ دعبل بن علی الخزاعی کا قول
ہے کہ ابراہیم بن العباس شعر کے ذریعہ سے اکتساب کرنا چاہتے تو ہم سبکو بیکار کر دیتے

اور انھین مین سے ابو العباس احمد بن عبید اللہ محمد بن عمار الثقفی الکاتب ہین
قاسم بن عبید اللہ اور اسکے اولاد کے وکیل رہا کرتے تھے اور ابو عبد اللہ محمد بن
الجراح کی صحبت مین رہتے تھے اور اونسے روایت بھی کرتے تھے۔ انکے مجالسات
اور اخبار اور خطیب نے تاریخ بغداد مین اون کا ذکر کیا ہے اور انکے تشیع کی بھی تصریح

کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حمار عزیر کے نام سے مشہور تھے یاقوت نے ابوالعباس فکور
کے ترجمہ مین اسکا ذکر کیا ہے اور اونکے مجالسات اور اخبار اور حکایات کو طول کے
ساتھ لکھا ہے اور ابن ندیم نے فہرست مین بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ۳۱۹ھ ہجری
مین اونکی وفات ہوئی اور یاقوت نے ۳۱۴ھ لکھے ہین ۔

اونکے مصنفات مین کتاب المبیضہ فی اخبار مقاتل آل ابی طالب اور
کتاب الانواد اور کتاب مثالب ابی خراش اور کتاب اخبار سلیمان بن ابی شیخ کتاب
الزیادات فی اخبار الوزرا کتاب اخبار حجر بن عدی کتاب رسالۃ فی بنی امیہ کتاب
اخبار ابی نواس کتاب اخبار ابن الرومی والاختیارات من شعرہ کتاب رسالۃ فی
تفضیل بنی ہاشم واولیائہم وذم بنی امیہ واتباعہم کتاب رسالۃ فی امراء ابن المعتز
المحدث کتاب اخبار الی العتامیہ کتاب المناقضات کتاب اخبار عبداللہ
بن معاویہ بن جعفر

اور اونھین مین سے ابوالقاسم جعفر بن قدامہ بن زیاد الکاتب ہین جو مشائخ
کتاب یعنی اساتذہ وعلماء فن مین محسوب ہین۔ ادب مین ماہر اور باطلاع تھے
۳۱۹ھ ہجری مین وفات پائی۔ اونکے بیٹے قدامہ بن جعفر کا ذکر آئندہ صحیفہ
علم بدیع مین کیا جائے گا۔

اور انھین مین سے شیخ ابو بکر خوارزمی محمد بن العباس استاد ادب اور علم
عربیہ مین علامہ زمان تھے۔ یتیمہ بن ثعالبی نے اونکے ذکر مین لکھا ہے کہ کامل
زمانہ دریاے علم ادب وعلم نظم ونثر اور عالم ظرف وفضل با فصاحت وبلاغت کے
جامع اخبار وایام عرب اور اونکے دواوین کے حافظ تھے اور کتب لغت اور نحو اور
شعر کا درس دیا کرتے تھے اور نہایت نادر گفتار تھے گویا کلام موتیون کی لڑی
ہوتا تھا اور محاسن ادب مین انتہا کو پہونچے ہوے تھے الی آخر کلامہ۔ انکی وفات

ماہ رمضان سنہ ۳۸۳ ہجری مین ہوئی لفظ آمل کے متعلق معجم البلدان مین اونکے
یہ شعر لکھے ہین۔

بآمل مولدی وبنو جریر فاخوالی ویحکی المرء خاله
فہا انا رافضی عن تراث وغیری رافضی عن کلاله

اور اونھین مین سے ابو الفضل بدیع الزمان احمد بن الحسین بن یحیی بن سعید
الہمدانی ہین جو اپنے زمانہ کے ایک رکن تھے اونکی شہرت اس حد پر ہے کہ جو کچھ
علمائے کرام نے اونکے ترجمہ مین لکھا ہے اوسکے نقل کرنے کی ضرورت نہین
منتہی المقال مین شیخ ابو علی نے تصریح کر دی ہے کہ وہ شیعہ امامیہ سے تھے
اور سب سے پہلے مقامات لکھنے کی بنیاد اونھین نے قائم کی سنہ ۳۹۸ ہجری مین
اون کی وفات ہوئی۔

اور اونھین مین سے قنانی ابو الحسن الکاتب ہین جو اکثر لغات و نحو و ادب کے
ماہر تھے کتاب نوادر الاخبار اور ایک کتاب حدیث ولایت کے چار سو تیرہ طرق
روایت کے بیان مین لکھی ہے۔ فہرست شیخ ابو جعفر طوسی اور فہرست نجاشی مین انکا
حال عمدہ طریقہ سے لکھا ہے جسے مین نے اصل کتاب مین درج کیا ہے۔

اور اونھین مین سے فخر الکتاب ابو اسمٰعیل الحسین بن علی بن محمد بن عبد الصمد
الاصفہانی ہین جو طغرائی کاتب مشہور تھے اور وہ جب سلطان مسعود بن محمد
سلجوقی کے بمقام موصل وزیر تھے تو احکام سلطانیہ کے دیباچہ مین طغرا لکھا کرتے تھے
مظلوم ہوکر قتل ہوے سلطان مسعود مذکور کے بھائی نے سنہ ۵۱۵ ہجری مین اونھین
قتل کر دیا۔ ہمارے علما کی کتابون مین اونکا طولانی ترجمہ موجود ہے مثل ریاض العلما اور
طبقات الشیعہ للمرعشی اور کتاب امل الآمل للشیخ حر العاملی۔ لامیۃ العجم کے یہی مصنف ہین
جسے سنہ ۵۰۵ ہجری مین بمقام بغداد نظم کیا تھا اور اوس وقت اون کی عمر ستاون

مضمون نگاران الواعظ کیلئے

چند ضروری ہدایات

(۱) براہ مہربانی مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھکر مضمون لکھین۔

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونے چاہئیں۔ اگر مضمون نگار کی طرف سے ممانعت نہو تو اڈیٹر خاص صورتون مین مضمون کو مختصر کرسکتا ہے مگر مطلب کو بدل نہین سکتا۔

(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو۔

(۴) تحریر کشادہ ہو گنجان نہو بین السطور اور حاشیہ کافی چھوڑا جائے خط صاف اور واضح ہو تاکہ مضمون صحیح چھپ سکے۔

(۵) عبارت عربیہ پر احتیاط کے ساتھ اعراب لگایا جائے۔

(۶) عربی۔ فارسی وغیرہ کی جو عبارتین مضمون مین آئین وہ ایک کالم مین لکھی جائین اور ان کے بالمقابل دوسرے کالم مین اُنکا ترجمہ درج کیا جائے

(۷) طریق استدلال اور ترتیب مطالب مین اڈیٹر کے مضامین کو نمونہ سمجھنا چاہیئے۔

(۸)۔ حتی الامکان کتب منقول عنہ کا پورا حوالہ دیا جائے۔

(۹) مقاصد رسالہ کے خلاف کوئی مضمون درج نہین ہوسکے گا۔

(۱۰) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہیں کیا جائیگا۔ اگر صاحب مضمون کو اُسکی واپسی کی ضرورت ہو تو محصول ڈاک کے لئے ٹکٹ آنا چاہئے

منیجر الواعظ لکھنؤ

ذخیرۃ الکتب
کتابوں کے ملنے کا پتہ منیجر الواعظ نخاس لکھنؤ
بعض کتابوں کے صرف چند نسخے باقی ہین شائقین جلد طلب فرمائین
دفتر الواعظ کی مفید اور قابل قدر کتابین
تصانیف مفتی علام مولانا السید محمد عباس صاحب طاب ثراہ
منابر الاسلام (عربی) مواعظ مین بمثل ہے
تعلیقہ انیقہ " حاشیہ شرح لمعہ طلبائے مدارس عربی کے لئے نہایت مفید ہے
ید بیضا (عربی و فارسی) عربی قصیدہ مدح امام موسی کاظم مین مع شرح اشعار عربیہ کا نظم فارسی مین بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔ قیمت
مثنوی جوہر منظوم (فارسی) جناب امیر کے چودہ مصائب جو آپ نے ایک یہودی سے بیان فرمائے قیمت
مثنوی آب زلال (فارسی) معجزہ جناب امیر و دیگر نصائح و حکم و خطابات مفیدہ
دلیل قوی (فارسی) حقیقت مذہب اثنا عشری کے دلائل مصنف علام کے صغر سن کی تصنیف
شعلہ جوالہ (عربی) اثبات احراق مصاحف
قیمت
نصر المومنین (فارسی) اثبات فضیلت
رد اعتراضات یہود و دیگر منکرین
تصانیف سابق ایڈیٹر الواعظ و دیگر اہل علم زبان اردو
تسخیر حصار غیر مسلمون کے جلسہ منعقدہ مقام
سابق ایڈیٹر الواعظ کی لاجواب تقریرات
ابطال قدامت روح و مادہ ابطال تناسخ اور اثبات توحید پر بےنظیر دلائل اور پنڈتون کی تقریرات کے مکمل جوابات قیمت ۱۰
حدوث مادہ۔ ابطال قدامت مادہ کی بابت نہایت عجیب و غریب تحقیقات آریہ سماج کے دلائل لاجواب جواب از آنریبل خواجہ غلام الثقلین مرحوم (ہر چہار حصہ)
معیار الاخلاق۔ اخلاق کی حقیقت مذہبی و حکیمانہ اصول کے مطابق اسلامی اخلاق کا صحیح معیار
حقائق شہادت۔ فلسفہ شہادت پر پانچ بےمثل مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ۳
ترجمہ سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے عربی رسالہ سر الشہادتین
سوانح عمری مصنف و دیباچہ
ابطال التناسخ مولفہ مولانا سید

رجسٹر نمبر اے ۱۰۷۷

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا علمی ماہوار رسالہ

الواعظ

سرپرست جناب مستطاب حجۃ الاسلام قبلہ و کعبہ حضرت نجم العلما دام ظلہم

مدیر

جناب مستطاب صدر الواعظین مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ دام ظلہ

نائب مدیر

جناب مولانا سید محمد احمد صاحب سونی پتی

حسب فرمائش

سید حسن علی وقار منیجر "الواعظ"

مطبع مصباح الاسلام الواعظ پریس

میں باہتمام داروغہ السید محمد صاحب منیجر طبع ہوا

قواعد وضوابط متعلق رسالہ الواعظ

۱۔ یہ رسالہ بالفعل ماہانہ ہوگا اور اسکا حجم (علاوہ سرورق)
۴۰ صفحہ تک ۱۸+۲۲ کی تقطیع پر ہوگا۔ مگر آیندہ حسب ضرورت
اسکو پانزدہ روزہ یا ہفتہ وار بھی کیا جا سکتا ہے اور
حجم مین وسعت دیجا سکتی ہے۔
۲۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہوگی۔ کاغذ بھی حتی الامکان
بہتر لگایا جائے گا اسکے ساتھ ضمیمہ یعنی ترجمۂ الشیعہ
وفنون اسلام ہوگا جو اسی قیمت پر خریداران الواعظ
کو ملتا رہے گا۔
۳۔ ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کیلئے رسالہ خریدنا ہوگا
خواہ درخواست خریداری کسیوقت بھی کیجائے۔
۴ خریدار اپنا نام و پتہ صاف لکھیں تاکہ تعمیل ارشاد مین دقت نہو
۵ نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا۔
۶ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے
۷۔ علمی معاملات کے متعلق خط وکتابت بنام اڈیٹر اور
دیگر امور کی بابت بنام منیجر ہونی چاہیے۔
۸۔ یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ کی آخری تاریخ تک شایع ہوا کریگا۔

شرح قیمت سالانہ رسالہ الواعظ

روسا اور والیان ملک سے	جو مرحمت فرماوین
دیگر جملہ خریدارون سے	سے/ر
غربا اور طلبا سے	عا/ر

پتہ دفتر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

مضمون نگاران الواعظ کیلئے

چند ضروری ہدایات

۱۔ براہ مہربانی مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھکر مضمون لکھیں
۲ مضامین عموماً مختصر ہونے چاہیین اگر مضمون نگار کی
طرف سے ممانعت نہو تو اڈیٹر خاص صورتون مین مضمون
کو مختصر کر سکتا ہے مگر مطلب کو بدل نہین سکتا۔
۳۔ عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو۔
۴۔ تحریر کشادہ ہو گنجان نہو بین السطور اور حاشیہ
کافی چھوڑا جائے خط صاف اور واضح ہو تا کہ
مضمون صحیح چھپ سکے۔
۵۔ عبارت عربیہ پر احتیاط کے ساتھ اعراب لگایا جائے۔
۶۔ عربی فارسی وغیرہ کی جو عبارتین مضمون مین آئین
وہ ایک کالم مین لکھی جائین اور انکے بالمقابل
دوسرے کالم مین انکا ترجمہ درج کیا جائے۔
۷۔ طریق استدلال و ترتیب مضامین مین اڈیٹر
کے مضامین کو نمونہ سمجھنا چاہیے۔
۸۔ حتی الامکان کتب منقول عنہا کا پورا حوالہ دیا جائے
۹۔ مقاصد رسالہ کے خلاف کوئی مضمون درج
نہین ہو سکے گا۔
۱۰ ناقابل اشاعت مضمون واپس نہین کیا جائیگا۔
اگر صاحب مضمون کو اسکی واپسی کی ضرورت ہو تو
محصول ڈاک کیلئے ٹکٹ آنا چاہیے۔

منیجر الواعظ لکھنؤ

جلد ۲　فہرست مضامین الواعظ بابت ماہ جنوری ۱۹۲۳ء　نمبر ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خریداران الواعظ کی خدمت میں ضروری گذارش

الواعظ جلد دوم کا یہ پانچواں نمبر آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے لیکن اسوقت تک (باوجودیکہ کئی مرتبہ یاددہانی کیگئی) بعض حضرات نے قیمت الواعظ مرحمت نہیں فرمائی ہر شخص اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ الواعظ کسی شخصی منفعت یا ذاتی فائدہ کے لئے جاری نہیں کیا گیا بلکہ اسکا مقصد اقصیٰ "خدمت اسلام ہے" ہماری خواہش تھی کہ خریداران الواعظ قیمت بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں لیکن افسوس ہے کہ بعض حضرات نے ہماری اس گزارش پر توجہ نہیں فرمائی لہٰذا پھر عرض کیا جاتا ہے کہ براہ کرم قیمت الواعظ جلد ارسال فرمادیں ورنہ آئندہ ماہ کا پرچہ بذریعہ وی۔ پی روانہ کیا جائے گا۔ اور اس کا وصول کرنا اخلاقی فرض ہوگا۔

خاکسار

(منیجر عفی عنہ)

کثافت مادہ کے سبب نورانیت وروحانیت سے خالی ہونگی لہذا معرفت خالق اور اوسکی تسبیح وتقدیس سے قاصر رہینگی اس لیئے اونھون نے سوال کیا" اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک" جس سے مقصود یہ عرض کرنا تھا کہ مخلوق نورانی وروحانی ہونے کے سبب عصمت معرفت تسبیح وتقدیس کے مراتب عالیہ اون کو حاصل ہین اس لئے منصب خلافت الٰہیہ کا زیادہ استحقاق رکھتے ہین لیکن اس کا جواب اون کو اس صورت سے دیا گیا کہ جناب آدم کو چند اسماء تعلیم کئے گئے اور اس طرح اونکی بظاہر علمی فضیلت وادراکی فوقیت ملائکہ پر دکھائی گئی۔

اگر ہم عامۂ مفسرین کے ہم خیال ہوکر یہ تسلیم کرلین کہ فی الواقع یہی صورت جواب کی تھی اور اوس سوال کو قطع کرلینے کے لیے پروردگار عالم نے تمام اسماء اس وقت تعلیم کرکے ملائکہ سے اون کے جہل ونقص اور جناب آدم کے علم وکمال کا اقرار کرایا تو علاوہ اون مفاسد کے جو اس صورت مین لازم آتے ہین اور کتب تفاسیر مین مذکور ہین یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ جواب سوال سے بالکل مطابقت نہین رکھتا اور "مقولہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان" کا مصداق ہے کیونکہ اس جواب کی اوس وقت ضرورت ہوتی جبکہ ملائکہ کو جناب آدم کے علم مین شبہہ ہوتا لیکن یہان ایسا نہین بلکہ اون کو خلقت آدم مین آثار فساد وخونریزی موجود نظر آتے تھے اور علامات تسبیح وتقدیس معدوم لہذا ضرورت ایسے جواب کی تھی جس سے اون کا یہ خیال مرتفع ہو۔

بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ ملائکہ کو یہ خیال بھی گذرا تھا کہ حق سبحانہ کسی مخلوق کو اون سے علم مین افضل ہرگز خلق نہ فرمائیگا بلکہ اس صفت مین وہ تمام مخلوقات سے افضل وباشرف رہینگے اس لئے پروردگار عالم نے جناب آدم کی علمی فضیلت اور فوقیت دکھائی تاکہ وہ اس خیال خام سے باز آئین اور سمجھ لین کہ علم وادراک مین اون سے بالاتر مخلوق کا ہونا ممکن ہے۔ لیکن اس کلام کے بموجب لازم آتا ہے کہ ملائکہ کا سابق شبہہ فساد وخونریزی کے متعلق بے جواب رہا حالانکہ یہ امر قیاس سے باہر ہے کہ پروردگار عالم اوس سوال کو چھوڑکر جو جناب آدم کی خلقت کے متعلق ابھی کیا گیا ہے اور فی الحقیقۃ نہایت اہم سوال ہے اون باتون کا جواب ارشاد فرمائے جو ابھی عالم خیال سے باہر نہین آئین بالفرض اگر ملائکہ کو جناب آدم پر اپنی علمی فوقیت کا خیال گذرا تھا تو اوس کا غلط ثابت کرنا

بھی ضروری تھا لیکن مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو شبہہ پہلے پیش کیا گیا ہے اوس کا جواب پہلے دیا جاتا اوس کے بعد اون باتون سے تعرض کیا جاتا جو ابھی وہم و خیال کی حد سے باہر نہین آئی تھین یا ایک ہی جواب ایسا ارشاد ہوتا جو سب کا رافع ہو سکتا نیز یہ امر سیاق کلام کے بھی خلاف ہے آیات مذکورہ کا تسلسل یہ بتا رہا ہے کہ آیۂ لاحقہ وعلم آدم الاسماء کلھا مین اسی سوال کے جواب کی حکایت کیگئی ہے جو آیۂ سابقہ مین مذکور ہے نہ کسی اور شبہہ کے جواب کی۔

علاوہ اس کے مفسرین اسلام نے لفظ "اسماء" کی جو تفسیرین کی ہین اور اون کے اقوال کے بنا پر جن اشیا کا علم جناب آدم کو عطا کیا گیا تھا اوس سے ملائکہ پر اون کی فوقیت ہرگز ثابت نہین ہو سکتی چنانچہ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ جناب آدم کو حیوانات۔ نباتات جمادات اطعمہ وادویہ وغیرہ ہا اشیائے عالم کے نام تعلیم کئے گئے تھے اور ہر قسم کی صنعت و استخراج معاون کے طریقے۔ درخت لگانے۔ عمارت بنانے کے قاعدے بتائے گئے تھے۔ اور بعض کی رائے ہے کہ تمام زبانین جو عالم مین رائج ہونے والی تھین تعلیم کی گئی تھین۔ اور بعض کے نزدیک تمام اشیائے عالم کے خواص و منافع بتائے گئے تھے مثلاً گھوڑے کس کام آسکتے ہین بیل۔ اونٹ کس خدمت کی صلاحیت رکھتے ہین انواع و اقسام کی جڑی بوٹیان مین کیا خواص موجود ہین یہ تمام اقوال اون مفسرین کے ہین جنکو قرآن مجید کے آیات کی تفسیر کرنے مین نہ کسی قرینۂ عقلیہ و نقلیہ کی ضرورت ہوتی تھی اور نہ وہ اپنی تفسیر کو مطابق عقل ہونے کی حاجت سمجھتے تھے اونھین تفسیر کر دینے سے کام تھا اور خوش اعتقاد و سادہ لوح مقلدین کو تسلیم کر لینے سے خواہ وہ حکم عقل کے مطابق اور قواعد کلام عرب کے موافق ہو یا نہو۔ مین نہین سمجھ سکتا کہ اون لوگون نے جو خود عرب تھے عربی زبان کے ماہر تھے اوس کے الفاظ اور اشارات و کنایات کے مواقع استعمال کو خوب سمجھتے تھے یہ تفسیرین آنکھین بند کر کے کیونکر بیان کین حالانکہ آیت مین بار بار ضمیر "ھم" استعمال کی گئی ہے اور "ھولاء" اسم اشارہ موجود ہے جو یقینی طور پر بتا رہا ہے کہ وہ اسماء انسانون کے سوا حیوانات۔ نباتات جمادات اور دیگر اشیائے عالم کے نہین ہو سکتے کیونکہ یہ ضمیرین اور یہ اسم اشارہ انسان کے ساتھ مخصوص ہین اوس کے علاوہ اور چیزون پر خواہ وہ جاندار ہون یا بے جان اطلاق نہین کئے جا سکتے۔ اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ ان سب سر دہا

سلسلہ برابر قائم رہتا ہے یہانتک کہ جو پھل پختگی کی حد کو پہونچکر فائدہ رسان ہوتے ہین اون کی تعداد بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ یہی حال تمام مخلوقات عالم کا ہے جن کا فرداً فرداً ذکر کرنا ممکن نہین۔

پس جبکہ آسمان کے کروڑہا کروڑ ستارون مین سے صرف چند ستارے ایسے ہین جو نورانیت مین کامل ہین زمین کے بے شمار پودون مین سے بارآور ہونے والے چند ہی رہ جاتے ہین بے حساب پھلون مین سے پختہ ہوکر قابل استعمال ہونے والے تھوڑے ہی باقی رہتے ہین تو ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اصل مقصود خلقت وہی چند ستارے۔ چند بارآور ہونیوالے درخت۔ چند پختہ ہونے والے پھل ہون گے اور باقی کواکب اور اشجار و اثمار محض اون کے ضمن و شمول مین پیدا کئے گئے ہون گے تاکہ اپنے نقص سے اون کے کمال کو بخوبی ثابت کردین اگر کواکب سبعہ سیارہ کی خلقت نہوتی تو باقی ستارے ہرگز مخلوق نہوتے اگر اون بارآور ہونے والے درختون اور پختہ ہونے والے پھلون کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو وہ بے شمار پودے جو بارآوری سے پہلے فنا ہوگئے اور وہ کثیر التعداد پھل جو پختہ ہونے سے پہلے تلف ہوجاتے ہین ہرگز پیدا نہ کئے جاتے کیونکہ اس صورت مین اون کی خلقت عبث ہوگی اور بیفائدہ۔

بالجملہ یہ کلیہ مذکورہ جبکہ تمام مصنوعات احسن الخالقین و مخلوقات رب العالمین مین موجود ہے تو لازم ہے کہ اشرف الانواع یعنی نوع انسانی بھی اوس سے خالی نہ رہے اور ہرگز خالی نہین ہے ہمکو قرآن مجید کی چند آیتین نہایت لطیف اشارہ اس مطلب کی طرف کر رہی ہین کہ صانع عالم و خالق آدم و بنی آدم نے نوع انسان کو بھی انھین اصول پر خلق فرمایا ہے جملہ افراد کی خلقت مقصود بالذات نہیں ہے بلکہ صرف چند افراد کا خلق کرنا غایۃ المقصود و نہایۃ المطلوب ہے باقی کی خلقت ضمناً ہوئی ہے اور بالعرض اور وہ آیات یہ ہین۔

واذ قال ربك للملائكة اني جاعل في الارض خليفة ؕ قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك قال اني اعلم ما لا تعلمون ۝ وعلم ادم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملائكة فقال انبئوني باسماء هؤلاء ان كنتم صادقين ۝ قالوا سبحانك لا علم لنا

الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم قال يا ادم انبئهم باسمائهم فلما انباهم باسمائهم قال الم اقل لكم انى اعلم غيب السموات و الارض واعلم ما تبدون وما كنتم تكتمون۔

ترجمہ۔ (اے رسول اوس وقت کو یاد کرو) جبکہ تمھارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ مین پر روے زمین پر اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہون تو (وہ حیرت سے) کہنے لگے کیا تو زمین مین ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اوس مین فساد اور خونریزیان کرے حالانکہ ہم تیرے تسبیح و تقدیس کرتے ہین (اس لئے اگر خلیفہ بنانا ہے تو ہم زیادہ حق رکھتے ہین تب خدا نے کہا کہ مین اوس بات کو جانتا ہون جسکو تم نہین جانتے اور آدم کو تمام اسماء تعلیم کردیئے پھر اون کو جن کے وہ نام تھے ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ اگر تم (اپنے دعوے مین) سچے ہو تو ان لوگون کے نام بتاؤ تب وہ (کمال عجز سے) کہنے لگے کہ تو پاک (و پاکیزہ) ہے ہم تو اوس کے سوا جس کو تو نے ہمین بتایا ہے کچھ نہین جانتے بیشک تو ہی علیم و حکیم ہے (اوس وقت خدا نے) آدم سے کہا کہ اے آدم ان ملائکہ کو لوگون کے نام بتا دو پس جب آدم نے اون لوگون کے نام ملائکہ کو بتا دیئے تو (خدا نے فرشتون سے) کہا کیا مین نے تم سے نہ کہا تھا کہ مین آسمان اور زمین کے غیب کو جانتا ہون اور وہ بھی جانتا ہون جسکو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے تھے۔

ان آیات مین اوس اہم سوال کی حکایت کی گئی ہے جو ملائکہ کی طرف سے اوس وقت کیا گیا جبکہ خلقت آدم علی نبینا وعلیہ السلام سے مشیت الہیہ متعلق ہورہی تھی اور اوس کا اظہار پہلے ان الفاظ مین کیا گیا تھا "انی جاعل فی الارض خلیفۃ" اور وہ جواب مذکور ہے جو جناب باری عز اسمہ کی جانب سے اون کو دیا گیا ملائکہ کو یہ خیال تھا کہ خلقت آدم و بنی آدم روے زمین پر باعث فساد و خون ریزی ہوگی یہ خیال یا تو اس سبب سے تھا کہ جناب آدم کے پہلے جن مخلوقات کا وجود روے زمین پر ہوا تھا اون سے یہی آثار فساد و خون ریزی ظہور پذیر ہوے تھے اور وہ اس جدید مخلوق کو بھی انھین پر قیاس کر رہے تھے۔ یا اس لئے تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ جن مخلوقات ارضیہ کی خلقت عناصر متضاد الطبائع و مختلف الآثار سے ہوگی اون کی طبائع بھی تضاد و اختلاف سے خالی نہ رہینگی جس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ فساد و خون ریزی واقع ہو نیز مخلوقات ارضیہ

بِاسمہٖ سُبحانہٗ

ائمہ طاہرین اور اہل سیر و تواریخ

یہ ایک امر بدیہی ہے جسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی شے کو ہم کامل اوسی وقت کہہ سکتے ہین جبکہ اوسکے بالمقابل ناقص بھی موجود ہو اسی طرح ناقص کو ناقص اوسی صورت مین کہا جا سکتا ہے جبکہ کوئی کامل اوسکے مقابلے مین وجود رکھتا ہو۔ اگر کسی نوع کی صرف ایک ہی فرد موجود ہو تو ہم کامل یا ناقص نہین کہہ سکتے یا تمام افراد کسی نوع کے صفات مین یکسان اور مساوی درجہ رکھتے ہون کوئی درجہ تفاوت اون مین نہ پائی جاتی ہو تو ایک کو کامل یا دوسرے کو ناقص نہین کیا جا سکتا۔

کامل کی پہچان ناقص سے ہوتی ہے

شے کامل کا کمال اوسی وقت اچھی طرح واضح ہو سکتا ہے جبکہ بالمقابل اوس کے شے ناقص عالم وجود مین ہو۔ کوئی شے خواہ کتنی ہی خوبیون سے متصف کیون ہو جس وقت تنہا آپکے سامنے پیش ہوگی تو آپ کی نظر اوس کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہ کر سکے گی اور وہ وقعت دلون مین پیدا نہ ہوگی جو اوس کے کمال کے اعتبار سے ہونی چاہیے مگر جبکہ چند چیزین اور جو اوسی کی ہم جنس مگر کم درجہ کی ہون اوس سے پہلے یا ساتھ ساتھ نظر سے گذر جائین تو اوس کی قدر کہین زیادہ دلون مین پیدا ہوگی اور اوس کے جوہر کمال کا آسانی سے اندازہ ہو سکے گا۔

اسکی عام مثال انسان کے روزمرہ کے کاروبار مین مل سکتی ہے مثلاً ایک دوکاندار سے جب کسی چیز کے دکھانے کی فرمائش کی جاتی ہے تو وہ اکثر اعلےٰ اور بیش قیمت چیزون کے دکھانے سے پہلے اوسی جنس کی ادنیٰ اور کم قیمت اشیا ابھی سامنے رکھ دیتا ہے غرض اس سے یہی ہوتی ہے کہ معمولی چیزون کے دیکھنے کے بعد عمدہ اشیا کی خوبی نظرون مین اچھی طرح قائم ہو سکے گی۔ بالجملہ کامل کا جوہر کمال اوسی وقت کھلتا ہے جبکہ اوس کے ساتھ ناقص بھی موجود ہو۔

اصل مقصود کامل ہوتا ہے

یہ امر بھی مسلم ہے کہ اصل مقصود و نفس مطلوب ہمیشہ کامل اور اعلیٰ شے کا بنانا اور دکھانا ہوتا ہے لیکن صناع ناقص اور ادنیٰ چیزون کو بھی بناتا ہے تاکہ اون کے نقص سے اوس کامل شے کا کمال بخوبی ظاہر ہو جائے۔

کامل چیزین تعداد مین قلیل ہوتی ہین

نیز وہ چیزین جو درجہ کمال کو پہونچی ہوئی ہون ہمیشہ تعداد مین قلیل ہوتی ہین اور اسلئے کہ صناع کامل شے کے بنانے مین بڑا اہتمام ملحوظ رکھتا ہے

کہ وہ تمام صفات بجا، کمال اوس مین جمع کر دے جو اوس نوع کی دوسری فردون مین پائی جاتی ہین لیکن اون کے اتصاف کا وہ درجہ نہین ہوتا جو اس مصنوع کامل مین دکھانا مقصود ہے اس کے لئے اوس صناع کو اپنی صنعت دکاریگری کی قوت وطاقت پوری پوری صرف کرنی پڑتی ہے اور وقت بھی زیادہ صرف ہوتا ہے نیز کثرت تعداد سے اوس کی قدر وقیمت کے نگاہون مین گھٹ جانے کا خیال ہوتا ہے لہذا ضروری ہے کہ کامل چیزین بہ نسبت ناقص کے قلیل التعداد ہون بقول شاعر۔ بجوی ہم نخری خرمن اخلاص مرا، کم بود قیمت جلیسے کہ فراوان باشد
ثانیاً اس لئے کہ کمال گویا بلندی پر چڑھنا ہے اور نقص پستی کی طرف آنا۔ ظاہر ہے بلندی پر چڑھنا پستی کی جانب آنے سے زیادہ دشوار ہوتا ہے اس لئے بلندی کی طرف جانے والی فردین قلیل ہونگی اور پستی کی طرف آنے والی زیادہ۔

اگر آپ غور فرمائین گے تو یہ تمام اصول جن کو مین نے عرض کیا ہے صناع ازلی کی مصنوعات قدرت مین حرف بہ حرف موجود پائین گے۔ اس کے سمجھنے کے لیے پہلے آسمان کی طرف نظر فرمائیے اور دیکھئے کہ وہ کسی قدر کثیر التعداد ستارون سے بھرا ہوا ہے جن کا حصر و شمار محاسب عقل سے ناممکن ہے لیکن وہ کامل افراد جو اپنی نورانیت مین حد کمال کو پہونچی ہوئی ہین نظام عالم کی بنیاد جن پر رکھی گئی ہے جن کی گردشون سے وقت وساعت روز شب سال وماہ معین کئے گئے ہین جن کے سیر وحرکت سے تبدل فصول اور دیگر آثار مختلف کا ظہور وحدوث وابستہ کیا گیا ہے صرف چند ستارے ہین جنھین سبعہ سیارہ کہتے ہین اور ان کے درمیان بھی فرق کمال ونقص موجود ہے تا اینکہ کامل ترین ستارے جن کی ضیا سے رات دن عالم منور ہوتا ہے وہ فقط دو ہی دکھائی دیتے ہین ایک آفتاب دوسرا ماہتاب۔
پھر زمین کی طرف نگاہ کیجئے یہان بھی یہی اصول ہر شے مین نظر آئین گے مثلاً جب زمین سے بیج اوگتے ہین تو اون کی تعداد بہت کثیر ہوتی ہے لیکن اون مین سے بڑا حصہ قبل نشو ونما فنا ہو جاتا ہے پھر باقیماندہ مین سے اکثر اثنائے نشو ونما مین فنا ہو جاتے ہین تا اینکہ کمال نشو ونما اور صلاحیت بارآوری تک پہونچتے پہونچتے صرف چند درخت رہ جاتے ہین علی ہذا القیاس درختون مین جب پھول آتے ہین تو کس کثرت سے آتے ہین لیکن معلوم ہے کہ اون تمام پھولون مین پھل لگنے کی قابلیت نہین ہوتی بلکہ زیادہ حصہ اس سے پہلے ہی ضایع ہو جاتا ہے پھر پھل آنے کے بعد بھی اون کے پختہ ہوکر قابل استعمال ہونے تک ضایع وتلف ہونے کا

اقوال کو علماے اسلام نے اپنی کتب تفاسیر مین درج کر لیا اور کسیکو یہ سمجھنے کی ضرورت محسوس نہین ہوئی کہ زبانون کا معلوم ہونا کسی شخص کو اوسی وقت فائدہ دیتا ہے جبکہ اور اہل زبان بھی موجود ہون اور اون سے معاملات معاشرت پیش آئین وہان آدم کے سوا کوئی دوسرے فرد انسان کی موجود ہی نہ تھی پھر آدم کو وہ تمام زبانین تعلیم کرنے سے کیا حاصل ہوا جو قیامت تک پیدا ہوتی رہینگی اور ان سے آدم کی ذات کو کیا نفع پہونچا ایسا فعل عبث تو خداے حکیم کی شان سے بہت بعید ہے نیز اگر جناب آدم کو تمام زبانین بتا دی گئین یا جملہ اشیائے عالم کے نام اور آثار و خواص فوائد و منافع تعلیم کر دئے گئے تو اون کے لیے ملائکہ پر کیا وجہ فضیلت پیدا ہوئی اور اگر ملائکہ مقربین کو انگریزی۔ فرانسیسی۔ لاطینی وغیرہ زبانین معلوم نہ تھین یا گاے۔ بیل۔ گھوڑے گدھے آم۔ جامن کے نامون کا علم نہ تھا تو اون مین کیا نقص تھا نہ اون کو تمام ممالک کے تمدن مین شریک ہونا تھا اور نہ اشیاے عالم کے استعمال کی اون کو ضرورت لاحق ہوتی تھی پھر ان چیزون کا معلوم ہونا اور نہ ہونا دونو اون کے لیے برابر ہے۔ اور اگر انسان انھین چیزون کے علم کے سبب ملائکہ پر فضیلت حاصل کر سکتا ہے تو آج جن لوگون نے انسائیکلو پیڈیا اور دائرۃ المعارف لکھی ہے وہ بھی یقیناً ملائکہ سے افضل ہونگے۔

بالجملہ اگر غور کی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جناب آدم کو جو اسمار تعلیم کیے گئے تھے اون سے مقصود محض اون کی علمی فضیلت ملائکہ پر دکھانی نہ تھی جس سے عدم مطابقت سوال و جواب کا شبہہ ہو سکے اور نہ ملائکہ کے کسی اور خیال کا مرتفع کرنا مطلوب تھا بلکہ درحقیقت وہ ملائکہ کے اوسی سوال کا جواب ہے جو اونھون نے خلقت جناب آدم کے متعلق کیا تھا اور ایسا جواب ہے جو بالکل مطابق سوال ہے۔ ملائکہ کو یہ خیال گذرا تھا کہ جس طرح وہ مخلوقات جن کی خلقت آدم سے پہلے کی گئی تھی فساد و خون ریزی کرتے رہے یہانتک کہ فنا کر دیئے گئے اوسی طرح ان کی خلقت بھی باعث فساد ہوگی ان سے بھی وہی قبائح ظہور مین آئینگے جو اگلون سے ہوے اس لئے عرض کی کہ پروردگارا کیا تو پھر ویسے ہی لوگون کو پیدا کرنا چاہتا ہے اور روے زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کرنا جو تیرے مخالفت کرین حالانکہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہین؟ تب جناب باری عزاسمہٗ نے پہلے اونکو یہ جواب دیا کہ انی اعلم ما لا تعلمون یعنی مین اون امور کو جانتا ہون جن کی تمھین خبر نہین پھر جناب

آدم کو اسماء تعلیم کئے اور اون لوگون کو جن کے وہ نام تھے یہ ظاہر کرنے کے لئے پیش کیا کہ
آدم اور اون کی نسل جیسی بھی ہو ہماری اصل غرض وغایت اون کی خلقت نہین بلکہ اونکی
خلقت سے مقصود ان لوگون کو پیدا کرنا ہے ان کی بابت بتاؤکہ یہ کون لوگ ہین کیسے صفات
رکھتے ہین ان کے نام کیا ہین۔

چونکہ جناب آدم کی خلقت آب وگل اور متضاد الطبائع اجزاء سے ہونے والی تھی
اس لئے ملائکہ کی نظرون مین بمقابلہ اپنی روحانیت کے خفیف معلوم ہوئی اور حدوث
مفاسد کی باعث ہر چند اون کے سامنے ایسے کچھ لوگ پیش کئے گئے جن سے آثار
نورانیت نمایان اور اطوار روحانیت عیان تھے تو اون کو دیکھکر حیران رہے بجز اسکے
کچھ نہ کہہ سکے کہ ہمین تو ان کی بابت کچھ معلوم نہین البتہ اگر تو بتاے تو معلوم ہو سکتا ہے۔
بالجملہ وہ اسماء جو جناب آدم کو تعلیم دئے گئے تھے وہ اشیاء عالم کے نام نہ تھے
بلکہ اون لوگون کے نام تھے جن کے حالات آدم سے مختلف تھے جن کی طینت آدم کی
طینت سے بالکل جدا تھی جن سے یہ احتمال نہ تھا کہ روے زمین پر آکر فساد وخونریزی کرتے
پھرین گے جن کی تسبیح وتقدیس تحمید وتہلیل ملائکہ سے بڑھی ہوئی تھی وہی در اصل غرض
ایجاد عالم وغایت خلق آدم تھے دیگر افراد انسان کی خلقت اون کے ضمن وشمول مین
ہوئی ہے تاکہ ناقص وکامل کا فرق اچھی طرح واضح ہو جائے یہی وہ لوگ ہین جن کے اسمائے
مبارکہ اس حدیث مین مذکور ہین۔

عن الشیخ عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ مرفوعا عن ابی ھریرۃ
رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم انہ قال لما خلق اللہ تعالی ابا البشر ونفخ فیہ
من روحہ التفت آدم الی یمانی العرش فاذا النور خمسۃ اشباح سجدا و
رکعا قال آدم یا رب ھل خلقت احدا من طین قبلی قال لا یا آدم قال
فمن ھولاء الخمسۃ الذین اراھم فی ھیئتی وصورتی قال ھولاء خمسۃ
ولا ھم ما خلقتک ھولاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ اسماء من اسمائی لولا
ما خلقت الجنۃ ولا النار ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض ولا الملئکۃ ولا
الانس ولا الجن فانا المحمود وھذا محمد وانا العالی وھذا علی وانا الفاطر و
ھذہ فاطمۃ وانا الاحسان وھذا الحسن وانا المحسن وھذا الحسین البیت

بعزتی انہ لا یاتینی احد بمثقال حبة من خردل من بغض احد منہم الا
ادخلتہ ناری ولا ابالی یا آدم ھؤلاء صفوتی بہم انجیہم و بہم اھلکہم
فاذا کان لک حاجة فبھؤلاء توسل قال النبی نحن سفینة النجاة من تعلق
بہا نجی ومن حاد عنہا ھلک فمن کان لہ حاجة فلیسال بنا اہل البیت
راخرجہ ابو القاسم عبد الکریم بن محمد بن عبد الکریم الرافعی

ترجمہ: عبد القادر جیلانی علیہ الرحمتہ اس حدیث کے اسناد کو ابو ہریرہ تک پہونچاتے ہین کہ انھون نے جناب رسالتماب صلعم کو فرماتے ہوے سنا ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابو البشر علیہ السلام کو پیدا کیا اور اون کے جسم مین اپنی روح کو پھونکا تو جناب آدم نے عرش کے داہنے بازو کی طرف نگاہ اوٹھا کر دیکھا کہ اوسمین پنجتن پاک کے جسمون کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے آدم نے عرض کی اے میرے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ سے پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے رب العزت نے فرمایا نہین آدم نے عرض کی پس یہ کون اشخاص ہین جن کو مین اپنی ہیئت اور صورت مین دیکھ رہا ہون خدائے تعالیٰ نے فرمایا یہ تیری اولاد مین سے پانچ شخص ہین اور جس جنس سے مین نے تجھے پیدا کیا ہے یہ اوس سے نہین ہین ان کے لئے مین نے اپنی نامون سے پانچ نام مشتق کئے ہین اگر یہ نہ ہوتے تو مین بہشت دوزخ عرش۔ کرسی آسمان۔ زمین۔ فرشتے۔ انسان جن وغیرہ اشیا کو نہ پیدا کرتا پس مین محمود ہون یہ محمد ہین اور مین عالی ہون یہ علی ہین مین فاطر ہون یہ فاطمہ ہین مین احسان ہون یہ حسن ہین مین محسن ہون یہ حسین ہین مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ کے برابر بھی ان کا بغض لیکر میرے پاس آئیگا تو مین اوس شخص کو ضرور دوزخ مین دھکیلونگا اور مجھے اوس کی کچھ پروا نہین ہوگی اے آدم یہ میرے برگزیدہ ہین مین ان کی وجہ سے بہت سے لوگون کو نجات بخشونگا۔ اور ان کی وجہ سے بہت سے لوگون کو ہلاک کرونگا جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو ان کی ذات کیساتھ میرے جناب مین وسیلہ پکڑا کر پس آنحضرت صلعم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم نجات کی کشتی ہین جس نے اس کشتی کے ساتھ تعلق اختیار کیا وہ نجات پاگیا اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہوگیا پس جس کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی منظور ہو اوسکو چاہیے کہ ہم اہل بیت

کو درگاہ الٰہی مین وسیلہ لائے (ارجح المطالب)

اس مضمون کی بے شمار احادیث بطرق عامہ وخاصہ مروی ہین جن سے نہ صرف پنجتن نجباء بلکہ جملہ ائمہ طاہرین کے اسماے مبارکہ کا ساق عرش پر لکھا ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ انھین بزرگوارون کے نام جناب آدم کو تعلیم کئے گئے تھے اور انھین اسماء کے وسیلہ سے جناب آدم کی توبہ قبول ہوئی تھی یہی انوار مقدسہ خلقت آدم سے ہزارون برس پیشتر خلق کئے گئے تھے بلکہ وجود ملائکہ سے بھی پیشتر اون کی خلقت ہوئی تھی اور برابر تسبیح وتقدیس تحمید وتہلیل مین مصروف تھے اگر اون سب کا احصا کیا جائے تو مضمون طوالت پذیر ہوجائیگا اس لئے محض حدیث مذکور پر اکتفا کر کے ان بزرگوارون کے چند حالات وواقعات اور ان کے متعلق محدثین ومورخین کے کچھ اقوال نقل کرتا ہون جن سے معلوم ہوجائیگا کہ یہ نفوس قدسیہ کیسے کمالات روحانیہ وجسمانیہ وصفات علمیہ وعملیہ سے متصف تھے اور ان کے علم وفضل معرفت وعبادت زہد وتقوی عصمت وطہارت ورع وعفت کا پایہ کتنا بلند تھا جس کا اقرار کرنے پر وہ لوگ بھی مجبور تھے جو اون کے دامان عصمت سے متمسک نہ تھے بلکہ اون لوگون کو بھی اقرار کرنا پڑتا تھا جو ظاہر بظاہر دشمن تھے اور اخفاے حق واطفاے انوار الٰہیہ پر کمر بستہ رہتے تھے اور ناظرین کو یہ یقین کر لینے کا موقع ملیگا کہ یہی وہ اہل عصمت وطہارت تھے جن کی بابت کسی فساد ومخالفت کا احتمال بھی نہ تھا اور یہی برگزیدگان الٰہی غایت ایجاد عالم غرض خلقت آدم تھے اگر یہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا اور اگر ان کا قدم دنیا مین نہ رہے تو کچھ نہ رہ جائے جیسا کہ حدیث ذیل صاف لفظون مین بتا رہی ہے۔

اخرج الحاکم عن جابر ابن عبد الله وابی موسی الاشعری وابن عباس رضی الله عنهم قالوا قال رسول الله صلعم النجوم امان لاهل السماء واهل بیتی امان لاهل الارض فاذا ذهب النجوم ذهب اهل السماء واذا ذهب اهل بیتی ذهب اهل الارض (ینابیع المودۃ ص۲۰)

حاکم نے جابر بن عبد اللہ اور ابو موسی اشعری اور ابن عباس سے روایت کی ہے یہ لوگ کہتے ہین کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ستارے اہل آسمان کے لئے باعث امان ہین اور میرے اہل بیت زمین والون کے لیے پس جبکہ ستارے فنا ہون گے آسمان کے رہنے والے بھی فنا ہوجائینگے اور جبکہ میرے اہل بیت کا قدم نہ رہیگا تو زمین والے بھی جاتے رہینگے

علوم اہل بیت کی بابت بعض اہل علم کی رائے

ابن صباغ مالکی صاحب کتاب فصول مہمہ حالات جناب سید الشہداء امام حسین بن علی علیہ السلام کے علم کا تذکرہ کرتے ہوے لکھتے ہیں۔

قال بعض اهل العلم علوم اهل البيت لا يتوقف على التكرار والدرس ولا يزيد يومهم فيها على ما كان في الامس لانهم المخاطبون في اسرارهم والمحدثون في النفس فسماء معارفهم وعلومهم بعيدة عن الادراك واللمس ومن اراد سترها كان كمن اراد ستر وجه الشمس فهم يرون عالم الغيب والشهادة ويقفون على حقايق المعارف في خلوات السياحة فما تزيد معارفهم في زمان الشيخوخة على معارفهم في زمن الولادة الخ

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ علوم اہل بیت سبق پڑھنے اور اوسکو دہرانے پر موقوف نہیں ہوتے اور کل جتنا علم انکو حاصل تھا اوس پر کچھ زیادتی نہیں ہوتی (یعنی علوم اہل بیت وہبی ہوتے ہیں نہ کسبی اور ہمیشہ یکساں رہتے ہیں نہ یہ کہ کل کم تھا آج زیادہ) اسلئے کہ پروردگار عالم کی طرف سے مخاطب و محدث ہوتے ہیں اون کے معارف و علوم کا آسمان ہمارے ادراک اور رسائی سے دور ہوتا ہے اور جو شخص اونکے علوم کو چھپانا چاہے تو گویا آفتاب کو چھپانا چاہتا ہے یہ وہ لوگ عالم غیب و شہادت کو یکساں دیکھتے ہیں اور حقائق معارف پر خلوات عبادت میں مطلع ہوتے رہتے ہیں پس اونکے معارف و علوم زمانہ شیخوخت میں اوس سے زیادہ نہیں ہوتے جو کہ مبدأ ولادت میں حاصل ہو چکے تھے

امیر المومنین کے حیرت انگیز فضائل

علامہ ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ میں فضائل امیر المومنین کے متعلق کمال حیرت کے ساتھ لکھتے ہیں۔

فسبحان من منح هذا الرجل هذه المزايا النفيسة والخصائص الشريفة ان يكون غلام من ابناء عرب مكة ينشأ بين اهله لم يخالط الحكماء وخرج اعرف بالحكمة ودقائق العلوم الالهية من افلاطون وارسطو ولم يعاشر ارباب الحكمة الخلقية والآداب النفسانية لان قريشا

پس پاک ہے وہ خدائے کریم جس نے اس شخص (علی بن ابیطالب علیہ السلام) کو ایسے فضائل نفیسہ و خصائص شریفہ عطا فرمائے تھے (حیرت انگیز امر ہے کہ عرب کا ایک لڑکا اپنے ہی اہل و اقارب میں پلا بڑھا کبھی حکما سے میل جول کا اتفاق اسکو نہیں ہوتا ہے لیکن وہ حکمت اور دقائق علوم الٰہیہ افلاطون و ارسطو سے بھی زیادہ عارف نکلتا ہے اور کبھی ارباب حکمت خلقیہ و آداب نفسانیہ (یعنی علم الاخلاق) کی صحبت میں

لم يكن احد منهم مشهورا
بمثل ذلك وخرج اعرف بهذا
الباب من سقراط ولم يربوا
الشجعان لان اهل مكة كانوا
ذوي تجارة ولم يكونوا ذوي
حرب وخرج اشجع من كل بشر مشى
على الارض قيل لخلف الاحمر
ايما اشجع عتبة وبسطام ام
على ابن ابيطالب فقال انما يذكر
عتبة وبسطام مع البشر والناس
لا مع من يرتفع عن هذه الطبقة
فقيل له على كل حال قال والله لو
صاح في وجوههما لماتا قبل ان
يحمل عليهما وخرج افصح من سحبان
وقس ولم تكن قريش بافصح العرب
كان غيرها افصح قالوا افصح العرب
جرم وان لم يكن لهم نباهة
وخرج ازهد الناس في الدنيا
واعفهم مع ان قريشا ذوو حرص
ومحبة للدنيا ولا غرو وقد كان
محمد مربيه ومخرجه
والعناية الالهية تمده
وترفده ان يكون منه
ما كان -

(شرح ابن ابی الحدید طبع ایران ص ۲۳۰)

نہیں رہا ہے اس لئے کہ قریش میں کوئی بھی ان
علوم میں مشہور نہ تھا لیکن وہ اس فن میں سقراط
سے زیادہ عالم نکلتا ہے اور کبھی بہادروں کے
درمیان تربیت نہیں پائی ہے کیونکہ مکہ والے
تجارت پیشہ لوگ تھے اہل حرب وضرب نہ تھے
لیکن وہ روئے زمین پر تمام چلنے والے افراد
نوع بشر سے بڑھکر شجاع نکلتا ہے ایک مرتبہ
خلف الاحمر سے کہا گیا کہ ان میں سے کون زیادہ
بہادر تھا عتبہ وبسطام یا علی بن ابی طالب تو
تو انھوں نے کہا (بھائی) عتبہ وبسطام کا ذکر
تو بشر وانسان کیساتھ کیا جاتا ہے نہ اوس شخص کے
ساتھ جو اس طبقہ سے ہی بلند ہو لیا ہو (پھر) کہا گیا بہر
حال (کچھ تو بتائیے) تو انھوں نے کہا کہ اگر علی ابیطالب
ان دونوں کے منہ پر فقط ایک چیخ مارتے قبل اسکے
کہ ان پر حملہ کریں تو یہ دونوں مرجاتے اور وہ شخص
(یعنی علی ابن ابی طالبؑ) سحبان وقس سے زیادہ
فصیح نکلا حالانکہ قریش افصح عرب نہ تھے بلکہ افصح
اور لوگ تھے کہتے ہیں کہ افصح عرب قبیلہ جرم تھا
اگرچہ باعزت وجلالت نہ تھا اور زہد وعفت
میں دنیا بھر سے بڑھکر نکلا حالانکہ قریش دنیا کے
حریص اور اوس سے محبت رکھنے والے تھے اور
پھر تعجب ہی کیا ہے اوس شخص کی بابت جس کے
مربی محمد ہوں اور عنایت الہیہ اوس کی مدد
کر رہی ہو کہ اوس سے وہ امور عجیبہ ظاہر ہوں
جو ہوئے -

امیر المومنین کے روحانی فضائل کے متعلق امیر معویہ کی ضرار سے گفتگو

قیل ان معویة
قال لضرار
الصدائی یا
ضرار صف لی
علیا فقال اعفنی یا امیر قال لتصفنه
قال اما اذ لا بد من وصفه کان
واللہ بعید المدی شدید القوی
یقول فصلا ویحکم عدلا یتفجر
العلم من جوانبه ومنطق الحکمة
عن لسانه یستوحش من الدنیا
وزهرتها ویانس باللیل ووحشته
وکان غزیز العبرة طویل الفکرة
تعجبه من اللباس ما قصر ومن
الطعام ما خشن کان فینا کاحدنا
یجیبنا اذا سالناه ویاتینا اذا دعوناه
ونحن واللہ مع تقریبه ایانا وقربه
منا لا نکاد نکلمه هیبة له یعظم
اهل الدین ویقرب المساکین لا
یطمع القوی فی باطله ولا ییئس
الضعیف عن عدله ولقد رایته
فی بعض مواقفه وقد ارخی اللیل
سدوله وغارت نجومه قابضا
علی لحیته یتململ تململ السلیم و
یبکی بکاء الحزین ویقول یا دنیا
غری الی تعرضت ام الی تشوقت

کہتے ہیں کہ امیر معویہ نے ضرار صدائی سے کہا اے
ضرار مجھ سے علی علیہ السلام کے اوصاف بیان کر
ضرار نے کہا اے امیر مجھے اس سے معاف رکھ معاویہ نے
کہا تجھے ضرور ان کے اوصاف بیان کرنے
ہونگے ضرار نے کہا جب مجھے انکے اوصاف بیان
کرنے پہ مجبور ہی کرتا ہے تو سن) واللہ وہ بڑے
کام والے اور بڑی قوتوں والے تھے بزرگی کی بات
کرتے تھے اور عدل سے حکم دیتے تھے علم کا سرچشمہ ان کے
دل سے موج زن تھا حکمت انکی زبان سے ٹپکتی تھی
وہ دنیا اور دنیا کی خوبیوں سے گریز کرتے تھے وہ
اندھیری رات اور اوس کی وحشت سے انس رکھتے تھے وہ
رونے کو پسند کرتے تھے اور دور دراز فکر میں ڈوبے
رہتے تھے انکو کپڑا چھوٹا پسند تھا اور انکو کھانے
میں کرخت چیز بھلی معلوم ہوتی تھی وہ ہم میں ہم
جیسے تھے وہ ہمکو جواب دیتے تھے جب ہم ان سے
پوچھتے تھے وہ ہمارے پاس آتے تھے جب ہم انکو
بلاتے تھے خدا کی قسم ہے کہ ہم باوجود انکی قربت
کے ہیبت کی وجہ سے ان سے کلام نہیں کر سکتے تھے
وہ اہل دین کی تعظیم کرتے تھے مسکینوں کو اپنے
پاس بٹھاتے تھے ان کے خوف سے کوئی زبردست
اپنی بیہودگی کی خواہش دل میں نہ لا سکتا تھا ضعیف
ان کے عدل سے ناامیدی کا منہ نہیں دیکھتا
تھا میں نے انکو بعض مقامات پر دیکھا جبکہ رات کا
گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور تارے سیاہی
میں ڈوبے ہوئے تھے اپنی ریش مبارک کو پکڑے

هيهات قد ابنتيك ثلاثا لا رجعة فيها فعمرك قصير وخطرك كثير واه! واه من قلة الزاد وطول السفر فبكى معاوية فقال رحم الله ابا حسن كان والله كذلك فكيف حزنك عليه يا ضرار قال حزن من ذبح ولدها في حجرها (اخرجه الدولابي وابو عمرو ابن عبد البر في الاستيعاب والمتقي في كنز العمال وابن حجر في الصواعق المحرقه)-

ہوے آہستہ آہستہ لپ رہے تھے (بلکہ شل اگر نے) بیقرار ہو رہے تھے اور فرما رہے تھے اے دنیا میرے سوا کسی اور کو فریب دے میرے کیون سامنے آئی ہے یا مجھ سے شوق رکھتی ہے افسوس افسوس مین نے تجھے تین طلاقین دی ہین جنمین ہرگز رجعت کی گنجائش نہین تیری عمر بہت تھوڑی ہے اور تیرے دکھ بڑے ہین آہ آہ توشہ تھوڑا ہے اور دور کا سفر ہے امیر معاویہ سنکر رونے لگا اور کہنے لگا خدا ابوالحسن پر رحم کرے واللہ وہ ایسے ہی تھے اے ضرار اونکے مرنے سے تجھ کو کیسا رنج ہوا ہے ضرار کہنے لگا ایسا رنج ہے کہ جس طرح کسی عورت کے گود مین اوسکا بیٹا ذبح کر دیا جائے (دولابی اور ابو عمر نے اسکی روایت کی ہے اور ابی عبد اللہ نے استیعاب مین اور متقی نے کنز العمال مین اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین نقل کیا ہے (ارجح المطالب ص ۱۱۲)-

معویہ امیر المومنین سے مشکل مسائل پوچھا کرتے تھے

كان معوية يكتب فيما ينزل به ليسأل له علي ابن ابي طالب عن ذلك فلما قتل علي قال ذهب الفقه والحكمة بموت ابن ابي طالب فقال عتبة اخوه لا يسمع هذا اهل الشام فقال دعني عنك (اخرجه ابن عبد البر في الاستيعاب)

امیر معویہ کو جو امور دشوار پیش آتے تھے ادن کو لکھ کر جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا کرتے تھے جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہو گئے تو امیر معاویہ کہنے لگے ابن ابیطالب کی موت سے فقہ و حکمت جاتی رہے عتبہ اونکا بھائی کہنے لگا کہین یہ بات اہل شام نہ سن لین معویہ نے کہا چھوڑ مجھے (ابن عبد البر نے استیعاب مین اس روایت کی تخریج کی ہے)

(ارجح المطالب)

(باقی آئندہ)

دل ہلا دینے والا حادثہ

قبل ازین ماہ نومبر ۲۲ سنہ کے الواعظ صفحہ بستم مین حادثۂ جانکاہ انتقال پرملال مولانا محمد ناظم
صاحب مرحوم کا حال اپنے مختصر لفظون مین لکھ چکا ہون چونکہ مولانا مرحوم الواعظ کی جان و روح تھے
اس جہت سے کسیقدر تفصیل سے انکے حالات لکھنا فرض سمجھتا تھا لیکن جو کچھ مین لکھتا اُسے
میرے ایک عزیز مولوی ابرار حسین سلمہ ربہ متعلم مشارع الشرایع نے اخبار شیعہ کالج نیوز کی
جلد ہشتم نمبر ۳ مورخہ ۲۱ جنوری ۲۳ سنہ مین شایع کر دیا جسے مین بعینہ درج کرتا ہون۔ الواعظ
اگرچہ ایسے اخبار غم کیلئے نہین ہے۔ اس سے پہلے بعض واقعات افسوسناک گزرے اور
نہین لکھے گئے مگر مرحوم موصوف کی ذات کو واقعی الواعظ سے وہی تعلق تھا جو کہ روح کو جسد سے
ہوتا ہی اس خصوصیت کی جہت سے لکھنا ضروری سمجھا علاوہ دیگر خصوصیات کے الشیعہ و
فنون الاسلام [illegible] سے تھے قریب قریب کتاب مذکور کا ترجمہ کرکے رکھ چھوڑا تھا بہت
کم حصہ ترجمہ کرنیکو باقی رہ گیا تھا بعض حضرات کے خطوط میرے پاس موجود ہین اور یہ اچھی طرح
معلوم ہے کہ اکثر حضرات نے محض اسی ترجمہ کے شوق مین الواعظ کی خریداری منظور فرمائی
لہذا انکے تفصیلی حالات سے ناظرین الواعظ کو مطلع کرنا مین نے ضروری سمجھا۔

"منیجر الواعظ"

یون تو دنیا مین روز مرہ بہت سے واقعات رونما ہوتے رہتے ہین لیکن خصوصیت کے
ساتھ بعض وقایع بعض وجہ سے اپنی نظیر آپ ہی ہوتے ہین۔ گردش چرخ نیلوفری نئے نئے نقش
انقلاب صفحۂ روزگار پر چھوڑ جاتی ہے لیکن بعض انقلابات دہر عالم کو خون کے آنسو رلائے بغیر
نہین رہتے۔ عالم کروٹین بدلتا ہے اور ہر کروٹ مین کچھ نہ کچھ یاس و حسرت کی مرقع
کھینچ ہی جاتا ہی جو مٹ ہی جاتے ہین لیکن بعض تصویرین ہمیشہ قلب سے تا بقاے دہر مٹتے ہوے
نظر نہین آتے صحن عالم ہمیشہ آماجگاہ حوادث و آلام بنا رہا لیکن بعض حوادث جانکاہ عالم
کے لئے نشتر سے زیادہ کارگر ثابت ہوتے ہین اسمین شک نہین کہ شباب کی موت عموماً
جانگزا اتم ہے مگر بعض جوانون کا اٹھ جانا وہ روح فرسا الم ہے جو نہ صرف اعزا و احباب کے
لئے بلکہ ہر اُس سننے والے کے لئے جس کے پہلو مین دل اور دل مین درد ہو پیغام موت سے
کسیطرح کم نہین ہے بہت سے سرسبز و شاداب چمن صرف خزان ہوتے ہوے دیکھے گئے

ہین۔ مگر سچ عرض کرتا ہون کہ دلون پر وہ اثر نہ ہوا ہوگا جو ایک نونہال چمن علم کی نذر خزان ہوجانے
سے ممکن الوقوع اور متصور ہے ہماری قوم کی قلت تعداد اور اوسمین علما اور اہل علم کی کمی
ضرب المثل ہے۔ پھر اگر اسمین بھی کمی ہوجائے تو زمانہ کے لئے کسقدر جانکاہی کا سامنا
ہوگا۔ ہم دیکھتے ہین کہ جو فرد ہم سے کم ہوئی پھر زمانہ آیندہ مثال نہ لایا۔ جو فرد اوٹھی بےنظیر
اوٹھی۔ جو کمی ہوئی زمانہ کے ہاتھون پوری نہ ہوئی۔ جو جگہ خالی ہوئی پھر وہ پر نہ ہوسکی ایسی
صورت مین ہر وہ نفس جو زیور علم و فضل سے آراستہ اور جامہ زہد و تقوی سے پیراستہ
ہو ہمارے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے جو اپنی جان سے زیادہ عزیز روح روان سے زیادہ
گرانقدر ہے اور ہر متنفس صاحبان علم و فضل کا ہمارے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے
اور سرمایہ عزت و صد افتخار ہے۔ شیعی دنیا مین یہ قیامت خیز خبر نہایت درد و الم کے ساتھ
سنی جائیگی کہ ایک فہرست ارباب علم مین ناقابل تلافی کمی اسے ہوگئی اور ایک بہت بڑی
نعمت ہمسے پھر مسلوب ہوگئی ماہ جمادی الاول کی غضبناک ان شبون مین سے ہے جسنے
قلب اسلام پر ایک تازہ زخم لگا دیا۔ یہ وہ ہنگامہ گرم کن غضب تھی جسنے آن واحد مین
تمام امیدون کا خاتمہ کردیا اور ایک ریاضت کردہ اور نہایت جانفشانیون سے سینچا
ہوا چمن علم نذر خزان ہوگیا۔ اسلامی دنیا مین شاید ہی کوئی ایسا متنفس ہوگا جو قبلہ و کعبہ
سرکار شریعتمدار ناشر الشریعۃ مروج الملۃ محی السنۃ ممیت البدعۃ جناب شمس العلما مولانا
نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی مجتہد العصر کے اسم گرامی سے واقف نہ ہو کیونکہ آپ کی
اسلامی خدمتون نے چار دانگ عالم مین ایک خاص روشنی پیدا کردی ہے جس روشنی مین
آپ کا اسم گرامی جلی حرفون سے دکھائی دیتا ہے۔ یہ ریاضت کدہ باغ آپ ہی کا باغ تھا جسے
آپ نے بڑی عرق ریزیون سے سینچا تھا اور مغفور سلفہ اسکی آبیاری کی تھی ۲۳ برس تک
اپنے آغوش تربیت مین رکھکر حوادث زمانہ سے بچاتے ہوئے اس حد تک پہونچا دیا تھا کہ دنیا
اس سے فائدہ اٹھاسکے یہی تمام عمر کی ریاضت اور سرمایہ حیات اور ثمر زندگانی تھا۔ اسکے
دفعتہ کم ہوجانے سے جناب کے قلب کی کیا حالت ہوگی؟ اسکا اندازہ دشوار ہے۔ درحقیقت
عالیجناب فاضل جلیل عالم نبیل جناب مولانا سید محمد کاظم صاحب قبلہ طاب ثراہ کی قبل از وقت
وفات حسرت آیات ایک جانگزا سانحہ ہے اور دل ہلا دینے والا حادثہ ہے جو بوجوہ مختلفہ
نہایت کرب و سوز جگر کا باعث ہے۔

جناب مرحوم کا عہد شباب اور والدین کی ضعیفی کا عالم خورد سال بچون کے سر سے سایہ عاطفت پدری اٹھ جانا مولانا کا علم وفضل سے آراستہ ہونا آپ کی خوش اخلاقی صفت تواضع متانت سنجیدگی حسن معاشرت احباب واعزا سے بحسن خلق پیش آنا ان جملہ محامد وصفات کا جو ایک ذی علم کے لئے زیبا بلکہ ضروری ہین مجتمع ہون اور پھر دفعۃً ان کمالات کا خاک مین ملجانا یہ تمام وہ باتین ہین جس کے تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ دل سینہ مین تڑپ جاتا ہے۔

مشاغل علمیہ

مرحوم جب کہ معقول ومنقول کی تحصیل کرکے درجہ کمال پر فائز ہوگئے اور مدرسہ مشارع الشرائع سے ممتاز الافاضل کی سند حاصل کی ہمہ تن خدمت طلاب علم دین کی جانب مڑ گئے۔ مدرسہ مین مدرس دویم مقرر ہوے۔ کتب معقولات و منقولات ادب فقہ اصول (مثل شرح لمعہ قوانین وغیرہ) کا درس آپ سے متعلق ہوا۔ علاوہ مدرسہ مکان پر بھی درس کا سلسلہ باقی رہا۔ آپ کی قلیل عمر کا اکثر حصہ خدمت دین وعلم اہل علم مین گذرا۔ آپ انجمن موید العلوم کے مدیر تھے اور کتاب الشیعہ وفنون الاسلام کے مترجم تھے (جو ترجمہ کرا الواعظ مین شایع ہوتا رہا) انھین امور کو دیکھکر قدر دان وجوہر شناس حضرات نے اعزاز کیلئے آپ کی ذات کو منتخب کر لیا کتاب مذکور کے مصنف جناب آقا سید حسین صدر دام ظلہ نے گذشتہ ماہ جمادی الاول مین ازراہ قدردانی اجازہ تحریر فرماکر بھیجدیا اور اس سند مین علماء نجف اشرف نے آپ کی قابلیت کا اندازہ کرکے اجازت مرحمت فرمائی۔ خارجاً یہ بھی معلوم ہوا کہ جہان جہان پہونچے وہان کے علماء کرام نے آپکا اچھی طرح اعزاز واحترام کیا اور ملکی منتظمین نے بھی آپ کی عزت کا لحاظ وپاس کیا۔

سفر مشہد مقدس

با وجودیکہ زمانہ تحصیل علم مین اپنے والد العلام کے ہمراہ شرف زیارت کربلاے معلی سے مشرف ہوچکے تھے لیکن یہ خیال برابر رہا کہ ایک مرتبہ زیارت مشہد مقدس سے ضرور بہرہ ور ہونا چاہیے۔ چنانچہ موقع کے منتظر رہے اور ۸ ماہ مبارک صیام کو مدت کی تمنائے دل برآئی۔ بغرض زیارت حضرت امام غریب مشہد مقدس کی جانب روانہ ہوے ۱۲ شوال روز جمعہ وارد مشہد مقدس ہوے اور ۲۵ ذیقعدہ وہان سے بعزم کربلاے معلی روانہ طہران ہوے عشرہ محرم مقام قم مین گذرا ۲۷ محرم کو کاظمین پہونچے زیارت سے مشرف ہوے سفر کی تکان سے وہین طبیعت ناساز ہوئی شدید تپ مین مبتلا ہوے بیماری کی شدت بہت رہی تھی اور پاے شوق آگے بڑھا رہا تھا آخر الامر شوق غالب رہا۔ اسی حالت مین

روانہ کربلائے معلی ہوئے وہان علالت کا سلسلہ طویل ہو گیا بیماری کی شدت ہوگئی
کوئی امید جانبری کی باقی نہ رہی لیکن پھر بھی کچھ افاقہ ہو گیا اور اپنی والدین کی زیارت
کے شوق مین ۱۲ صفر کو وہان سے نجف اشرف و سامرہ ہوتے ہوئے روانہ
ہندوستان ہوئے۔ جسوقت وطن کی جانب تشریف لا رہے تھے ایک معظمہ نے
خواب مین دیکھا کہ ایک روشن ستارہ آسمان سے آ رہا ہے لیکن آنے مین اُس کے
اجزا کم ہوتے جاتے ہین۔ ایک طرف سے اسطرح کمی ہوتی جاتی ہے جس طرح کہ چاند کے اجزا
مین گہن کے وقت کمی محسوس ہوتی ہے۔ بالآخر ۲۷۔ ربیع الاول کو لکھنؤ پہونچے۔ نہایت
اہتمام سے شاندار استقبال ہوا۔ گھر پہونچتے ہی پھر بیمار پڑ گئے۔ ہر چند علاج وغیرہ مین
بلیغ اہتمام ہوا لیکن مشیت الٰہی مین کسکو دخل ہے مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی
قطعاً کوئی اثر نہ ہوا چالیس دن کے بعد ۳۳ سال کی عمر مین شب نہم ۵ ماہ جمادی الاول کو
حضرت نجم العلما مدظلہ کا چاند گہن مین آ گیا اور روز نہم یوم پنجشنبہ وقت زوال داخل برج لحد ہوا
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انتقال کے وقت کسی سونے والے نے خواب مین دیکھا کہ
رسالتمآب کا تابوت اٹھ رہا ہے صبح کو دیکھا تو مولانا مولوی محمد کاظم صاحب مرحوم کا تابوت
انبوہ کثیر مین مومنین اور طلاب علوم کے کاندھون پر چلا آ رہا ہے اور ہنگامہ گریہ وبکا بلند ہے
جسطرف سے گذرتا ہے لوگون کے آنکھون سے بیساختہ آنسو نکل پڑتے ہین اسی گریہ وبکا کیساتھ
غسل خانہ اور بعد فراغت غسل حسینیہ جناب غفرانمآب علیہ الرحمۃ تک تابوت پہونچا جسقدر
منزل قریب آتی گئی مجمع بڑھتا گیا علمائے اعلام رؤسائے کرام اور ہر طبقہ کے لوگون کا ہجوم تھا
حسینیہ غفرانمآب علیہ الرحمتہ مین قبل دفن مجلس عزا منعقد ہوئی دل تو پہلے ہی بھرا تھا
چھیڑنے کی دیر تھی امام مظلوم کا نام آتے ہی شور گریہ وبکا سے ہنگامہ محشر بپا ہوا جسکو
دیکھو بسمل نظر آ رہا تھا۔ لوگ مرحوم کے والد علام کو پکڑے ہوئے پرسہ دے رہے
تھے۔ معاذ اللہ وہ منظر بھی ایک قیامت خیز منظر تھا جس کے تصور سے دل شق ہوتا ہے
بعد مجلس نماز ہوئی اور لوگ دفن سے فارغ ہوئے۔ قبر پہ فاتحہ خوانی کے وقت بھی ہنگامہ
محشر بپا تھا۔ لوگ اسیطرح اشکبار گھرون کو واپس گئے۔ اس واقعہ نے تمام شہر کے قلوب کو
ہلا دیا اور عجیب وغریب حالت پیدا کی ہے۔ انکے والدین کے جانکاہ صدمہ کا اندازہ
کرنا ناممکن ہے۔ جو کچھ دلون کی حالت ہوگی اُسے یا تو وہی خوب سمجھ سکتے ہین جو اس

ذائقہ سے لذت کش ہین۔ یا وہ بے نیاز ذات جس نے یہ سخت امتحان ان کے لئے مقرر فرمائے۔ یہ اس غم کی مختصر لفظون مین تصویر کھینچی گئی ہے جو لوح قلب سے کبھی مٹنے والی نہین ہے۔ بلکہ دامن دل پر بطور یادگار ہمیشہ کے لئے ثبت اور صفحہ ہستی پر جلی حرفون مین کندہ رہیگی۔ خداوند عالم جناب مرحوم کے ضعیف اور کمر شکستہ والد علام کے حال پر رحم فرماکر صبر جمیل اور قوت و توانائی عطا فرمائے تاکہ سابق کی طرح پھر اپنے مشاغل علمیہ اور خدمات دین کی طرف توجہ فرماسکین اور خود اُن مرحوم کو اعلیٰ علیین مین جگہ دے جن کے جسم کا غبار سفر زیارت غسل میت کے پانی سے دہویا گیا اور دونون بھائیون کے ایتام کو کمالات علمیہ سے آراستہ کرکے درجہ کمال کو پہونچائے اور یادگار صحیح قرار دے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار

ابرار حسین پاروی متعلم مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ۔

مدرستہ الواعظین کے سالانہ جلسے

جناب مستطاب مولانا سید محمد کاظم صاحب قبلہ طاب ثراہ کی وفات حسرت آیات کی وجہ سے مدرستہ الواعظین کے سالانہ جلسے تعطیل ماہ دسمبر مین منعقد نہو سکے جن حضرات نے تشریف آوری کی اطلاع دی تھی انکو بذریعہ تار اطلاع دیگئی اور لکھنؤ مین بذریعہ اشتہارات اعلان کردیا گیا تھا تاکہ تشریف لانے والے حضرات کو زحمت نہ ہو؟

الواعظ پریس

حضرات ناظرین کو اس امر کی شکایت تھی کہ الواعظ ٹھیک وقت پر انکو نہین ملتا جسکی وجہ سے زحمت انتظار انکو برداشت کرنا پڑتی ہے لہذا ناظرین کرام کو ہم یہ خوشخبری سنانا چاہتے ہین کہ الواعظ پریس قایم ہوگیا اور امید ہے کہ اپنا پریس ہوجانیکی وجہ سے الواعظ انشاء اللہ اپنے وقت پر شایع ہوا کرے گا۔

برس کی تھی ابن خلکان نے انکے تذکرہ مین لوس قصیدہ کا ذکر کیا ہو اور مین نے
اصل کتاب مین اوس قصیدہ کے شروع بھی ذکر کئے ہین۔

اور انھین مین سے سعد بن احمد بن مکی النیلی ہین جو مودب و کاتب معروف
تھے اور شاعر باکمال اور ادب و نحو و لغت کے عالم تھے عماد کاتب نے اُن کا
ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ تشیع مین غالی اور ورع و تقوی سے آراستہ اور علم
ادب کے عالم تھے مکتب مین معلم تھے تعصب مذہبی مین مقدم تھے۔اس قدر
طویل العمر ہوئے کہ پیرانہ سالی کی حد سے متجاوز ہوگئے اور بصارت چشم
زائل ہوگئی اور اونکا وجود عدم کے شبیہ ہوگیا نوے برس کا سن ہوگا کہ مجھسے
آخری ملاقات ۵۹۲ھ ہجری مین بمقام بغداد درب صالح مین اون سے
ہوئی تھی اسکے بعد اونکے اشعار کا ایک حصہ ذکر کیا ہے۔

اور انھین مین سے ابن زیادہ ابو طالب یحیی بن ابی الفرج سعید بن
ابو القاسم ہبۃ اللہ بن علی بن نفر علی ابن زیادۃ الشیبانی کاتب بغدادی ہین
ابن خلکان نے لکھا ہے کہ یہ افاضل اماثل مین سے تھے علاوہ علم فقہ و اصول
و کلام وغیرہ کے فن کتابت و انشا و حساب مین انتہائی معرفت رکھتے تھے
نسیمۃ السحر مین ان کا ذکر شیعہ شعرا مین کرکے بہت مدح و ثنا کی ہو ۵۹۴ھ
مین وفات پائی اور امام موسی کاظم علیہ السلام کے قریب دفن ہوئے چنانچہ
ابن خلکان کی کتاب مین ذکر ہے اور اون کی ولادت ماہ صفر ۵۲۲ھ ہجری
مین ہوئی تھی۔

اور انھین مین سے علی بن عیسی الاربلی بن ابی الفتح الصاحب بہاء الدین
امیر فخر الدین الاربلی منشی کامل تھے۔ابن شاکر نے فوات الوفیات مین اسی طرح
ان کا ذکر کیا ہے جس طرح ہم نے ذکر کیا پھر لکھا ہے کہ وہ شاعر بھی تھے اور رئیس

بھی متولی اربل بن صلایا کے کاتب رہے پھر بغداد آکر علا والدین صاحب الدیوان کے زمانہ مین دیوان الانشا کے متولی ہو گئے اور سنہ ۶۹۲ ہجری مین وفات پائی مین کہتا ہون کہ کتاب کشف الغمہ فی امامۃ الائمہ کے مصنف یہی ہین جو ایران مین طبع ہو گئی ہے اور جانب غربی مین ان کی قبر زیارت گاہ ہے۔

اور اونھین مین سے علاء الدین کندی علی بن مظفر مصنف تذکرہ ہین جسکی پچاس جلدین ہین۔ نسیمۃ السحر مین ان کا تذکرہ شیعہ شعرا مین کیا ہے۔ ابن شاکر نے فوات الوفیات مین لکھا ہے کہ ادیب کامل اور منشی ماہر علاء الدین کندی ابن وداعہ معروف بہ داعی کے کاتب تھے سنہ ۶۴۰ ہجری مین انکی ولادت اور سنہ ۷۱۶ ہجری مین وفات ہوئی ابن شاکر نے اور ابن صفدی نے تاریخ مین انکے تشیع کی تصریح کر دی ہے۔

گیارھوین فصل

علم معانی و بیان اور فصاحت و بلاغت مین شیعون کا تقدم

صحیفۂ اولے

پہلا واضع و موسس و مصنف

پہلا شخص امام مرزبانی ابوعبداللہ محمد بن عمران بن موسی بن سعید بن عبداللہ المرزبانی الخراسانی البغدادی ہین انھون نے کتاب مفصل علم بیان و فصاحت مین تصنیف کی۔ ابن ندیم نے فہرست مین لکھا ہے کہ کتاب مذکور مین سو ورق کی ہے

حافظ سیوطی نے لکھا ہی کہ پہلا مصنف عبد القاہر جرجانی ہی حالانکہ ابو عبد اللہ المرزبانی کی وفات ۳۸۴ سنہ ہجری مین ہوئی اور شیخ عبد القاہر کا سن وفات ۴۷۴ سنہ ہجری ہی۔ یافعی نے اپنی تاریخ مین انکے تذکرہ مین لکھا ہی کہ انھون نے ابن درید سے اور ابن انباری سے علوم ادبیہ کو سیکھا اور یہ بھی لکھا ہی کہ یہ تصانیف مشہورہ کے مصنف اور مجامیع غریبہ کے مولف اور راوی ادب اور کثیر التالیف تھے حدیث مین ثقہ اور مذہب تشیع کے پابند تھے۔ شعر کم کہتے تھے مگر جو کچھ کہتے تھے نہایت خوب اسکے بعد کچھ اشعار بھی اونکے نقل کئے ہین۔ ابن خلکان نے بعینہ اوسیطرح ذکر کیا ہی کہ جس طرح یافعی نے لکھا ہی اور تشیع کی بھی تصریح کی ہی اور کشف الظنون مین انھین بلفظ علامہ ذکر کیا ہی اور مین نے اصل کتاب مین مفصل ترجمہ اور تمام مصنفات کی فہرست لکھدی ہی اور لکھا ہی کہ اون کا سن ولادت جمادی الاولے ۲۹۷ سنہ ہجری تھا اور وفات روز جمعہ ۲ شوال ۳۷۸ سنہ اور بقولی ۳۸۴ سنہ ہجری بمقام بغداد جانب شرقی مین ہوئی اور شیخ ابو بکر خوارزمی نے اونکی نماز جنازہ پڑھی۔

شیخ عبد القاہر جرجانی سے اس فن مین شیعون مین سے محمد بن احمد وزیر بن محمد الوزیر ابو سعید حمیدی بھی مقدم ہوے جن کا سن وفات ۴۱۳ سنہ ہجری ہی مین انھون نے تنقیح البلاغہ تصنیف کی جسکا تذکرہ کشف الظنون مین بھی ہی اور منتجب الدین بن بابویہ نے مصنفین شیعہ امامیہ کے اسمار کی فہرست مین بھی ان کا نام لکھا ہی اور یاقوت نے ان کا ذکر اسطرح کیا ہی کہ یہ نحوی اور لغوی اور ادیب اور صاحب تصنیف تھے مصر مین ساکن رہے اور دیوان انشا کے متولی ہوے۔ پھر معزول ہوکر پھر دوبارہ اس منصب پر پہونچے روز جمعہ ۵ جمادی الاخری [illegible] سنہ ہجری مین وفات پائی انتہی۔

لیکن جو کچھ ہم نے تاریخ وسن وفات لکھا ہی صحیح وہی ہے۔ ان کا ذکر اسی کتاب مین
پیشتر بھی آچکا ہے۔

دوسرا صحیفہ

موسس کے بعد علم معانی وبیان مین جو کتابین شیعون نے تصنیف کین اون مین سے بعض کا ذکر
اونمین سے کتاب تجرید البلاغہ محقق بحرانی میثم بن علی بن میثم کی تصنیف ہی جو
سکاکی صاحب مفتاح کے معاصر تھے متکلمین امامیہ کے بیان مین ان کا ذکر
پیشتر ہوچکا ہے۔

شرح تجرید البلاغہ فاضل سیوری مقداد بن عبداللہ کی تصنیف ہے جو
اعلام علماء شیعہ سے تھے اس کتاب کا نام اونھون نے تجرید البراعہ فی شرح
تجرید البلاغہ رکھا تھا۔

شرح مفتاح شیخ حسام الدین المؤذنی کی تصنیف۔ جسے جرجانیہ خوارزم
مین ۷۴۲ ہجری مین اتمام کو پہونچایا۔ کشف الظنون مین اس کتاب کا تو ذکر
ہے لیکن مصنف کا عصر اونھین معلوم نہین ہوا اور اسکا سبب یہ تھا کہ انکا
تذکرہ وترجمہ ہمارے علما کی کتابون کے سوا اور جگہ نتھا شرح مفتاح شیخ
عماد الدین یحیی بن احمد الکاشی کی تصنیف۔ ریاض العلما مین لکھا ہی کہ یہ
ہمارے مشایخ اصحاب سے تھے اور فنون علم کے جامع تھے اور یہ بھی لکھا ہی
کہ شیخ علی کرکی کے بعض تلامذہ نے اپنے رسالہ مین جو مشایخ شیعہ کے اسامی
مین لکھا ہی ان کا نام لکھا ہی مگر مجھے حالات انکے معلوم نہین ہوسکے انتہی مین
کہتا ہون کہ تذکرۃ المجتہدین فی الشیعہ مین ان کا ذکر ہے اور شرح مذکور کا بھی ذکر ہے
مگر حالات نہین لکھے اور اسیطرح کشف الظنون مین بھی صرف نام لکھا ہے

اور حالات درج نہین کئے ۔

شرح مفتاح شیخ امام علامہ ملک العلماء المحققین قطب الملۃ والدین محمد بن محمد رازی ابوجعفر بویہی کی تصنیف جو ابن بابویہ قمی کی اولاد سے تھے چنانچہ ریاض العلماء مین ذکر کیا ہی اور امل الآمل مین اس شرح کا بھی تذکرہ کیا ہی اور اصل کتاب مین ان کا مفصل ترجمہ موجود ہی سنہ ۷۶۶ ہجری مین وفات پائی ۔

تیسرا صحیفہ
علم بدیع کے ذکر مین

واضح ہو کہ جس نے علم بدیع ایجاد اور اسکا دروازہ کھولا وہ ابن ہرم ابراہیم بن علی بن سلمہ بن ہرمہ شاعر اہلبیت ؑ ہین ۔ اصل کتاب مین ان کا ترجمہ مرقوم ہے اور جو اس فن مین پہلے مصنف ہوے وہ دو شخص ہین جن کا تقدم و تاخر اس تصنیف کے باب مین معلوم نہین ہو سکا ایک قدامہ بن جعفر کاتب دوسرے عبداللہ بن المعتز صفی الدین حلی نے شرح بدیعیہ کے شروع مین یہ لکھا ہی کہ ابن معتز نے جسقدر انواع بدیع جمع کئے تھے وہ کل سترہ نوع تھے اور معاصر اونکے قدامہ بن جعفر الکاتب تھے انھون نے بدیع کی بیس انواع جمع کئے سات انواع مین باہم توارد ہو گیا ہی اور تیرہ نوع خالص انکی فکر کے سب ملکر تیس نوع ہوئین اسکے بعد بیر ونکے قدم بقدم اور لوگ بھی چلے اور ان کی پیروی مین تالیف کی انتہی ۔ قدامہ بن جعفر الشیعی کی تصنیف نقد الشعر بھی ہے جو نقد قدامہ کے نام سے مشہور ہے ۔ اس بنا پر ابن معتز کو اتنی ہی فضیلت ہوئی کہ انھون نے بدیع نام تجویز کیا اور اپنی کتاب کے مقدمہ مین جو انھون نے یہ لکھا ہی کہ فنون ادب کو مجھ سے پہلے کسی نے جمع نہین کیا اور اس تالیف مین مجھپر کوئی سابق بھی نہین ہوا اسمین ہم نے خوب غور کیا جس طرح کہ خدا نے ایسے اشخاص

کی خبر مین غور کر لینے کا حکم دیا ہی تو ہم نے اس بیان کو صحیح نہ پایا۔

بارہوین فصل

علم عروض مین شیعون کا تقدم اور اس فصل مین چند صحائف ہین

صحیفۂ اولے

علم عروض کا پہلا واضع

اور وہ خلیل بن احمد ہین جن کا ذکر علم لغت کی فصل مین سابقًا ہو چکا ہی اور کسیکو اختلاف اس بارے مین نہین ہی کہ عروض کا استخراج سب سے پہلے اونھین نے کیا اور اشعار عرب کو نقصان سے بچا لیا یہانتک کہ وہ عروضی مشہور ہو گئے اور اگر ہم اون اہل علم کا ذکر کرین جنھون نے اس مطلب کو صاف صاف تحریر کیا ہی تو کلام کو طول ہو جائیگا ہم نے اصل کتاب مین فی الجملہ اسکا تذکرہ کر دیا ہی۔

اور صاحبی مین ابن فارس کا یہ دعوی کہ علم عروض قدیم علم تھا مرور ایام سے لوگون کے ہاتھ مین وہ علم کم رہ گیا پھر خلیل نے اوسکی تجدید کر دی اور اوسپر استدلال کر ولید بن المغیرہ نے قرآن کے باب مین کہا ہے کہ جو کچھ محمدؐ پڑھتے ہین مین نے اوسے اوزان شعر ہزج و رجز وغیرہ سے مقابلہ کیا اور کوئی کلام اون سے ملتا ہوا نہ پایا ایسا دعوی اور استدلال ہے کہ نہ کوئی خبر اسکی تائید کرتی ہو نہ کوئی تاریخ نہ استنباط صحیح۔ خلاصہ یہ کہ بے اصل دعوے ہے۔

اور یہ صرف اون کا خیال اور تخمین ہے جسمین وہ منفرد ہین اور انعام اور اہل علم کے نزدیک ایسے خیالات کا کوئی اعتبار نہین۔ البتہ ولید اپنی علما ہی سے

شعر کے قوافی کو ضرور جانتا تھا جس طرح اپنی طباعی سے عربیت کو جانتا تھا اور
یہ بات اوس علم کے علاوہ ہی جو خلیل نے ایجاد کیا اور اوسکے اقسام کو پانچ دائروں
مین حصر کرکے پندرہ بحرین نکالین۔ دیکھئے کہ حمزہ بن حسن صفہانی نے کتاب
التنبیہ مین کیا کہا ہے لکھتے ہین کہ دولت اسلام نے اون علوم کے ایجاد کئے ہیں
مین جن کی کوئی اصل علماء عرب کے پاس موجود نتھی خلیل سے بہتر کسیکو پیدا نہین کیا
اور علم عروض سے زیادہ واضح اسکی کوئی دلیل نہین ہوسکتی جسے خلیل نے نہ کسی حکیم
سے اخذ کیا نہ کسی سابق ایجاد کی آئین تقلید کی۔ ہم نے اون کا پورا کلام اصل کتاب
مین درج کردیا ہی اور ابوالفرج محمد بن اسحاق بن ابو یعقوب ندیم نے خلیل کے تذکرہ
مین اسطرح لکھا ہی کہ جس نے سب سے پہلے علم عروض کا استخراج کیا وہ خلیل ہین جسکے
سبب سے اونھون نے اشعار عرب کو خرابی سے بچالیا اور ابن قتیبہ نے ان کے
ذکر مین لکھا ہے کہ عروض کے موجد یہی ہین اور ابو بکر زبیدی نے اپنی کتاب
استدراک الغلط کے اول مین لکھدیا ہی کہ خلیل بن احمد یکتائے زمانہ اور وحید عصر
اور نہایت باکمال اور اہل ذکاوت کے استاد شخص تھے جنکا نظیر نظر نہین آیا
اور نہ دنیا مین اون کا کوئی مثل معلوم ہوا اوسکے بعد لکھا ہی کہ اونھون نے اپنے
ذاتی قوت ایجاد سے عروض مین کتاب الفرش والمثال لکھی اور تمام اوزان شعر کو
حصر کردیا اور ہر شعر کو اوسکے مرکز سے ملحق اور ہر ایک کو اوسکی شکل سے منضم
کردیا اور ایسے دوائر کے ذریعہ سے یہ مطلب درست کیا کہ اذہان اوسمین عاجز اور عقول
متحیر ہین اور عبدالواحد نے مراتب النحویین مین لکھا ہے کہ خلیل نے عجب نادر امور
اختراع کئے جن کی طرف اوس سے پہلے کسیکا ذہن نہ گیا تھا پھر کہا ہے کہ اونہین
نے عروض ایجاد کیا اور کچھ انواع شعر ایسے نکالے جو اوزان عرب سے خارج تھے
ابن خلکان نے انکے ترجمہ مین لکھا ہے کہ یہ وہی ہین جنھون نے علم عروض ایجاد کیا

اور اوسکے وجود مین لائے اور علامہ جمال الدین حسن بن یوسف بن المطہر الحلی
نے منتہٰی المطلب مین لکھا ہے کہ خلیل بن احمد ادب مین افضل خلق تھے اور اونکا
قول حجت مانا جاتا ہے انھین نے علم عروض ایجاد کیا اور اون کی
فضیلت بیان سے بالاتر ہے اور وہ امامی المذہب تھے انتہی اگر ہم علماء کے
کلمات کو نقل کرین جنھون نے صاف صاف تحریر کیا ہے تو مقام
طولانی ہو جائیگا اور جسقدر ہم نے بیان کردیا وہ کافی ہے۔

دوسرا صحیفہ

اون لوگون کا بیان جنھون نے خلیل کے بعد عروض مین تصنیف کی

منجملہ اونکے وہ ابو عثمان مازنی بکر بن جدیبہ ہیں جنکی وفات ۲۴۸؁ ہجری مین
ہوئی جو اسمٰعیل بن میثم امام المتکلمین کے غلمان سے تھے جیسا کہ ابو العباس المبرد نے تصریح
کی ہے اور ابو العباس نجاشی نے کتاب اسماء المصنفین من الشیعہ مین کہا ہی کہ وہ بصرہ
مین علماء نحو و عربیت و لغت کے سردار تھے اور اون کا تقدم اس بارہ مین مشہور
ہے اور جمال الدین المطہر نے خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ عربیت کے امام اور اسکی
روایت مین وسیع الاطلاع تھے جس کسی نے اس باب مین اونسے مناظرہ کیا اوسپر
غالب آئے اسلئے کہ وہ پوری قدرت اسمین رکھتے تھے اخفش نے اون سے
بعض امور مین مناظرہ کیا تھا مگر انھون نے ساکت کردیا مبرد نے لکھا ہے کہ
سیبویہ کے بعد ابو عثمان سے زیادہ علم نحو کا کوئی عالم نتھا اور ایک کتاب قرآن
مین اور ایک کتاب علل نحو مین اور ایک کتاب تفاسیر مین اور کتاب سیبویہ
اور کتاب ما یلحن فیہ العامہ کتاب الالف واللام کتاب التصریف کتاب العروض
کتاب القوافی کتاب الدیباج ان کی تصانیف مین ابن ندیم اور سیوطی اور

انجمن مؤید العلوم کی چند بیش بہا اور نایاب کتابین

خطاب فاصل | جناب صدر الواعظین مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ صدر انجمن مؤید العلوم نے علامہ سید محمد رضا کی مشہور کتاب "میزان عادل" کا اردو مین ترجمہ کیا ہے دین مسیحی اور مذہب یہود سے مقابلہ کرکے حقانیت اسلام کو واضح کیا گیا ہے الوہیت جناب عیسیٰ اور کتب مقدسہ (انجیل و توریت) پر بحث و تنقید کیگئی ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ، کاغذ نفیس...... قیمت ۲/

ابطال التناسخ | مصنفہ جناب ستطاب مولانا مولوی سید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم اس کتاب مین روح و مادہ کے حادث اور تناسخ کے باطل ہونے کو ایسے زبردست دلائل و براہین سے ثابت کیا گیا ہے کہ جسکی نظیر دوسری جگہ ملنا مشکل ہے........ قیمت صرف ۸/

اسلام ان دی لائٹ آف شیعزم | شریعۃ الاسلام حصہ اول مصنفہ جناب ستطاب مولانا مولوی سید محمد صاحب قبلہ مرحوم ابن سرکار شریعتمدار حضرت نجم العلما دام ظلہ کا ترجمہ انگریزی زبان مین قابل دید ہے .... قیمت ۲/

اسلام مغرب کی نظر مین | ازجناب السید شہنشاہ حسین صاحب رضوی جرنلسٹ
قیمت بلحاظ کاغذ ۱۰/ و ۸/

نوٹ:۔ ایک روپیہ سے کم قیمت کا وی۔ پی نہ روانہ ہوگا اس سے کم قیمت کی کتابون کیلئے لفافہ مین ٹکٹ آنا چاہئیں

ملنے کا پتہ
ناظم انجمن مؤید العلوم، مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن

مدرستہ الواعظین لکھنؤ کا علمی ماہوار رسالہ

الواعظ

سرپرست جناب مستطاب حجۃ الاسلام قبلہ و کعبہ حضرت نجم العلماء دام ظلہ العالی

مُدیر

جناب مستطاب صدر الواعظین مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ دام ظلہ

نائب مُدیر

جناب مولانا سید محمد احمد صاحب سونی پتی

حسب فرمائش

سید حسن علی وقار منیجر "الواعظ"

مطبع مصباح الاسلام الواعظ پریس

میں باہتمام داروغہ السید محمد صاحب جعفری طبع ہوا

قواعد و ضوابط متعلق رسالۂ الواعظ

۱۔ یہ رسالہ ماہانہ ہوگا اور اسکا حجم علاوہ سرورق
۴۰ صفحہ تک ۲۲×۱۸ کی تقطیع پر ہوگا۔ مگر آیندہ حسب ضرورت
اسکو پانزدہ روزہ یا ہفتہ وار بھی کیا جا سکتا ہے اور
حجم میں وسعت بھی کیجا سکتی ہے۔
۲۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہوگی کاغذ بھی حتی الامکان
بہتر لگایا جائیگا

۳۔ ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کیلئے رسالہ خریدنا ہوگا
خواہ درخواست خریداری [illegible] بھی ہی ہے۔
۴۔ خریداران نام و پتہ صاف لکھیں تاکہ تعمیل ارشاد میں دیر نہ ہو
۵۔ نمونہ کا پرچہ دو آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا
۶۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے
۷۔ علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت بنام ایڈیٹر
اور دیگر امور کی بابت بنام منیجر ہونی چاہیئے۔
۸۔ یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ کی آخری تاریخ تک شائع ہوا کریگا۔

شرح قیمت سالانہ رسالۂ الواعظ

رؤسا اور والیان ملک سے	جو مرحمت فرمادیں
دیگر جملہ خریداروں سے	ے ر
علما اور طلبا سے	عار

پتہ
دفتر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنو

مضمون نگاران الواعظ کیلئے

چند ضروری ہدایات

۱۔ ہمارے مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھکر مضمون لکھیں
۲۔ مضامین عموماً مختصر ہونا چاہئیں اگر مضمون نگار
کیطرف سے ممانعت نہو تو اڈیٹر خاص صورتوں میں مضمون
کو مختصر کر سکتا ہے مگر مطلب کو بدل نہیں سکتا۔
۳۔ عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو۔
۴۔ تحریر کشادہ ہو گنجان نہو بین السطور اور حاشیہ
کافی چھوڑا جائے خط صاف اور واضح ہو تاکہ
مضمون صحیح چھپ سکے۔
۵۔ عبارت عربیہ پر احتیاط کیساتھ اعراب لگایا جائے
۶۔ عربی، فارسی وغیرہ کی جو عبارتیں مضمون میں آئیں
وہ ایک کالم میں لکھی جائیں اور انکے بالمقابل دوسرے
کالم میں انکا ترجمہ درج کیا جائے۔
۷۔ طریق استدلال اور ترتیب مضامین میں اڈیٹر
کے مضامین کو نمونہ سمجھنا چاہیئے۔
۸۔ حتی الامکان کتب منقول عنہا کا پورا حوالہ دیا جائے
۹۔ مقاصد رسالہ کے خلاف کوئی مضمون درج
نہیں ہو سکیگا۔
۱۰۔ ناقابل اشاعت مضمون واپس نہیں کیا جائیگا
اگر صاحب مضمون کو اسکی واپسی کی ضرورت ہو تو
محصول ڈاک کیلئے ٹکٹ آنا چاہیئے۔

"منیجر"
"الواعظ" لکھنو

جلد ۲ | فہرست مضامین الواعظ بابت ماہ اگست ۲۳ء | نمبر ۱۲

ملکانہ راجپوت مسلمانون کی شدھی

(از لالہ پریم چند)

شمالی ہندوستان مین ملکانہ راجپوتون کی شدھی کا مسئلہ اپنے نتائج کے اعتبار سے جتنا اہم ہو رہا ہے اتنا شاید اور کوئی مسئلہ نہوگا۔ بالخصوص اسلئے کہ جہانتک اخبارون سے ظاہر ہوتا ہے ہندو جماعت اس تحریک کو جاری رکھنے اور قومی تر بنانے کے لئے متفق ہوگئی ہے۔ شاید ہندوستان کی تاریخ مین پہلی بار آریہ سماج اور سناتن دھرم، مصلحین اور راسخین، مین اتفاق اور اتحاد نظر آرہا ہے۔ کوئی شک نہین کہ ہمارے مسلم برادران وطن اس اتفاق کو شبہہ آمیز نظرون سے دیکھ رہے ہین اور اس اجتماع کو اپنے قومی وجود کے لئے خوفناک سمجھتے ہین۔ ابتک تبلیغ کے میدان مین مسلمان یکہ تاز تھے۔ کوئی ان کا رقیب نہ تھا لیکن یہ صورت حال بہت سرعت سے تبدیل ہوتی جا رہی ہے۔ اور مسلمانون کو یہ اندیشہ ہونے لگا ہے کہ کہین

یہ تحریک ہمارے قومی زوال کا پیش خیمہ تو نہین ہے مگر یہ سماج سے انھین زیادہ
خوف تو نہین تھا جبتک شدھی کی تحریک آریہ سماج تک محدود تھی وہ اسکی زیادہ
پروا نکرتے تھے۔ لیکن ہندوؤن کی مجموعی طاقت کو اسکی امداد اور اشاعت پر
آمادہ دیکھکر مسلمانون مین سخت بدگمانی پیدا ہو گئی ہے اب بھی کچھ غیر متعصب
مسلمان کانگریس کے کامون مین شریک ہوتے ہین اور اس مغائرت کے فتنہ
کو فرد کرنے کی کوشش مین منہمک ہین۔ مگر انھین جمہور اسلام اپنے مذہبی دائرہ سے خارج
سمجھتا ہے۔ ایسے آدمیون کی تعداد روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے جو سوراجیہ کی تحریک
ہی سے بدظن ہو گئے ہین اور سوراجیہ کو، ہندو راجیہ، کا مترادف کہنے لگے ہین۔

ہم یہ مانتے ہین کہ ہر ایک قوم کو اپنے مذہبی صداقتون کی اشاعت کا کامل
استحقاق ہے اس عام حق سے کسی ذی فہم انسان کو انکار نہین ہو سکتا۔ مگر اسکے
ساتھ ہی ہمکو یہ بھی معلوم ہے کہ تبدیل مذہب کی ہر ایک مثال بیشمار آدمیون کو اس سے
کہین زیادہ روحانی صدمہ پہنچاتی ہے جتنا تک اون کو روحانی سکون عطا کرتی ہے
ایک ہندو مسلمان ہوتا ہے تو لاکھون ہندوؤن کے دلون مین تعصب کا جوش
پیدا ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ وہ اس مرتد کو جان سے مار ڈالنے کی تدبیرین سوچنے
لگتے ہین۔ مذہبی توہین کا سب سے مہلک پہلو یہی ہے کہ کوئی آدمی اس سے منحرف ہو جائے
یہ گویا اس مذہب کی خامی کا اعلان ہے۔ اور ایسے شخص کی زبانی جو ہمیشہ سے اسکا مطیع
رہا ہے۔ ایک ہندو بیوہ جو کسی مسلمان کے نکاح مین آجاتی ہے تو ہندوؤن کو اس سے
جتنا صدمہ ہوتا ہے اوس کا اظہار نہین کیا جا سکتا۔ ہندوستان کے لوگ مذہب پرست
واقع ہوئے ہین۔ یہان مذہب نے "قومیت، ذات، حسب و نسب پر سکہ جما لیا ہے۔
اور اس زمانہ مین مسلمان ہندوؤن سے کوسون آگے ہین۔ اسلئے ہم اندازہ کر سکتے
ہین کہ کسی مسلمان کے ہندو ہو جانے سے انھین کتنا صدمہ ہوگا ایسی حالت مین کیا

یہ مناسب نہین ہے کہ تبلیغی تحریکین یکقلم بند کر دیجائین اور چند افراد کے روحانی اطمینان
کے لیئے ایک قوم کے دل کو اذیت نہ پہنچائی جائے، مذہب اپنے صحیح معنون مین خالق اور
معبود کا معاملہ ہے ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ وہ جس طریق سے چاہے معبود کی پرستش
کرے مگر اسکی کیا ضرورت ہے کہ اس خفیف سے واقعہ کی سارے ملک مین تشہیر کیجائے
خواہ مخواہ جلوس نکالے جائین جشن منایا جائے اس سے کسی مذہب کی وقعت زیادہ
نہین ہوتی، کم نہین ہوتی، ہم گلہ کرتے ہین مگر حق ہم کو یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے، ہندوؤن
مین اس تحریک کی بنا مسلمانون نے ڈالی ہے اس کے ذمہ دار ہین انھین کے مذہبی
جوش نے ہندوؤن کو اجتماع اور انضباط پر آمادہ کیا ہے۔ جن صوبون مین مسلمانون کی
آبادی زیادہ ہے وہان ہندوؤن کو آسایش و اطمینان میسر نہین ان کی لڑکیان انکی
بیوائین ہمیشہ اسلامی دست برد کا شکار ہوتی رہتی ہین اور مسلمان سرغنایان قوم سکوت
کی زرین پالیسی کو توڑنا مناسب نہین سمجھتے ہم ہندوؤن کو اس تحریک کے اجرا کے لیئے متہم
نہین کرتے لیکن چونکہ ہندو قوم زیادہ تعلیم یافتہ زیادہ باخبر، قومیت کی زیادہ دلدادہ ہے
اس وجہ سے یہ دیکھکر افسوس ہوتا ہے کہ بالآخر اسنے بھی تبلیغ کا وہی رویہ اختیار کیا جس پر
اوسے خود اعتراض تھا چاہیے تھا کہ دل سے اعلان کیا جائے کہ ہندو قوم نے شدھی کی
تحریک محض اپنا شیرازہ باندھنے کیلیئے جاری کی ہے۔ اور اوسے کسی فرقہ یا مذہب کو نقصان
پہونچانا منظور نہین ہے۔ لیکن ہم یہ کہے بغیر نہین رہ سکتے کہ یہ غوش دینے کی صحیح
پالیسی ہے۔ اور اسی موقعہ پر جبکہ ہمنے شدھی کو سیاسی معاملات مین ممنوع سمجھ رکھا ہے
مذہبی معاملات مین اسپر کاربند ہونا ناقابل عفو ہے۔ یہ مادیات کا دور ہے۔ مادی اغراض
و مقاصد جس کا مجموعی نام سیاسیات رکھا گیا ہے۔ زندگی کے کل شعبون پر حاوی ہین
مذہب بھی اس کلیہ سے مستثنی نہین ہم آجکل مذہب کی تلقین اور تبلیغ روحانی صداقت
کی بنا پر نہین کرتے اسمین سیاسی اور ملکی فوائد مضمر اور مخفی ہوتے ہین زمانہ قدیم مین

مذہب کل دنیاوی امور پر حکمران تھا۔ اب سیاسی حکومت اور جمہوریت کا زمانہ ہے
ہندوستان میں عیسائیت کی منادی اسلئے ہو رہی ہے کہ انگریزی گورنمنٹ کو اسی
جماعت کی امداد کا یقین ہو جائے جو ہم ملت ہونے کے باعث اسکے دامن سے وابستہ
رہنا اپنے وجود کے لیے لازمی سمجھے۔ ہندو بھی اسی سیلاب کی زد میں آگئے ہیں سیاسی
حکومت کا زمانہ مذہبی تعصبات کا زمانہ تھا۔ اسوقت تبلیغ اسلام کا منشا سیاسی
نہیں بلکہ محض مذہبی تھا۔ اور غالباً موجودہ زمانہ میں بھی یہ تحریک سیاسی وجوہ پر
مبنی نہیں ہے۔ مگر ہندوؤں کی شدھی کی تحریک خالصۃً اور کلیۃً سیاسی امور پر
مبنی ہے ذات کی تفریق کو مٹانا۔ اچھوتوں کو ہم آغوش کرنا، اور اسی قسم کی دیگر تمدنی تحریکیں
سیاسی فوائد کو مدنظر رکھکر جاری کیگئی ہیں۔ ہمارا حب وطن حب ملت ہے۔ ہم
کسی امر کو ملکی نقطۂ نظر سے نہیں، بلکہ مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھنے کے عادی ہیں۔
ہم زبان سے چاہے کچھ بھی کہیں مگر دل سے ہم پہلے ہندو اور بعد کو ہندوستانی ہیں
اسمیں شک نہیں کہ دیگر مہذب ملکوں میں بھی حب وطن نے حب ملت کو کلیۃً محو نہیں
کیا ہے۔ مگر وہاں مذہب کی حیثیت ثانوی ہے۔ ان کی نگاہیں وسیع ہیں۔ ہر کسی
معاملہ کو ملکی اعتبار سے جانچنے کے عادی ہیں۔ فرانس، جرمنی یا امریکہ میں اگر ہندو
یا مسلمان تعداد میں زیادہ ہونے لگیں تو وہاں کہرام نہیں مچیگا۔ امریکہ میں آج ہندوؤں
کی تعداد اتنی زیادہ ہو جائے کہ وہاں ہر ایک تعلیمگاہ میں ہندی کی تعلیم کو جبری قرار دینے
کا مسئلہ دار القوانین میں منظور ہو جائے تو یقیناً امریکہ والے اسے اپنے لیے تباہی کا
شگون نہ خیال کرینگے وہاں تفریق کی بنیاد الگ ہے مذہب نہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے
کہ ان کے تفریق کی بنیاد ہماری بنیاد مخاصمت سے کم مضر ہے۔ وہاں بھی آئے دن
سب و شتم کی نوبت آتی رہتی ہے۔ مگر ان کی تقدیر اپنے ہاتھوں میں ہے۔ اس مسئلہ پر انکی
زندگی یا موت اپنی نہیں ہے۔ جہاں اور متنازعہ امور ہیں مثلاً مزدوروں اور سرمایہ

کا مسئلہ وہاں ایک یہ بھی ہے۔ مگر ہندوستان کی حالت بالکل جداگانہ ہے۔ ہندو اور
مسلمان دونوں ہی سیاسی، تمدنی، مالی۔ مسائل میں مذہبی تفریق کے حامی ہیں
اور حقیر فوائد کیلئے عظیم الشان قومی اغراض کو قربان کر دینے میں پس و پیش نہیں
کرتے آئے۔ اب دیکھیں کہ اس شدھی سے ہندوؤں نے کیا فائدہ سوچ رکھا ہے۔
صاف ظاہر ہے کہ ہندوؤں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی اور اسی مناسبت سے
مسلمانوں کی تعداد کم ہوگی مگر کیا قومی معاملات میں تعداد ہی سب کچھ ہے۔ تجربہ تو
بتلاتا ہے کہ فی زمانہ تعداد کی کوئی وقعت نہیں۔ جرمنی کے ۶ کروڑ باشندے روئے
زمین کے باشندوں کو دعوت جنگ دے سکتے ہیں ۶ کروڑ کا انگلستان ۳۲ کروڑ کے
ہندوستان پر کامیابی کے ساتھ حکمرانی کر سکتا ہے۔ تو تعداد کی اتنی اہمیت کیوں ہے؟
سکھوں کی تعداد کبھی ۱۶ یا ۱۷ لاکھ سے زائد نہ تھی لیکن انہوں نے پنجاب اور سرحدی
صوبوں پر حکومت کی اور اگر انگریزوں نے انکے قدم نہ روک دئے ہوتے تو غالباً
وہ اپنی سلطنت کے حدود کو اور بھی زیادہ وسیع کر سکتے۔ غوری یا غزنی دس بیس کروڑ
کی جماعت لیکر ہندوستان پر حملہ آور نہیں ہوئے تھے۔ یونان نے کسی زمانہ میں
عالمگیر سلطنت قایم کی۔ اٹلی بھی ایک زمانہ میں سارے یورپ پر حاوی تھا
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عددی فوقیت سیاسی فوقیت کی موجب نہیں بلکہ باہمی
انضباط اور اتفاق ہی وہ چیز ہے جو قوم کو قوی اور باثر بنا دیتی ہے۔

ہندو آج ۲۲ کروڑ ہیں اگر بہت سرگرمی سے کام لیا گیا تو غالباً دو چار
سال میں ۲۴ یا ۲۵ کروڑ ہو جائیں گے۔ اس سے زیادہ کسی طرح نہیں ہو سکتے بشرطیکہ
ملکانے کو ہم مذہب بنانیکا خیال جنون سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ تو جب ۲۲
کروڑ ہندوؤں نے اپنے کو سیاسی غلامی سے آزاد کرنے کے ناقابل پایا تو ۲۵ کروڑ
ہندوؤں کے اضافہ سے کیا ترقی کیجا سکتی ہے۔ شاید زیادہ سے زیادہ اسکا اثر یہ ہوگا

کہ ایک یا دو ممبر کونسل مین زیادہ ہو جائین۔ تو اتنے حقیر نتیجہ کے لیے اسقدر شور و
شغب کی کیون ضرورت سمجھی جاتی ہے۔ کیا اس تحریک کے حامیون کو اتنا بھی نظر نہین
آتا کہ اس سے باہمی مغائرت بڑھتی جاتی ہے اور ہم روز بروز سوراجیہ کے منزل مقصود
سے دور ہوتے جاتے ہین وہی امرتسر ہے جہان تین سال قبل ہندوؤن اور مسلمانون
نے خوبی یگانگت کا ایسا اونچا معیار پیش کیا تھا جس کی نظیر ہندوستان کی تاریخ مین
مشکل سے ملسکتی ہے اور اسی امرتسر مین آج دونون فرقون مین خونریزی کا بازار گرم ہے
اسکے لیے ہم ایک بڑی حد تک اسی شدھی کی تحریک کو مورد الزام سمجھتے ہین غنیمت ہے
کہ ابھی تک کانگرس کے حامی مسلمانون نے تحمل اور ضبط سے کام لیا ہے۔ مگر اب اسکی
علامتین نظر آ رہی ہین، جیسا کہ مولانا ابو الکلام آزاد کی ایک تازہ تقریر سے ظاہر ہوتا
ہے، خدا کرے وہ رپورٹ نادرست ہو کہ اب ان لوگون کا تحمل بھی انتہائی حد تک
پہونچ گیا ہے اور یہی کیفیت رہی تو وہ دن دور نہین ہے جب ہم کو ان کی مخالفت کا
علانیہ سامنا کرنا پڑیگا۔ یہ خبر بھی جب اُس قدسی صفات فنا فی القوم، پاک
نفس بزرگ کو ملیگی جو اسوقت برودہ جیل مین اپنے قوم کا کفارہ ادا کر رہا ہے تو معلوم
نہین کہ اوسکے سریع الحس دل پر کیا گذریگی۔ ہندو مسلم اتحاد اسکے قومی تعمیر کی بنیاد
تھی۔ اسے اسنے اپنے خون جگر سے قائم کیا تھا۔ وہ اسی مضبوط بنیاد پر اپنی عالیشان
عمارت کھڑی کرنا چاہتا تھا۔ اس سے قبل زمانہ حال کے مدبرون مین کسی نے اس
بنیاد کو مستحکم اور پائدار بنانے کی ضرورت نہین سمجھی، یا ان مین اسکی صلاحیت
ہی نہ تھی۔ مگر افسوس ہے کہ آج ہمارے چند مذہبی فدائیون کی مجنونانہ سرگرمی اس بنیاد کو
متزلزل کئے دیتی ہے ہم کو سنگھٹنون کے تدبر پر اعتماد تھا ہم کو اندیشہ تھا کہ ہندو قوم
کی جانب سے اتحاد کو کوئی اندیشہ نہین ہے۔ اندیشہ تھا تو مسلمانون کی جانب سے کہ
کہین وہ ارباب اختیار کی تحریص و ترغیب کا شکار نہ ہو جائین۔ مگر ہوا کیا ہندو قوم

نے پہلے اس تنیا دپر بہاڑ اچلایا اور یہ حضرات مبلغین کیسی باتیں کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ ہندو اپنے تئین مضبوط بناتے ہیں اور مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیے کہ ان کے برادران میں مقابلہ اور مجادلہ کی قوت پیدا ہو رہی ہے اس عقل پر آنسو بہانے کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ ایک بھائی کو دوسرے بھائی کا گلا گھونٹ کر مقابلہ کا سبق سکھایا جا رہا ہے اس پہلو سے دیکھا جائے تو ہم ہندوستانیوں سے زیادہ بہمہ صفت موصوف اور کوئی قوم نظر نہ آئیگی۔ کیونکہ یہان ہر ایک گھر اکھاڑہ ہے اور وہان بھائی بھائی، باپ بیٹے مقابلہ اور مجادلہ کی مشق کر رہے ہیں ہم سے زیادہ خوش نصیب اور کون ہوگا۔

دنیا میں سب سے زیادہ خوفناک کام مذہبی تعصبات کو برانگیختہ کرنا ہے یہانتک کہ سلطنت بھی اس دائرہ میں قدم رکھنے کی جرات نہیں کرتی مگر ہندوؤن کی دلیر قوم اسوقت شجاعت کے جوش میں کسی رکاوٹ کی پروا نہیں کرتی کوئی امن شکن لا اور سخت جبری قوانین اتنے روک نہیں کر سکتے جتنے برانگیختہ تعصبات ان کو ہونگی مستورات کو باہر نکلنا مشکل ہو جائیگا امرتسر میں ایک لڑکی کی بے حرمتی نے کتنی جانین ہلاک کین ایسے حادثہ روزہی وقوع میں آتے رہین گے۔ اور اسطرح روزہی خون خراب ہوتا رہیگا اگر اس باہمی جنگ وجدل سے کوئی بہتر یا پدرٹی فائدہ اٹھانیوالی ہوتی اور ہندو اور مسلمانون ہی کی شکست اور فتح پر مسئلہ کا دار و مدار ہوتا تو ایک فریق دوسرے پر غالب آکر اپنے تئین مبارکبادی کا مستحق سمجھ سکتا تھا لیکن جب ہم دیکھ رہے ہین کہ اس قسم کے اختلافات ہماری غلامی کی زنجیرون کو اور مضبوط کئے دیتے ہین تو قرین قیاس نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ کوئی فہمیدہ شخص ان حالات کو مطمئن نظرون سے دیکھ سکتا ہے۔ ہمارے باہمی اتفاق نے دشمنون کے چھکے چھڑا دئے تھے اتنا اہم ہوتے ہوئے بھی یہ ہماری قومی قلعہ بندی کا نازک ترین پہلو تھا۔ حریف اسی مقام پر پہنچ

مرکزی طاقت کا اثر ڈالنا چاہتا تھا۔ اور ہماری نامال اندیشی، اور کوتاہ نظری کے باعث اسکی کوششین کامیاب ہوگئین۔

ہم شدھی کے حامیون سے پوچھتے ہین کیا ہندوؤن کو مستحکم بنانیکا یہی ایک وسیلہ ہے انکو کیون نہین اپناتے جن کے اپنانے سے ہندو قوم کو اصلی قوت حاصل ہوگی کرورون اچھوت عیسائیون کے دامن مین پناہ لیتے چلے جاتے ہین انھین کیون نہین گلے سے لگاتے؟ اگر آپ قوم کے سچے بہی خواہ ہین تو ان اچھوتون کو اپنا ئین اور پامالون کے زخم پر مرہم رکھین ان مین تعلیم اور تہذیب کی روشنی پہونچائین اعلیٰ اور ادنیٰ کی قیدون کو مٹائین چھوت چھات کے بے معنی اور مہمل قیدون سے قوم کو پاک کیجیے۔ کیا ہماری راسخ الاعتقاد مذہبی جماعتین ڈومڑون اور چمارون سے برادرانہ مساوات کرنے کے لیے تیار ہین؟ اگر نہین ہین تو ان کی شیرازہ بندی کا دعوی باطل ہے۔ آپ یا تو حکام کی ریشہ دوانیون کے شکار ہوگئے ہین یا مذہبی تنگ نظری نے آپ کی بصارت کو غائب کر دیا ہے آپ کو وضح ہو کہ مسلمانون سے دشمنی کر کے اپنے پیرون مین کانٹے بو کے آپ اپنی قوم کو مضبوط نہین کر رہے ہین۔ آپ مسلمانونکو جبرًا قہرًا حکمران قوم کی مدد لینے کے لیے مجبور کر رہے ہین۔ آپ اپنی تلوار مقابل کے ہاتھ مین دے رہے ہین۔ آپ کا خدا ہی حافظ ہے۔ پھر بھی کیا خبر ہے کہ جن مسلمانون پر اسے نام مسلمانون کو پاک کرنے کے لئے آپ ساری قوم کو تباہی کی طرف لیے جا رہے ہین وہ ہمیشہ ہندو دھرم سے وابستہ رہین گے؟ کم از کم سابقہ تجربات تو اس استقلال کی شہادت نہین دیتے۔ اور سماج نے جتنے معرکے کی شدھیان کین ہر مقوغیرہ ونہو کا کھایا۔ دھرم پال۔ دھرم بیر وغیرہ ہم سب کے سب آج پھر مسلمان ہین تو کون یہ کہہ سکتا ہے کہ ملکانہ راجپوت اس نئی مہمانی کا لطف اٹھانے کے بعد اپنے گھر کی طرف رخ نہ کرینگے۔ ہکو شک ہے اگر اس جوش و خروش کے بعد جب ان

صورت اختیار کرلین کسانون کے جتھے قائم ہوجائین اور زمیندارون کی ٹولیان بھی
اور آپسمین باقاعدہ جنگ چھڑجائے تو سارے ملک مین واویلا مچ جائیگا۔ بڑے
شد ومد کے ساتھ کہاجاتا ہے کہ ملکانہ تو دراصل ہندو ہین انھین مسلمان سمجھنا ہی غلطی
ہے وہ ہندو نام رکھتے ہین ہندؤن کے دیوتاؤن کی پوجا کرتے ہین شادیون مین برہمنون
کو بلاتے ہین صرف مردے دفن کرتے ہین اور ختنہ کراتے ہین اسلئے انھین پھر
ہندو جماعت مین لیکر ہم مسلمانون پر کوئی زیادتی نہین کررہے ہین۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ
اب تک ملکانون کا شمار مردم شماری کے کاغذات مین کس ذیل مین ہوتا تھا۔ ہندؤن
مین یا مسلمانون مین جب یہ ظاہر ہے کہ وہ مسلمان شمار کئے جاتے ہین تو انھین تبدیل
مذہب پر آمادہ کرنا یقیناً مسلمانون کی اعدادی قوت کو ضرر پہونچاتا ہے ہندؤن مین
کتنے ہی ایسے فرقے ہین جو اسلامی رسم ورواج کی پابندی کرتے ہین پانچون پیرون
کی پرستش کرتے ہین سید غازی کے مزار پر سجدے کرتے ہین تعزیون کو شربت
چڑھاتے ہین محرم مین سبز کپڑے پہن کر نکلتے ہین اگر اسی دلیل پر آج وہ سب کے
سب مسلمان ہوجائین تو کیا ہندو یہ خیال کرکے اپنے کو تسکین دے لین گے
کہ وہ تو برائے نام ہندو تھے۔ ہندؤن مین ایسے فرقے موجود ہین جو گاؤکشی کرتے
ہین مسلمانون کے گھر کے جوٹھے ٹکڑے کھاتے ہین مگر آج اون کو مسلمان ہونے کی
خبر پاکر ہندو جامے سے باہر ہوجائین گے اسی لئے نہ کہ اس سے اون کی تعدادی
قوت معرض خطر مین آتی ہے۔ یہ بھی ایک حجت پیش کیجاتی ہے کہ ملکانہ خود بدست
بستہ التماس کررہے ہین کہ ہمین ہندو برادری مین داخل کیجئے ہم اب مسلمان رہنا
نہین چاہتے۔ مانا۔ مگر کیا اب تک ملکانے سوتے تھے یا آج کسی معجزے سے اونکی
مذہبی ارادت ہندؤن کی طرف منتقل ہوگئی ہے کوئی تحریک بلا خارجی اشتعال و
تحریک کے عالمگیر نہین ہوا کرتی۔ نمک ہی کے اضافہ محصول کو لے لیجئے سیاسی اور باخبر

حلقون مین جیسا کہ جہان دیدہ ہے اوسکا عشر عشیر بھی غریب دیہاتیون تک
نہین جن پر اس اضافہ کا بار پڑگیا۔

عوام مین اشتعال پیدا کرنے سے ہوتا ہے یہ شدھی کی تحریک بھی ہے اس قسم کی
ہے شدھی کے حامیون نے مہینون اور برسون سے اونھین تیار کی ہوگی ڈھیلے توڑے
ہونگے کنکر چنے ہونگے پانی سے سیراب کرکے ڈھیلون کو نرم کیا ہوگا تب جاکے اب تخم
ریزی کا موقع آیا ہے اس قسم کی دلیلین پیش کرنا اپنے کو تو تضحیک بنانا ہے سمجھ نہین آتا
کہ یہ تحریک اس خاص موقع پر کیون جاری کی گئی مسلمانون کے دل مین یہ شک پیدا ہونا
فطری ہے کہ انھین ملاکر انھین دوست بناکر تو یہ بغلی گھونسا لگایا جارہا ہے جبتک
باہمی چشمک تھی تب تک ہندون کو یہ تحریک جاری کرنے کی ہمت نہین پڑی
اب جب اون سے برادرانہ اتحاد قائم ہونا شروع ہوا تو ہندؤنکو انکی جانب سے کچھ اندیشہ
نہین رہا یہ سوال ہر ایک مسلمان کے دل مین قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے اور اسی منطقی
انتہا تک لیجانے سے اوسے گمان ہوتا ہے کہ کہین یہ سب دلجوئیان اور تلطف آمیزیان
یہ اتحاد اور ارتباط ہمین صفحہ ہند سے مٹانے کا پیش خیمہ تو نہین ہے اس گمان کا ازالہ
کیونکر کیا جائے دلیلون سے انکا ازالہ نہین ہوتا جب حامیان شدھی ڈنکے کی چوٹ
کہہ رہے ہین کہ ہم اس تحریک سے ہرگز دست بردار نہونگے چاہے اسکے نتائج کتنا ہی
ناخوشگوار کیون نہون ہم تقدیر کی سی ثبات کے ساتھ خموشی سے موانعات کی مطلق
پرواہ نکرکے اس تحریک کو جاری رکھینگے تو ایسی حالت مین اس گمان کا ازالہ ہونا
تو دور رہا وہ اور واثق ہوتا جاتا ہے یہ ثبات اور عزم کی زیادہ کارآمد تحریک کے لئے
موزون تھا شدھی کے حامیون سے تو اب ہمین زیادہ معقول پسندی کی امید نہین
انھین مذہبی جنون نے ازکار رفتہ کر رکھا ہے مگر ہم ہندو قوم سے پوچھتے ہین ایسی
حالت مین شدھی تحریک کے متعلق آپ کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہتے ہین کیا آپ اسکے

عیسائیون کی واسطے درسے قدمے سخنے امداد دیکر ہمیشہ کیلئے ہندو مسلم اتحاد یا دوسرے لفظون مین سوراجیا در قومی حکومت سے دست بردار ہونا چاہتے ہین یا اپنی زبانی اور عملی ہمدردی کو اس تحریک سے الگ کرکے اس اتحاد کو قائم رکھنا چاہتے ہین اتنے ہی دنون مین بہت کچھ نقصان ہو چکا ہے ضبط و تحمل کی رسیان تن گئی ہین گھر مین سیندھ لگی ہے لیکن اگر آپ اب بھی چونکے تو اس نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے ضبط و تحمل کی رسیان پھر ڈھیلی ہو سکتی ہین اور چور سیندھ کے دروازے سے بھاگ سکتا ہے یہی موقع آپکے جاگنے کا ہے یہی موقع آپ کو آنے والے تباہی سے بچنے کا ہے ایک جھپکی اور بے لی سہل انکاری سے گھاٹ پر پڑے رہے تو پھر جاگنا بے سود ہے کیونکہ اسوقت تک آپ کا سب کچھ غائب ہو چکا ہوگا ہندوؤن کی مذہبی رواداری مشہور ہے۔ مذہبی مخاصمت انکے یہان ممنوع ہے یہ موقع ہے کہ ہم اس رواداری کا اظہار کرین اور پھر پچھتانا اور ہاتھ ملنا بے سود ہوگا۔

(پریم چند)

اسلام کی جیت
مذہبی اور اقتصادی انقلاب

زمانہ اور زمانیات ہمیشہ سے رنگ بدلنے کے عادی ہین اسلئے کسی ایک حال پر کسی چیز کی بقا تقریباً ناممکن ہے انسان بدلے اونکی عادتون مین تغیر ہوا۔ لباس تبدیل ہوئے خصلتون نے پلٹا کھایا طبائع مین انقلاب نمایان ہوا ایک انسان ہی کیا موجودات عالم کا یہی رویہ ہے تو یہ خیال کیونکر ہو سکتا ہے کہ اعتقادات اور رسوم مذہبی ہمیشہ ایک ہی رنگ مین دکھائی دینگے البتہ یہ ضرور ہے کہ جو چیز جس قدر سخت ہوتی آوسی قدر اوسپر گردش لیل و نہار کم اثر ڈال سکتی ہے اگر اس معیار پر باقی رہکر مذاہب عالم پر نظر کیجائے تو ناتشم حقیقی اسلام نے اپنے تیرہ سو سال کی عمر مین اپنے سچے اصول مین کوئی تغیر نہ دیا نہین نہین اصول مین تو

ابتدائے آفرینش انسان ہی سے کوئی تغیر نہین ہوا مین تو یہ کہون گا کہ اسلام کے فروغ نے
بھی دہری انقلاب کے جال مین خود کو پھنسانا نا منظور کیا۔ اہل نظر خوب واقف ہین اور جو لوگ
تاریخ مذاہب سے تعلق رکھتے ہین اونھین اچھی طرح معلوم ہے کہ ہندوستان بلکہ ایشیا مین جو
میرے خیال مین بجائے زرخیز مردم خیز وغیرہ القاب کے مذہب خیز ملک کہے جانے کا
زیادہ مستحق ہے کتنے ہی مذاہب نکلے پھلے پھولے اور اپنے طالعین سمیت روپوش ہو گئے لیکن
اسلام کے حقائق نے اوسے باوجود مخالفین اور نکتہ چین جماعت کے غیر متناہی پایا نا قابل
شمار حملون کے روز افزون چمکایا اور ابھارا اور آج دنیا کے باوقار مذہبون کا سرتاج بنا کر
دکھلا دیا یہ دوسری بات ہے کہ انسان آنکھ بند کرلے اور سورج کی چمک کے معدوم ہونے کا
دعوے کرکے دن کے ثبوت مین دلیل چاہے۔ عرب جیسی سخت و درشت قوم نے اسلام کی
خوبیون کو ابھرنے سے روکنا چاہا اور بانی اسلام کے محاسن پر پردہ ڈالنے کی کوشش
کی مگر بالآخر اونھین سر اطاعت خم کئے بغیر چارہ نہ ہوا قرآن کے مثل بنانے کی ان تھک
کوشش مین فصحائے عرب اپنے چیدہ نمایندون سے خواستگار اعانت ہوئے لیکن
بجائے اسکے کہ مثل لاتے ما ہذا کلام البشر کہکر دم بخود رہگئے یہودیون نے اسلام کی خوبیون
کے چھپانے کے واسطے ساری توریت تحریف کا میدان بنا ڈالی لیکن آج اسلام کا وہی
رنگ ہے اور موسویت کا فور ہوتی جاتی ہے عیسویت نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن بجائے
اسکے کہ محکوم مسلمانون کو دام عیسویت مین دیکھتی یورپ مین جو فی الحال عیسویت کا مرکز ہے
اشہد ان محمداً رسول اللہ کی آواز سننی ناگزیر ہے۔ ہندوستان کی تاریخ دیکھئے تو آنکھین ہی
کھل جائینگی جن لوگون کے نزدیک مسلمان ملکش تھے آج وہ اونکے دوش بدوش ہین
اور پھر امتیازی طرہ بھی زیب دستار ہے جو لوگ کسی مسلمان کو دیکھ لینا گناہ عظیم سمجھتے تھے
آج اون کی مدد کے خواہان۔
جن لوگون نے کبھی مسلمانون کی صورت دیکھنی ناپسند کی تھی آج وہ اونکے ہمدم ہین

جس ملک بھر میں ایک متنفس خدائے حقیقی کا عبادت گزار نہ تھا آج بحمدہ تعالیٰ وہاں سات کروڑ سے زیادہ جبین نیاز اوس احد ازلی کی سامنے جھکائے ہوئے ہیں۔ افسوس ہے کہ ابھرے ان بڑھتے ہوئے مواج اسلامی تھپیڑوں کے آگے مقابلہ کیلئے چند نا عاقبت اندیش مذہبی نشہ میں چور ہستیاں نکل کھڑی ہوئی ہیں۔ ہم اس سے بھی خوش ہیں کہ ابھی تک جو روا داریاں مانع تھیں اوٹھ گئیں۔ دیشا دینے کے ساعی ہماری حریف جماعت ہے مگر یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام جو صدق محض اور حق صریح ہے کبھی زیادتی کا نہ آمر تھا نہ عامل اور نہ انشاء اللہ اسلام اپنی طرف سے مدافعانہ کوشش سے زیادہ قدم نکالیگا۔ گو اسلام کے متعلق چند بے سرو پا حکایتیں آریہ مبلغین نے یاد کیں ہیں لیکن "دروغ را فروغ نے" آخرکار راز طشت از بام ہونے لگا۔ اس موقع پر عالمگیر یا دیگر ایسے فرمانروایان اسلام کا تذکرہ کرنا جو بحیثیت ایک مسلم فرد کے کچھ کر بھی گذرے ہوں اسلام کی بھلائی یا برائی نہیں ثابت کر سکتا خوبی یا برائی اصل مذہب کی خوبی یا برائی ہے تو کیا آریہ اس امر پر تیار ہیں کہ بمقابلہ اسلام کوئی خوبی ثابت کر سکیں البتہ اگر خوبی نما صورت دکھلائیں گے بھی تو وہی جو اسلام کی تعلیم میں کچھ اپنے اصول لگا کر قائم کرلی ہوگی۔ آریوں کو اگر کچھ عقل ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ دراصل اپنے مذہب کی بیخ کنی کر رہے ہیں اگر حقیقی توحید کی تبلیغ کرتے ہیں تو وہ اسلام کا اصل اور متفرد مسئلہ ہے اور ہرگز وہ ویدک دھرم نہیں اور یہی سبب ہے کہ بہشت دیانند جی سے پہلے اسکی طرف کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ اور اس سے زیادہ سناتن دھرمیوں کے حال پر افسوس ہے کہ آریوں کا ساتھ دیکر اپنے مذہب کو ستیاناس کر رہے ہیں کیا چھوت چھات سناتن دھرم فرقہ کی ضروری چیز نہیں ہے کیا ویش اور شودر کو ویدک تعلیم ممنوع نہیں ہے؟ کیا ویدک تعلیم حاصل کرکے اپدیشک ہونا براہمن جاتی کی خصوصیت نہیں کیا کسی شودر کے ہاتھ کا کھانا براہمن یا چھتری کیلئے ادھرم کرم نہیں ہے کیا راجہ اور بیجا مجاورت ورش میں ایک ہی طرح کبھی بھی سمجھے گئے ہیں کیا راجپوت اور شودر وغیرہ۔

جاتی مین انسین بیاہ کا رسم اچھی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ کیا ستی اجو اصل مذہبی چیز تھی)
یوگ کو باقی رکھنے دینے کی غرض تھی۔ پھر کیا کسی ادھرم کو ملا لینا ہندو دھرم نے پسند
کیا تھا اور پہلے کو جانے دیجیے آج سے چند ہی دن قبل آریہ سماج اور اور ہندو دھرم مین
ایسے لوگون کو ملانے کے لیئے نا ئیا الفاظ استعمال نہین کیئے گئے پھر آج ہندو ان پنانتن
دھرمیون اور خاصکر جین متو ن کو (جن کی رد کا ایک خاص باب پنڈت دیانند جی
مہاراج کے مشہور پستک ستیارتھ پرکاش مین موجود ہے) کیا ہو گیا ہے کہ اپنی مذہبی تہوار
کو کنزدرکرتے ہین اور آریون کا ساتھ دے رہے ہین منشی پریم چند صاحب کا ایک فقرہ
اس موقع پر خاصکر قابل ذکر ہے کہ "مذہب اپنے سچے معنون مین خالق اور معبود کا معاملہ ہے
تو اسے سیاسی رنگ مین رنگنے سے کیا فائدہ اسکا خاص طور سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ ہندوؤن
اور مسلمانون مین سیاسی کشمکش پیدا ہو جائے جس کی نمایان جھلک عالم پر ظاہر ہو چکی
ہے آج ہمکو نہایت مسرت کا موقع ہے کہ مسلمان اپنے مذہبی فرائض کی طرف صرف آپسی
شدھی کی رونمائی مین مصروف ہو گئے۔ اور یہ حقیقت آخر بے نقاب ہو گئی کہ ہندو کی
چھوئی ہوئی چیزون کا استعمال ترک کر دیا جانے لگا شیعہ اور شیعیت تو پہلے سے ہی
بلکہ ہمیشہ سے ہی اسکی پابند ہے اور وہ قطع نظر اور فوائد کے ایسی اشیا کو اپنے حاکم
حقیقی کا حکم سمجھکر ترک کرتی ہے۔ لیکن اب علی العموم اسلام کی جماعتون نے اسے ترک
کرنے کا عہد و پیمان کرنا شروع کر دیا جس سے ہماری دارین کی سعادت ہے جس کا سبب
صرف آریہ احباب ہین۔ ع۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔

مین خود اوس جلسہ مین موجود تھا جب مولانا گل محمد صاحب پشاوری نے
اونکے بعد مولانا قطب الدین صاحب برہمچاری نے ایک عظیم الشان جلسہ مین جو مسٹر
ولایت احمد خانصاحب ایم۔ اے ایل ایل بی وکیل کے دولتخانہ پر قائم کیا گیا تھا۔
تقریرین اور قابل تحسین رد آریہ کی تھی اور اوسی کے ساتھ برہمچاری صاحب نے (خدا ادام

مسلمانون کو بھی توفیق دے)
یہ اعلان کیا تھا کہ ہندو کی چھوئی ہوئی چیزون کو ہم نے اور ہمارے تمام ساتھیون نے
ترک کر دینے کا عہد کر لیا ہے چاہے ہم مر بھی جائین لیکن اُن کی چھوئی چیزون کا استعمال
نہ کرینگے مجھے امید ہے کہ مولانا کی اس تحریک مین مسلمان بہت جلد حصہ لین گے اسلئے کہ
علاوہ مذہبی خوبی کے اس قسم کی عادت ہماری اقتصادی حالت پر ایک نمایان اضافہ
کرے گی آج اگر عام طور سے مسلمان اسکے عادی ہوتے تو سکندرہ راؤ مین جو ذلت مسلمانون
کو اٹھانی پڑی ہرگز نہ ہوتی۔ (باوجودیکہ سبیل مسلمانون نے قائم کی اور تفضلاً ہندوؤن کے
لئے کہار ملازم رکھا پھر بھی ہندوؤن نے اس پر زور دیا کہ مسلمانون کو اوک کے ذریعہ نلکی یا
اور کسی شے سے پانی پلایا جائے اور ہندوؤن کو اوسی ظرف سے جو سبیل کیطرف سے
مہیا کیا گیا تھا) اگر اب بھی مسلمان اس بات پر آمادہ ہوجائین کہ ہم اپنی ہستی اونسے علیحدہ
قائم کرینگے تو پھر اونکے ہر بار بائیکاٹ سے کوئی خوف نہ رہجائے کبھی دھوبی کے ترک کی
نہ کبھی حجام کے بائیکاٹ کا اعلان کبھی تیلی تمبولی کے مقاطعہ کا دباؤ! آخر یہ کیون اسلام نے
تو بڑی آزادی دے رکھی ہے کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پابند ہو جائے پھر اوس سے
میل جول ربط ضبط اکل و شرب سب برتاؤ برادرانہ کرلو تو کیا سات کروڑ مسلمان ملکر ایسا
انتظام نہین کر سکتے حالانکہ جب ہندوؤن مین آپس کی چھوٹی موٹی ذاتون کو دیکھا جائیگا
تو بہ نسبت اسکے کہین کم تعداد اون لوگون کی باقی رہ جاتی ہے جو آپس مین چھوت سے مستثنیٰ
ہین علی العموم چند ہی قوم ہے جسکا چھوا ہوا سب لوگ کھا سکتے ہین مثلاً کہار۔ بنیا۔ برہمن
وغیرہ جن کی تعداد کچھ بہت بڑی نہین بخلاف اسکے اسلام مین کوئی تخصیص سوائے اسلام
نہین۔ مسلمانو! تف ہے ایسی بیحیائی پر کہ ہندو کے چوکے مین کتا چلا جائے اور وہ پاک رہے
اور مسلمان آدمی کا سایہ پڑ جائے اور وہ پاک نہ رہے بلکہ ناقابل استعمال ہو جائے۔ نہایت
شرم اور انتہا کی گھن کرنی چاہیے جب تمکو یہ معلوم ہے کہ گائے کا موت اونکے نزدیک مطہر ہے

جو تمھارے نزدیک خبائث اور حرام اشیا مین ہے چنانچہ ایک واقعہ سنا کر مین تمھارا
اطمینان کئے دیتا ہون اور نام ظاہر نہین کرتا ۔ ایک شخص نے ہندو کی چیز ترک کردی تھی
لیکن دوسرا شخص جو اوسکا دوست تھا وہ اسے چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوا آخرکار تارک نے کہا
کہ تمھین مین جب کبھی ایک نیا تماشا دکھا دونگا تب تم بھی میرے جیسے ہوجاؤگے ۔ چنانچہ
ایک دن مٹھائی والے نے اپنا خوانچہ کسی مقام پر رکھکر کسی کو کچھ دینا چاہا اس اثنا مین کتا
آکر اوسکے خوانچہ پر پیشاب کرگیا اوسے خبر نہ ہوئی (یہ دونون دیکھ رہے تھے) جب کسی اور نے
اوس سے مٹھائی لینا چاہی اور اوسنے وہی پیشاب بھری مٹھائی دینا چاہی تو ایک شخص نے
واقعہ کی اطلاع کی اوسنے فوراً کسی کنواری بچھیا کو تلاش کرلیا اور اوسکا تھوڑا پیشاب لے کر
چھڑک دیا اور اب چاہا کہ وہ شخص خریدے دلیل یہ تھی کہ اب تو پاک ہوگیا ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ
کہ کیا اب بھی مسلمان متنبہ نہ ہونگے ۔ مین اس امر سے قطع نظر کرتا ہون یہ ترکیب طہارت
جو گئو ماتا کی دختر نیک اختر کے پیشاب اقدس سے کی گئی کسقدر قابل ضحکہ ہے مگر مجھے اسوقت
مذہب کی عام حسن و قبح پر روشنی ڈالنی منظور نہین ہے ۔

آج مسلمانون کی چھوٹی چھوٹی قومین ہندو کے سود کے شکار ہین جس کا سبب اون کا
افلاس ہے اگر ہم اسکی سختی سے پابندی کرین کہ مسلمان سے بیع و شرا کرینگے تو لا محالہ
یہ قدرتی انتظام ہوجائیگا کہ مسلمانون کی دکانین کثرت سے قائم ہوجائینگی اور دنیاوی
تباہی کے علاوہ کبیرہ گناہ یعنی سود خواری سے مسلمان بچ جائینگے بین تمام مسلمانون سے اپیل کرتا ہون
کہ فتح محمد خان صاحب (سیال) کے مضمون کو پڑھین جو البشیر ۱۹ جون مین شائع ہوچکا ہے جسکی سرخی
"مسلمانون مین چھوت چھات ہو" جسمین اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے فتنہ ارتداد کا ایک بڑا سبب
یہی ہے کہ مسلمان ہندوون کے چھوئی ہوئی اشیا پر پرہیز نہین کرتے اور ہندو پرہیز کرتے ہین ۔ غافل
مسلمانون پنجاب کے ضلعو مین جس سختی سے مسلمانونکو ہندو اپنے مکانون سے کرایہ کے مکانون سے نکال رہے ہین
اخبارات کے صفحات مین یہ خبرین شائع ہوتی رہتی ہین چونکو ہشیار ہو اور اپنی ہستی کو نئے سر سے قائم

مدرستہ الواعظین اور اوسکے مبلغ

مدرستہ الواعظین اور اوسکے تبشیری جماعت اور اوسکے مشن کے کارگذاریوں
کے متعلق مختلف محترم اخبارات مین متعدد مضامین شایع ہوتے ہین جنکا منشا یہ ہے
کہ موجودہ مذہبی جنگ یا فتنۂ ارتداد مین مدرستہ الواعظین کے مبلغین نے کیا حصہ لیا اور
اون فرائض کو جو کہ عامہ مسلمین کی گردن پر عائد ہوتے ہین اونکو کہانتک پورا کیا۔

ہم مدرستہ الواعظین اور اوسکے ہر شعبہ کے حالات خصوصًا مدرسہ کی تبشیری
جدوجہد سے برابر پبلک کو مطلع کرکے اسباب کا اندازہ کرتے رہتے ہین کہ مدرستہ کی حالات
دلون پر کیا اور کسقدر اثر کیا۔

ہم اون مضامین کو جن مین ہم سے ہمارے تبلیغی فرائض کے متعلق سوال کیا گیا
ہے نہایت قدر کی نگاہون سے دیکھتے ہین جس سے ہم یہ اندازہ کرتے ہین کہ پبلک جسکی
نمائندگی کی حیثیت سے ہم اس فتنہ کو خاموش کرنے کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے ہین
اوسکو ہمارے مساعی سے کافی دلچسپی ہے تنقید و تفحص نکتہ چینی و تفتیش جو تبلیغ
نیک نیتی صدق و صفا کے لباس مین ہون نہایت مفید اور قابل شکر گذاری
ہین یہ ہم بار بار پبلک کے سامنے پیش کر چکے ہین کہ علاوہ مدرستہ الواعظین صیغہ
تعلیم اور کتب خانہ کے مدرستہ الواعظین کے کسی شعبہ کا کوئی مستقل سرمایہ یا مستقل
آمدنی نہین ہے ہمارے مشن کا نہ کوئی خاص سرمایہ ہے اور نہ کوئی مستقل آمدنی اور نہ
اسوقت تک اس شعبہ کے واسطے سرمایہ کی فراہمی کے واسطے کوئی باصول اور خاص
کوشش کی گئی۔ اسکے علاوہ واقعات و حادثات نے بھی اتنی مہلت نہ دی کہ اس شعبہ
کی کمزور اور متزلزل بنیادون کو مستحکم بنادیا جاتا۔ یا اوسکے پیمانہ کو اسقدر وسعت
دیجاتی جو کہ کم سے کم ایسے آثار قائم کردیتا جس سے اس مفید اور نہایت اہم صیغہ کے

قیام وبقا اور ہمارے مذہبی ضرورتوں کو پورا کرنیکی امید قائم ہوجاتی۔

مدرسۃ الواعظین کے مشن کے تین حصے ہیں ایک حصہ اس محترم اور ایثار پسند نفوس کا وہ ہے جو ہندوستان کے وسیع حدود اور ۲۰ لاکھ مربع میل کے لق ودق صحن میں تمام ہندوستان کے مذاہب کے مقابل میں کلمہ لا الہ الا اللہ بشرطہا و شروطہا کی گونج اور کفر شکن آواز بلند کررہا ہے آج محض اس مختصر گروہ کے بدولت اسلام و بانی اسلام کے محاسن خصوصیات اسلام کے کارنامے ائمہ اہلبیت کے حالات فضائل و مناقب ہندوستان کے اور حصوں میں شارع عام پر ہزاروں بندگان خدا کے سامنے سنائے جارہے ہیں یہی تاریخ اس جز کے متعلق بالکل سادی اور صاف ہے دوسرا حصہ یا مقدس جز اس مبارک مشن کا وہ ہے جس کے محترم ممبروں نے اپنے نقش عمل سے ایثار و جوانمردی اور مجاہدہ ایمانی کی بہترین مثالیں شہسواران میدان تبلیغ کے واسطے قائم کردیں ہمارے مشن کے اس دوسرے حصے کے ارکان نے ہندوستان کے قلمرو سے قدم باہر نکالا ہزاروں میل ہندوستانی سرزمین کو طے کرکے ہندوستانی ساحل یا بحر عرب کے کنارہ پر کھڑے ہوکر اپنے اہل و عیال اپنے ملک کو رخصت کرنے والی نظر ڈالی اور دو ہزار میل کا بحری سفر طے کرکے آج مدرسۃ الواعظین کے مشنری یا مبلغ معزز لقب کے ساتھ افریقہ کے تاریک براعظم میں تلقین مذہب کے اہم فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ہم گذشتہ نمبروں میں افریقہ کے مشن کے حالات ممباسہ ناظرین کرام کے سامنے پیش کرچکے ہیں۔ الحال ہمارا مشن مشرقی افریقہ مقام زنگبار میں کارہائے تبلیغ کو انجام دے رہا ہے۔

تیسرا حصہ ہمارے مشن کا وہ حصہ ہے جس کی ترتیب وقتی اور مقامی ضرورتوں کی وجہ سے دیگئی اور مشن کی اس جماعت میں وہ حضرات شامل کردیئے جو کہ ہنوز زیر تعلیم ہیں یا جنھوں نے ابھی حال ہی تعلیم سے فراغت حاصل کی اس جماعت میں ایسے اصحاب بھی شامل ہوئے ہیں جن کا محرک صرف ولولۂ ایمانی یا وقتی ایمانی ضرورتوں کی اہمیت کہی جاسکتی ہے۔

اس جماعت کا تقرر قیام فتنہ ارتداد کے دفعتہً بھڑک اٹھنے کی وجہ سے کیا گیا یہ نہ سمجھنا
چاہیئے یہ وہ شعلہ زن آگ جس کے لوکے ظاہر بظاہر اور نیز پوشیدہ طور پر نہ صرف
ممالک متحدہ اور اطراف پنجاب مین بھڑک رہے ہین۔ بلکہ اس بھڑکتی ہوئی آگ کا دیگر
صوبہ جات مین مختلف شکلون اور قوتون کے ساتھ اطراف وجوانب مین پھیل جانا ممکن
نہین ہے۔ مختلف اغراض اور بہانے نیز اس آتش کی روش بتلا رہی ہے کہ اس آتش
فشان سے صرف مذہبی اغراض وابستہ نہین ہین بلکہ اوس سے رفتار سیاسیات مین بھی
فائدہ اٹھانا مقصود ہے۔

بہرکیف ایسے عظیم الشان جنگ مین تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے رضاکار
اور بے کار جماعت کا بھیجنا قرین مصلحت نہین ہو سکتا لیکن اس مشن مین وہ مجاہدین
شامل ہین جو صوبہ جات بنگال و بہار و پنجاب وغیرہ مین ایک سال سے زائد کام کر چکے
تھے۔ ہمارے پاس مناظرہ کرنیوالون۔ مذہبی مباحثہ کرنے والون کا کافی ذخیرہ موجود ہے
جنھون نے اس میدان مین فرق اسلامیہ کے قابل ہین تقریراً و تحریراً بہت کچھ کام کر
دکھائے ہین لیکن ہمارے پاس سردست ایسے مبلغ کم ہین کہ جو موجودہ مشنری ضروری
الآت سے آراستہ جدید فنون خطابت سے پیراستہ ہو کر ہندوستان کی مو تربیت یافتہ ملکی
اور غیر ملکی مختلف معاشرت۔ ادب و تمدن رکھنے والی مشنری جماعتون سے مقابلہ
کر سکین۔ یہی خاص ضرورتین ہین جن کے پورا کرنے کا بیڑا مدرسۃ الواعظین اوسکے بانی
اور ارکان نے پبلک کے صدائے لبیک کے بھروسہ پر اٹھایا ہے۔

جس وقت فتنہ ارتداد اٹھا ہے اور عالم اسلامی مین برانگیختگی پیدا ہوئی جملہ اسلامی
فرق یہ محسوس کرکے کہ گرگ بیشتر رو بدل۔ جلد سے جلدی اس لپکتے ہوئے شعلہ کو دبانا چاہئے
چنانچہ مختلف مقامات اور مختلف فرقون مین مشنری لکچرنگ شروع ہوا۔ اور باقاعدہ ترتیب
یافتہ مبلغین کی جماعتین آگرہ کی طرف روانہ ہوئی۔ بعض محترم اخبارات کی تحریک سے اور

حالات کے جزر و مد کو پیش نظر رکھتے ہوے ہم نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ہم اوس جماعت کے کل افراد کو جو کہ اسوقت ہندوستان کے اطراف و جوانب مین کام کر رہے ہین طلب کر کے اس نئی مہم پر روانہ کر دین اسلئے تعداد ضرور کم تھی۔ ہمارے مرسلہ مشن کے مبلغ اس موقع پر کس حد تک مفید و کارآمد ثابت ہوے اور اون لوگون نے کس متانت اور سنجیدگی سے موقع اور محل کو عمیق نظرون سے دیکھتے ہوے اپنے کام کو شروع کیا ہم اس مطلب پر روشنی ڈالنا غیر ضروری اور بیکار بے فائدہ سمجھتے ہین کیونکہ ہمارا تذکرہ اخبارات مین اس مطلب کے ساتھ آچکا ہے۔

ہمارا طرز عمل یہ نہ کبھی تھا اور نہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے کہ رائی کا پہاڑ بنائین خفیف خفیف چھوٹی چھوٹی باتون کو نہایت عظیم الشان اور اہمیت کے پہاڑ پر قائم کر کے دکھائین بلکہ حالات اور صورت واقعات کا تقاضا بھی یہی ہے کہ نہایت خاموشی اور سنجیدگی کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیا جاوے جو کام اسوقت ہمارے سامنے ہے یعنی وہ راجپوت اقوام جو عرصہ دراز سے آغوش اسلام مین پرورش پا رہے ہین اور ہمارے برادران اسلامی بنے ہوئے ہین۔ اونکے متزلزل خیالات کو سنبھالنا اون مین اعتقادات اسلامی کو مستحکم کرنا۔ اونکو ارکان اسلام و شعائر اسلامیہ کے بجالانے اور اختیار کرنے پر آمادہ کرنا اور تمام رسوم کفر کو چھڑوا کر اسلامی زندگی اختیار کرنے کی ہدایت کرنا۔ اور اصول و عقائد اسلام کی تعلیم دینا۔ یہ سب ہمارے کار تبلیغ کی سرخیان ہین اور یہ سب اس مشن کے فرائض ہین۔ مذہب ایک عقیدہ ہے جس کا اظہار اعمال و افعال مذہبی سے ہوا کرتا ہے اگر ہم نے کسی فرد سے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ شدھی نہ ہوگا۔ یا ہم نے کسی غیر مسلم کی چوٹی کٹوا دی تو یہ ایک اسلامی خدمت ہوئی۔ لیکن وعدہ کنندہ یا وہ چوٹی کٹوانے والے اسوقت تک قابل اعتماد و بھروسہ مسلمان نہین ہو سکتا۔ جبتک کہ اوسکے دل سے حجت و دلیل کے زبردست آلات کے ذریعہ سے اوسکے سابقہ اور مکروہ عقائد کی اصلاح

نہ کر دیجاوے یا جبتک اسلامی اعتقادات کا قلبی یقین نہ ہو اور ارکان اسلام پر عمل پیرا نہو ورنہ ایسے مسلمان صرف خانہ مردم شماری کے مسلمان ہونگے یہ واضح بات ہے کہ اگر یہ مسلمان اسلامی عقائد سے باخبر اور اسلامی احکام پر عامل ہوتے اور اسلام کو دل سے ایک حق اور خدائی مذہب یقین کیے ہوتے تو آج فتنہ ارتداد پھیلانے والون کو سوائے ناکامی کے کچھ نصیب ہوتا لیکن افسوس ہے کہ اوس کثیر التعداد قوم کی جہالت ضعیف الاعتقادی اور مذہبی ناواقفیت کی طرف کسی نے توجہ نہ کی اور عادات و اخلاق و رسوم کی اصلاح سے یکقلم چشم پوشی کی گئی اور ہدایت و تعلیم کا بند و بست نکیا گیا جس کا تلخ و ناگوار نتیجہ آج نظر آرہا ہے۔ اگر کوئی ملا اتفاقی طور پر اون تک پہنچ بھی گیا تو اوسنے بھی اپنے ذاتی فائدہ کے سوا اون بیچارون کی حالت زار پر نظر ترحم نہ کی جس کی پریشانی آج مسلمانون مین ہر طرف پھیل رہی ہے بہر طور اکثر مبلغ جماعتون نے اپنا مشنری نظام عمل صرف اسقدر رکھا ہے کہ راجپوتون سے ختمی نہ ہونیکے وعدہ لیں یا اون کی چوٹیان وغیرہ کٹوا دین۔ بلحاظ ضرورت اتحاد عمل ہمارے مبلغ بھی اس نظام عمل اور کارروائی مین شریک و متحد رہے ہین اون کا حصہ میدان عمل مین کسی تبلیغ کرنیوالی جماعت سے کم نہین۔

ہمارے مبلغین نے سوگاون ودیہات کا دورہ کیا جس مین یہ راجپوت لوگ آباد ہین وہ اس بہادر تہور پسند قوم کی زندگی طرز معاشرت عادات و اطوار تعلیم و تربیت کا نہایت عمیق نظرون سے مطالعہ کرتے ہین انہون نے اونکے مذہبی اور معاشرتی اور اخلاقی کمزوریون کو معلوم کیا اور مذہبی رغائب و میلان طبع کو دریافت کیا اونکے اعتقادی کمزوریون کے تریاک و علاج تجویز کیے ہین۔ ہماری مشنریون کے رپورٹون اور نیز دیگر اسلامی فرق کی مشنریون کے اتفاق آرا اور اونکے تفتیش کے جو نتائج برآمد ہوتے ہین وہ یہ ہین۔ کہ راجپوت بہادر تہور پسند۔ خود شجاع اور شجاعت والون پر مرنے ملنے والے جاہل اور علمی روشنی سے محروم ہین۔ اونکے ساتھ نہ شدہ کرنے والون کی نشانی اخر کرتی ہے نہ اسلامی مشنریون

کی مناظرہ بازی اور دلیل وحجت آرائی بکار ثابت ہوتی ہے وہ محض نام کے مسلمان اور اصول وطریق اسلام سے بالکل نا آشنا ہین نہ اون کا ارکان اسلام پر عمل ہے نہ ونشان اسلام کے نامون سے وہ واقف ہین بلکہ اس قسم کے باتون کا وہ لوگ سننا بھی کم گوارا کرتے ہین۔ ان پر ایک عجیب رمز ہے وہ مسلمان ہین کیون۔ وہ بہادر حسین سے واقف ہین جسنے اپنی شجاعت ودلیری اور روحانیت واسلام پروری کا عالم کے دلون پر سکہ بٹھا دیا ہے اور تمام دنیا۔ سے خواہ وہ مسلم ہون یا غیر مسلم اپنا کلمہ پڑھوالیا ہے اور صرف اوسی شیر بیشہ شجاعت کے نام سے انکو الفت ہے تحقیقات سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ اگر رسول کے مظلوم نواسہ کی عزاداری اور اوس بھوکے پیاسے غریب الوطن مسافر کے کارنامہائے لیاقت وشجاعت کی تذکرہ کا رواج ان مین دیا جائے جسکی رنگ کے کان ودل منصف آشنا ہین تو جملہ طرق تبلیغ سے یہ طریقہ زیادہ بکار آمد ہوگا یہ بہادر راجپوت حسین کے بسالت رنیہ مگر مظلومیت مین ڈوبے ہوے نام کو بہادرانہ اعزاز اور دلیرانہ ذوق وشوق سے سنتے ہین اور اوس مظلوم کی عزاداری کا شوق ظاہر کرتے ہین اور وعدہ کرتے ہین۔ ہمارے واعظین نے یہ بات اونکے حالات پر نظر کرنے سے خوب سمجھ لی اور اسکی ہدایت بھی شروع کردی اور آئندہ عملی طور پر اس کوشش مین اہتمام کیا جائیگا۔ جناب

اس مطلب مین ہمارے ہم آواز ہین۔

دوسری بات جو ہمارے مشنریون نے کی وہ یہ ہے کہ ان راجپوتون سے اون خلاف اسلام باتون کو ترک کرانے اور چھوڑوا دینے پر زیادہ زور دیا ہے اور اون سے وعدہ لیے ہین کہ ترک سے اونکے رسوم کفر اور سابقہ طرز زندگی کا استیصال ہوجائے اور اون کی طرف سے اپنی اصلیت کی طرف بازگشت کرنے کا اندیشہ جاتا رہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہندو کا کھانا پینا مسلمانون مین ایک حقیر سی بات سمجھی جاتی ہے۔ مگر اس سے نقصانات کیا پیدا ہوتے ہین۔ وہ اظہر من الشمس ہین چنانچہ اس کے

نقصانات پر متوجہ کرکے راجپوتون سے ہندوکا کھانا پینا چھڑانے کا وعدہ لیا ہے۔
چوتھی بات نماز کی طرف خاص طور سے توجہ دلائی گئی اور ایک مسجد تعمیر کرانے کی طرف متوجہ کیا جس کا ایک مقام کے راجپوتون نے وعدہ کیا ہے۔
تحقیق و تفتیش اور گاؤن گاؤن دورہ کرنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ راجپوتون میں شیعون کی بھی کافی تعداد موجود ہے ہمارے مشنریون نے اپنی ڈائریون مین انکے واسطے ایک علیحدہ کالم معین کیا اور اونکے کیفیات و حالات زندگی کا ہمارے مشنری نہایت غور سے مطالعہ کرتے ہین اور ضروری باتین نوٹ کرتے ہین جن کے حالات کی اطلاع کسی وقت آئندہ ہم ناظرین کے سامنے پیش کرینگے۔
یہ نہایت حیرت انگیز بات ہے کہ ابتک شیعہ راجپوت جس جگہ خواہ قصبہ ہو یا دیہات ملے ہین۔ تو وہ کم و بیش اپنے مذہب اور عقیدہ سے واقف ہین اون پر شدھی کرنیوالون کا منتر ہنوز نہین چلتا۔ ابتک وہ فتنہ ارتداد کی مسموم ہوا سے محفوظ ہین۔ البتہ اون کو تعلیم کی ضرورت اونکے اصلاح معاشرت کی ضرورت ہے اون کے لیے سامان زندگی فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ اون کو موجودہ اور آئندہ مذہبی حملون سے تعلیم کے الات سے آراستہ کرکے بچانے کی ضرورت ہے جس کے انتظام مین ہرگز غفلت نہ کرنا چاہیئے۔

وقت تنگ است وکار ما بسیار (" منیجر ")

وید مقدس اور قرآن پاک

ویدکی نسبت ہندو صاحبان کی رائے

(۱) بابو کرشن کمار بھٹاچاریہ سنسکرت پروفیسر پریسیڈنسی کالج کلکتہ لکھتے ہین ویدون مین شہریات جارحین (فحش الفاظ کا ذکر) بھرا پڑا ہے رگوید کے مطالعہ سے ہم اتنا کہہ سکتے ہین کہ گائیون کا پالا جانا۔ اور ان کا چرانا دودھ دہی بخشش وغیرہ اس کتاب کے اعلی مضامین ہین گئی

ذریعوں سے یہ امر بالکل صاف معلوم ہو گیا ہے کہ کسی خانہ بدوش کے حالات کا وید مجموعہ ہے وید ہماری دستگیری نہیں کر سکتا۔ اس بارے میں ان اگنیزنا بجھوں کی مثال ایک لق و دق بیابان ہے جس میں جدھر نظر کرو خار دار جھاڑیوں کے سوا اور کچھ نہیں دکھائی دیگا (لنکولن)

(۲) لالہ ہردیال ایم اے سرگرم ہندو لیڈر لکھتے ہیں۔ وید کے اصول بوسیدہ ہیں جو انگر ایسی مذہبی تعلیم سے کوئی فائدہ نہیں ویدوں کو کوئی نہیں پڑھ سکتا مذہبی تعلیم کے اس عام پروگرام کے ابتک کیا ہے کچھ نہیں ادھر چکے ہیں ویدوں سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ان میں بے علمی و وہمی تخیلات بھرے ہیں عملی سچائیوں کے [illegible] سے بوسیدہ اصول پیش کرنے سے فائدہ؟ ایسے ملاح ہرگز جہاز کو ساحل تک نہ پہنچا سکیں گے انکے فرائض کو معلوم کرنا۔ اپنے دماغ کو خراب کرنا ہے سنسکرت کی کوئی پشتک ہمارے نوجوانوں کو نہیں بتلا سکتی کہ آجکل زمانہ میں سوسائٹی کو کسطرح ترتیب دینا چاہیئے اگر ان پرانی دستاویزوں سے صحیح سوشل اصول سیکھ لینے ممکن ہوں۔ تو ہندوستان جدید کے لیڈر بننے کیلئے ہمارے بنارس کے پنڈت سب سے عقلمند سمجھے جائیں لیکن کون شخص بنارس کے پنڈتوں کو پسند کرے گا۔ بہت سے آدمی ہم سے کہتے ہیں کہ چاروں ویدوں کے آگے سر جھکاؤ لیکن میں سچائی اور ترقی کے نام پر اس مذہبی غلامی کے خلاف آواز بلند کرتا ہوں۔ ویدک تعلیم محض غلامی ہے ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے لڑکے اور لڑکیاں مکاری اور روحانی کند ذہنی کے ساتھ نشو نما پائیں مجھے آجتک یہ پتہ چلا کہ ہندو مذہب کیا ہے بعض لوگ سکتے کہتے ہیں خدا۔ لیکن ہم یہ نہیں جان سکتے کہ وہ کن صفات کا ہے جس وقت ہندو دھرم کے گرنتھوں سمندر کو متھا جائیگا تو اس میں سے چند عام پسند سچائیوں کے رتنوں کے سوا کچھ نہ نکلے گا۔ الحاصل ہندو مذہب اور ویدک تعلیم سے ہرگز کام نہیں چل سکتا۔

(باقی آئندہ)

مقامات مقدسۂ عراق سے

حضرات مجتہدین و حجج اسلام کی جلاوطنی

دنیا میں طرح طرح کی سخت سے سخت مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور مصیبت زدہ لوگوں کے دلوں کو فگار کر دیتی ہیں لیکن ایسی مصیبتوں کا اثر عمومیت کی شان پیدا نہیں کیا کرتا البتہ جب کوئی مذہبی اور دینی مصیبت نازل ہوجاتی ہے تو اوسکا اثر دنیائے مذہب کے مشرق و مغرب کو احاطہ کر لیتا ہے اور ہر مذہبی فرد کا دل و جگر اوس سے پارہ پارہ ہوجاتا ہے۔ اور جب ایسی مصیبتوں کا سلسلہ بندھ جاتا ہے تو اوسکا تحمل حد امکان سے خارج ہوجاتا ہے چنانچہ کئی سال سے عراق کے متعلق مختلف خبریں مذہبی مصائب کی شائع ہوئیں جو کسی موقع پر بے اصل اور غیر صحیح بتائی گئیں اور کسی موقع پر ونکی شائع شدہ حقیقت تسلیم نہیں کی گئی۔ یہانتک کہ اس زمانہ میں دل سوز اور جگر سوز خبر یہ پہونچی کہ حجۃ الاسلام آقا شیخ مہدی الخالصی مجتہد کاظمین دام برکاتہم مع صاحبزادہ گرفتار کر لئے گئے اور انھیں خارج البلد کر کے کسی دوسرے مقام پر بھیجدیا گیا بعد ازان بعض ایرانی اخبارون سے یہ معلوم ہوا کہ ۲۲ اکابر علماء مجتہدین اسکے بعد نفی البلد کئے گئے اگرچہ ہندوستانی اخبارون نے یہ ظاہر کیا تھا کہ اون حضرات نے اپنے غم و غصہ میں انہ عراق سے مہاجرت کی۔ پھر یہ بھی سنا گیا کہ ان بزرگوارون کا اخراج نہایت بے عنوانی و ظلم و جور کی عمل میں آیا ان واقعات سے مسلمانوں میں ہر طرف غم و غصہ اور جوش و خروش پیدا ہوا مختلف مقامات پر صدائے احتجاج بلند ہوئی اور نفرت و ناراضی کے رزولیوشن پاس ہوئے اس موقع پر حضرات علماء مجتہدین کو اس خبر نے نہایت مضطرب کر دیا اور اون کا غصہ و قلق و ملال حد سے بڑھ گیا اور انھون نے بتاریخ ۱۴ اگست روز

اگرام اللہ خان مرحوم کے امام باڑہ مین مجتمع ہوکر حسب ذیل رزولیوشن پاس کئے اس
جلسہ کیلئے بتحریک جناب شمس العلما مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ و باتفاق رائے
جلسہ جناب شمس العلما حجۃ الاسلام نجم العلما آقا مولانا مولوی سید نجم الحسن صاحب قبلہ مد ظلہ العالی صدر نشین منتخب ہوئے
جناب صدر نے ایک مختصر اور درد انگیز تقریر کی اور جلا وطنی کے حالات بیان فرمائے اور پر درد عنوان پر کہا کہ مجھسے
اس وقت تقریر بیان نہین ہوسکتی صرف تجویزون کے پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہون۔

تجویز نمبر ۱

یہ جلسہ جسمین مجتہدین علما و فضلا اہل تشیع مجتمع ہین اپنا دلی رنج و افسوس حکومت
عراق عرب کے اون احکام اور کارروائیون پر ظاہر کرتا ہے جن کی وجہ سے عتبات
عالیات کاظمین و کربلا و نجف اشرف کے حضرات علما و مجتہدین ان مشاہد مقدسہ سے
جلا وطن کئے گئے ہین اور جو حالات ان حضرات کی نفی بلد و مہاجرت کے شائع ہوئے
ہین اوسے مذہبی توہین اور دینی مصیبت سمجھتا ہے اور درگاہ رب الارباب مین بعجز و
خلوص دست بدعا ہے کہ ان مشاہد مقدسہ اور اون کے علما و طلبا کو اپنی قدرت کاملہ سے
تمام آفات و مصائب سے محفوظ رکھے اور اون کے عزت و احترام مین یوماً فیوماً ترقی
کرامت فرمائے۔

تجویز نمبر ۲

یہ جلسہ جسمین آج مجتہدین و علما و فضلا اہل تشیع مجتمع ہین بامید دادرسی گورنمنٹ
برطانیہ پر اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ مشاہد مقدسہ کاظمین، نجف اشرف اور کربلائے معلی
اور ان مشاہد کے حضرات علماء کرام کے ساتھ تمام عالم کے شیعون کو ہمیشہ سے
ایسی عمیق اور غیر متزلزل عقیدت و ارادت ہے جو دنیا کے کسی گوشہ سے نہ ہوئی اور نہ
ہوسکتی ہے۔ اور یہ مشاہد شیعون کے دینی علوم کے مرکز ہین اور ان مشاہد مقدسہ کے کسی
عالم کی ادنی سی بے احترامی شیعون کے قلوب کو شکستہ اور مجروح کرنے والی ہوگی اسلیے ہم

اس زمانہ مین جو خبرین ان مشاہد کے حضرات علما کی نفی بلد و مہاجرت کی شائع ہوئے ہین اون سے تمام شیعون مین عظیم رنج و اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور حکومت عراق عرب کے اون احکام کو جن کا نتیجہ علمائے عتبات عالیات کی نفی بلد و مہاجرت ہے شیعون کی دینی توہین اور اون کے مشاہد مقدسہ اور مذہبی مرکز علم کی ویرانی اور بربادی کی کوشش پر مبنی سمجھا جاتا ہے۔

یہ جلسہ بحالت رنج و قلق گورنمنٹ برطانیہ عظمیٰ سے بتوسط گورنمنٹ ہند باادب درخواست کرتا ہے کہ اپنے اثر اور اقتدار سے بہت جلد کام لے کر مشاہد مقدسہ کے علمائے کرام کی باعزاز و احترام واپسی کا انتظام فرما دے اور ایسے وسائل اور موثر تدابیر عمل مین لائے جن سے آیندہ اس قسم کے واقعات ظہور پذیر ہونیکا احتمال باقی نہ رہے۔

جبتک یہ علمائے مجتہدین بعزت و احترام عراق نہ پہونچا دئے جائینگے ہمارے فرقہ کا اضطراب و التہاب اور عام بے چینی کم نہین ہو سکتی۔

تجویز نمبر ۳

یہ جلسہ جس مین مجتہدین و علما و فضلاء اہل تشیع مجتمع ہین عتبات عالیات کے اون سب علمائے اعلام کی خدمت مین جو حکومت عراق کے برتاو اور احکام سے مشاہد مقدسہ نفی بلد ہو کر عراق چھوڑنے پر مجبور ہوئے اپنی مخلصانہ ہمدردی پیش کرتا ہے اور چونکہ حضرات مذکورین ملک ایران مین تشریف لے گئے ہین اسلئے گورنمنٹ ہند سے باادب درخواست کرتا ہے کہ از راہ مرحمت اس پیام ہمدردی کو بذریعہ کانسل جنرل ایران مقیم ہند کے منزل مقصود تک پہونچانے کی زحمت قبول فرمائے۔

تجویز نمبر ۴

یہ جلسہ نصیریہ اپنے مہربان و ہمدرد کمشنر آنریبل مسٹر ہیل۔ ایم جاپلنگ اور اپنے ہر دلعزیز ڈپٹی کمشنر ای سی ٹیلر لوکل گورنمنٹ سے با ادب درخواست کرتا ہے کہ علماء عتبات عالیات کے نفی بلد و مہاجرت کے اخبار سے تمام شیعوں کو جو عظیم صدمہ پہونچا ہے اور اون میں عام اضطراب و پریشانی طاری ہے اوس سے ہز اکسلنسی گورنر جنرل کشور ہند کو مطلع اور ہمارے معروضات کے کامیابی کی پرزور سفارش فرماکر شیعوں کو شکر گذاری کا موقع عطا فرمائے۔

اس جلسہ کو بہت امید ہے کہ اگر ہز اکسلنسی گورنر جنرل ہمارے معروضات کی تائید فرمائینگے تو گورنمنٹ برطانیہ پر خاص اثر ہوگا اور ہماری کامیابی مین تاخیر نہ ہوگی۔

تجویز نمبر ۵

اس جلسہ کے نزدیک تازہ واقعات عراق عرب سے شیعوں کو جو شدید رنج و صدمہ غم و الم اور دلی ناراضی ہے اوسکا اظہار جس شہر و قریہ اور جس مقام پر ہو اور ان واقعات کے نسبت جو جلسہ یا صدائے احتجاج بلند ہو وہ خالص مذہبی حیثیت اور محض دینی ہونا چاہیئے تاکہ خدا و رسول و ائمہ طاہرین کی امداد و نصرت ہی ہمراہ رہے اور مقصد مین کامیابی کی پوری امید ہو

یہ بھی تجویز ہوا بتاریخ ۱۲۔ محرم الحرام ایک مجلس عزائے امام مظلوم بجانب اہل علم بلحاظ مصائب حاضرہ عتبات عالیات منعقد کیجائے اور اوسمین مصائب اہلبیت طاہرین بیان کی جائین نیز یہ مجلس بتاریخ مذکور امام باڑہ آصفی مین قرار دی گئی۔

(باقی آئندہ)

ادْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

الواعظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا اخلاقی علمی "سائنس آف ریلیجنس" یعنی فلسفۃ المذاہب سے بحث کرنیوالا

ماہوار رسالہ

بسرپرستی سرکار نجم العلماء نجم الملۃ والدین مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ (شمس العلماء)

زیر ادارت

جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب فاضل پانی پتی آنریری اڈیٹر

باہتمام

احقر الزمن سید نور الحسن مالک مطبع

نور المطابع واقع لکھنؤ میں چھپا

اور

سید حسن علی وقار نے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے شائع کیا

قواعد و ہدایات متعلق رسالہ الواعظ

اِس رسالہ کے ضروری قواعد اور ہدایات حسب ذیل ہونگے۔

(۱) یہ رسالہ بالفعل ماہانہ ہوگا اور اسکا حجم (علاوہ سرورق) ۲۴ اور ۳۲ صفحہ کے درمیان ۱۸ + ۲۲ تقطیع پر ہوگا۔ مگر آیندہ حسب ضرورت اسکو پانزدہ روزہ یا ہفتہ وار کیا جا سکتا ہے۔ اور حجم مین بھی وسعت دیجاے گی۔

(۲) لکھائی۔ چھپائی عمدہ ہوگی۔ کاغذ بھی حتے الامکان بہتر لگایا جائے گا۔ باانیہمہ قیمت سالانہ تین روپیہ ہوگی جو پیشگی یا بذریعۂ وی پی وصول کیجائے گی۔ جسمین محصول ڈاک اور وی پی کے اخراجات بھی شامل ہین اور اِسی قیمت مین ضمیمہ یعنی ترجمۂ "الشیعہ و فنون الاسلام" بھی ملتا رہے گا۔

(۳) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لیے رسالہ خریدنا ہوگا۔ اور سال تمام کے کُل پرچے لینے ہونگے خواہ درخواست خریداری کسی وقت بھی کیجائے۔

(۴) خریدار اپنا نام اور پتہ ہمیشہ بخط اُردو صاف حرفون مین لکھین اور اگر ممکن ہو تو ڈاکخانہ کا نام صاف طور پر انگریزی مین بھی لکھین۔

(۵) نمونہ کا صرف پہلا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر بلا قیمت روانہ کیا جائے گا۔

(۶) جواب طلب اُمور کے لیے جوابی کارڈ یا آدھ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

(۷) مضامین اور علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت بنام "اڈیٹر" اور باقی تمام اُمور کی بابت بنام "منیجر" ہونی چاہیئے۔

(۸) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو جاری ہوا کرے گا۔

(۹) اڈیٹر کا پتہ۔ اڈیٹر "رسالہ الواعظ" مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
منیجر کا پتہ۔ منیجر "رسالہ الواعظ"۔ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔
} نام لکھنے کی ضرورت نہین

جلد ۱ | فہرست مضامین الواعظ بابتہ ماہ نومبر ۱۹۲۱ء | نمبر ۳

شذرات

اڈیٹر الواعظ کا سفر عراق

(۱) مین آج (۸ نومبر ۱۹۲۱ء کو بروز سہ شنبہ دن کے ۲ بجے کے قریب) بعزم سفر عراق پانی پت سے روانہ ہوتا ہون۔ انشاء اللہ ۱۰ نومبر کی صبح کو بمبئی اور وہان سے بہت جلد جہاز مین سوار ہوکر سرزمین عراق پر پہونچ جاؤنگا۔

(۲) زیارات عتبات عالیات سے مستفیض ہونے کے بعد اگر حالات مساعد ہوئے تو عراق ہی سے حجاز کا بھی ارادہ ہی اور حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ طیبہ سے فائز المرام ہوکر واپسی کا قصد رکھتا ہون۔ یہ ہی میرا ارادہ آیندہ مشیت الٰہی۔

(۳) "الواعظ" میری عدم موجودگی مین انشاء اللہ المستعان بدستور جاری رہیگا۔ اس موقع پر ناظرین کو اُنکی ذمہ داری یاد دلاتا ہون کہ رسالہ کی قلمی اور مالی اعانت کو اپنا فرض مذہبی تصور کرین اور خریداران مستقل کی تعداد بڑھانے مین تا بمقدور سعی بلیغ عمل مین لائین۔

(۴) جہانتک میری صحت و فرصت اجازت دیگی مین بھی رسالہ کیطرف سے غافل نہین رہونگا۔ جو خدمت ممکن ہوگی حالت سفر مین بھی انجام دونگا اور حتی المقدور

سفر کے دلچسپ حالات سے ناظرین کو آگاہ کرنے کی کوشش کرونگا۔ واللہ الموفق والمعین

(۵) اِس رسالہ کے متعلق کوئی مضمون روانہ کیا جائے تو صرف "اڈیٹر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ" لکھنا چاہیے اور اگر کوئی صاحب مجھے خط لکھین تو میرے نام کے ساتھ "ملک عراق۔ کربلائے معلی۔ معرفت پوسٹ ماسٹر" لکھنا کافی ہوگا۔ اسی پتے سے انشاء اللہ مجھکو خطوط ملجائینگے۔

(۶) اِس تحریر کے ساتھ آپ حضرات سے رخصت ہوتا ہون اور امید کرتا ہون کہ خاکسار کے حقمین تمام احباب اور بزرگ دعاے خیر کرینگے کہ یہ سفر کامیاب ہو اور بامراد۔ بالنبی الامی و آلہ الامجاد۔ خاکسار غلام الحسنین پانی پتی (آنریری اڈیٹر الواعظ)

الحمدللہ کہ مدرسۃ الواعظین کا سالانہ جلسہ قریب آگیا ہی مقررین کے پاس جو مضامین بغرض انتخاب گئے تھے اُنکے جواب سے ابتک معلوم ہو سکا کہ حسب ذیل مقررین مضامین ذیل پر تقریر فرمائینگے۔

مقررین	مضامین
جناب سید صغیر حسن صاحب سب جج ضلع کھیری	اصول مذہب ہمیشہ عقلی ہونے چاہئین اور اسلام کے اصول ایسے ہی ہین۔
جناب لقا علی صاحب بدایونی۔	ایضاً انگریزی مین
جناب مولوی شیخ محمد تحسین صاحب جنابا مرحی ایم اے	وجود خالق عالم فطری ہے۔
جناب محمد مہدی صاحب وکیل فیض آباد	"
جناب مولوی حسن عسکری صاحب سکریٹری حسین آباد	اسلام کا مانع ترقی نہ ہونا۔
جناب حمید الدین حیدر صاحب وکیل فیض آباد	مشن کے فوائد اور اسکی ترقی و کامیابی کے ذرائع۔

اسکے علاوہ اور بھی مفید مضامین اعلیٰ مقررین بیان فرمائینگے ابھی اُنکے خطوط کے جواب نہین پہونچے امید ہی کہ جلسہ کے پروگرام مین تفصیل معلوم ہوگی۔ جو مضامین مکرر ہوگئے ہین اُنکو اس غرض سے باقی رکھا گیا ہی کہ مختلف الخیال دماغی کارنامون سے زیادہ فائدہ پہونچنے کی امید ہی۔ جملہ تقریرین اُردو مین ہونگی مگر ایک انگریزی مین تاکہ حاضرین ایک مذہبی تقریر کو مغربی زبان مین بمقام ہند سنکر محظوظ ہون اور ایسے افراد غیر ممالک مین اسلامی روشنی پھیلانیکے لیے منتخب کیے جاسکین۔ مینیجر۔

باسمہ سبحانہ

اخلاق القرآن

قرآن مجید جن دلیلون سے دنیا کے سامنے اپنے کلام ربّانی اور کتاب
آسمانی ہونے کا ثبوت پیش کرتا ہے اُنمین سے ایک قوی اور روشن
دلیل اُسکی جامعیت ہی یعنی ہر وہ امر جسکا علم وعمل سے تعلق ہو اُسمین
مذکور ہے اور ہر وہ بات جسکی طرف انسان کو حیات دنیا و آخرت مین
احتیاج ہی اُسمین موجود ہے۔ وہ کھلے لفظون مین کہین کہتا ہے کہ لا
رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین یعنی کوئی خشک و ترایسا نہین
جسکا ذکر اُسمین موجود نہ ہو اور کہین بتاتا ہے نزلنا علیك الكتاب
تبیانا لکل شی یعنی اُسکے نازل کرنے والے نے کوئی شے ذکر کرنے سی
چھوڑی نہین ہے ہر چیز کو اُسمین اچھی طرح بیان کر دیا ہے۔
اگرچہ ظاہر بین نگاہون مین یہ امر مستبعد معلوم ہوتا ہے کہ اس مختصر
اور محدود کتاب کے اوراق مین جو بین الدفتین ہمارے ہاتھون مین ہی اتنی
وسعت مضامین ہو کہ ہر رطب و یابس اُسکے احاطۂ بیان مین آجائے
اور انسان کی غیر متناہی ضرورتین اُس سے پوری ہوسکین اور فی الحقیقت
کسی ایک کتاب کی یہ شان ہونا خلاف عادت بھی ہے لیکن چشم بصیرت
اور نظر انصاف سے دیکھنے والا ہرگز مستبعد نہین سمجھ سکتا اور یہی خلاف عادت
شان کو دیکھ کر اُسکو کتاب معجز ماننے پر مجبور ہے۔ یہ استبعاد اُنھین کوتاہ فکر
لوگون کو ہوسکتا ہے جو کسی مختصر مگر جامع کلام سے کثیر مضامین کے استخراج
کے قاعدون سے ناواقف ہین ورنہ سارا قرآن تو کیا اُسکے ایک سورہ سے

تمام انسانی ضرورتیں پوری ہوسکتی ہیں اور جملہ حقائق و معارف کے اسرار منکشف ہوسکتے ہیں ۔

مجھے اسوقت اُن تمام باتوں کی تفصیل مقصود نہیں ہی جو اسمیں مذکور ہیں اور بسہولت مستنبط ہوسکتی ہیں بلکہ فقط یہ دکھانا مقصود ہے کہ اُسنے دُنیا کے سامنے کیسے اخلاق پیش کیے ہیں اور تہذیب نفس و تدبیر منزل و سیاست مدن کے وہ عظیم مباحث جنکے لیے علم اخلاق کی بڑی سے بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں چند مختصر آیتوں میں کس جامعیت کے ساتھ مذکور ہیں اور نہ صرف اتنا ہی بلکہ جو آداب و قوانین حکما و اہل الرائے صاحبوں نے برسوں بلکہ قرنوں کی مدت صرف کرکے مرتب کیے تھے اُنمیں کوئی قانون ایسا نہ تھا جسمیں کچھ نہ کچھ ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہ پڑی ہو یہانتک کہ آج بھی مدبرین یوروپ جنکی عقلیں تمام اہل دنیا سے زیادہ اور پختہ سمجھی جاتی ہیں اور انتظام ملک میں کامل اور ماہر شمار کیے جاتے ہیں جتنے قوانین مرتب کرتے ہیں اُنمیں کوئی قانون ایسا نہیں ملتا جسمیں بہت تھوڑی مدت کے بعد ترمیم کی ضرورت نہ پیش آتی ہو لیکن بخلاف اسکے جو قوانین و احکام قرآن میں بیان کیے گئے ہیں آج تیرہ سو برس کی طویل مدت گزرنے کے بعد بھی ہر فرد انسانی کے لیے یکسان کام دے رہے ہیں اور آیندہ بھی ہمیشہ کفایت کرتے رہینگے نہ کبھی ترمیم و تبدیل کی ضرورت ابتک لاحق ہوئی اور نہ آیندہ ہوگی ۔

یہ زمانہ جو اہل اسلام پر گزر رہا ہے اُنکے لیے نہایت پرآشوب زمانہ ہی ہر طرف سے اسلام کے زوال اور تباہی کی صدائیں بلند ہیں لیکن یہ تباہی درحقیقت اہل اسلام پر آرہی ہے اور مسلمانوں پر زوال آرہا ہے نہ کہ اسلام پر اُسکا آفتاب تو آج بھی اُسیطرح روشن ہے جسطرح تیرہ سو برس قبل تھا البتہ وہ

آنکھین نہین رہی ہین جو اُس سے روشن ہوتی تھین اور وہ دل ہی نہین رہے ہین جو منور ہوتے تھے۔ قرآن مجید صاف لفظون مین کہہ رہا ہے کہ ان اللہ لا یُغَیِّرُ ما بقوم حتّٰی یُغَیِّرُوا ما بانفسھم یعنی خدا ے تعالے کسی قوم سے جبتک کہ وہ اپنی نفسی حالتون مین تغیر پیدا نہین کر لیتے اپنی نعمتون کو متغیر نہین کیا کرتا" اگر اب بھی اہل اسلام اُن اخلاق سے متخلق ہو جائین جو قرآن مجید اُنکو تعلیم دے رہا ہے تو یقیناً ذلت و تباہی کے اُس خوفناک قعر مین نہین رہ سکتے جسمین آج پڑے ہوئے ہین۔

اگرچہ اس مضمون سے اصل مقصود یہ دکھانا ہے کہ قرآن مجید جسقدر اخلاق حسنہ و آداب کریمہ کی تعلیم دے رہا ہے اور جیسے ناقابل ترمیم و تبدیل احکام و قوانین اُسمین بیان کیے گئے ہین دیگر مذاہب عالم کی اُن کتابون مین جنکی بابت کتب آسمانی ہونے کا دعوے کیا جاتا ہے ہرگز نہین مل سکتے لیکن اسکے ساتھ ہی امید ہے کہ اہل اسلام کیلیے تہذیب نفس و اصلاح طرز معاشرت مین خاص طور سے فائدہ بخش ہوگا بشرطیکہ بنظر تامل دیکھین اور عمل کرنے کی کوشش کرین۔

یہان یہ بھی کہدینا ضروری ہے کہ اکثر اخلاق و آداب احکام و قوانین متعدد آیات مین مذکور ہین اگر اُن سب کو ذکر کیا جائے تو مضمون ایک بڑی کتاب کی شکل اختیار کرلے گا لہذا بلحاظ اختصار ہر مضمون کی دو ایک ہی آیت کے ذکر پر اکتفا کیجائے گی۔ نیز اکثر ایک ہی آیت مین مختلف احکام مذکور ہین جنمین سے کسی کا تعلق تہذیب نفس سے ہو اور کسی کا تدبیر منزل و سیاست مدن سے۔ اسلیے ہر آیت کے تمام مضامین کی تفصیل اُسی جگہ کردی جائیگی جہان وہ مذکور ہو گی۔ اگرچہ بہتر تو یہ تھا کہ یہان وہ ترتیب مضامین

قائم کیجاتی جو عموماً کتب اخلاق مین ہوتی ہے لیکن اس صورت سے آیتون کے ذکر مین تکرار کرنی پڑے گی جس سے خوفِ طوالت مانع ہے۔

تقوےٰ و اطاعتِ خالق

انسان کو دنیا مین سنِ رشد تک پہونچنے کے بعد دو معاملے پیش آتے ہین ایک اپنے خالق کے ساتھ اور دوسرا دیگر ابنائے نوع سے جنمین وہ لوگ شامل ہین جو اُسکے گھر مین شریک سکونت ہین اور وہ لوگ بھی جو اُسکے شہر یا ملک مین رہتے ہین ان دونون قسمون کے معاملات کو پورا کرنا انسان کا فرضِ زندگی ہے اگر اسمین کوتاہی سے کام لیا تو وہ حقیقی انسان کہے جانے کا مستحق نہین ہو سکتا۔ قرآن مجید بیشمار آیات مین انسان کو ان فرائض کے ادا کرنے کی تاکید بلیغ کرتا ہے۔ اُنمین سے ایک آیت ملاحظہ ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ

اے ایمان والو خدا سے ڈرو جتنا کہ اُسکے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو لیکن اس حالت مین کہ اُس (خدا) کے مطیع و منقاد ہو۔ اور تم سبکے سب ملکر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور آپسمین پھوٹ نہ ڈالو اور اپنے اوپر خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم آپسمین ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اُسنے تمہارے دلونمین اُلفت پیدا کر دی پس تم اُسی (خدا) کی نعمت سے آپسمین بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم گویا

لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝	آگ کی بھٹی (جہنم) کے کنارے ہی پر کھڑے تھے کہ خدا نے تمکو اُس سے بچالیا خدا اپنے احکام اسی طرح واضح بیان کرتا ہے

تاکہ تم ہدایت یافتہ ہوجاؤ "

اِس آیۂ مبارکہ مین بالترتیب تین حکم دیے گئے ہین۔

(۱) تم خدا سے تقوے کرو اور وہ بھی ایسا جو حق تقوے ہے۔

(۲) خدا کے اطاعت شعار بنو اور مرتے دم تک اُسکی اطاعت و انقیاد سے باہر نجاؤ

(۳) دیگر ابنائے نوع کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی راہ چلو اور اختلاف وافتراق سے بچو۔

معنی تقویٰ تقوے کی تفسیر ابن عباس نے " ترک مایمیل الھوی الیہ " کی ہے۔ یعنی اُن چیزون کو ترک کردینا جنکی طرف نفس انسانی مائل ہو۔ اور بعض مفسرین کا قول ہو کہ " لایراک مولاک حیث نھاک " یعنی تقویٰ یہ ہے کہ تمہارا مالک وخالق تمکو اُس مقام پر نہ دیکھے جہان جانے سے اُسنے منع کیا ہے۔

اِسکے علاوہ مفسرین نے اور بھی معانی بیان کیے ہین اُن سب کا مآل اسی طرف راجع ہے کہ انسانی قلب کسی وقت خوفِ خدا سے خالی نہو اور اُن افعال واعمال کی طرف سبقت کرے جنمین اُسکی رضا یقینی ہے۔

معنی اسلام اسلام عرفِ عام مین محض کلمہ شہادتین بصدق دل زبان پر جاری کرنے سے متحقق ہوجاتا ہے لیکن لغوی معنی اسکے انقیاد واطاعت ہین اور یہان یہی معنی مقصود ہین کیونکہ اگر انسان تمام عمر ثرید گار عالم

اوامر واحکام کے سامنے گردن اطاعت خم نہ کرے بلکہ ہمیشہ اسکی نافرمانی مین بسر کرے اور اسی حالت مین اسکی موت آجائے تو محض کلمۂ شہادتین کا زبان پر جاری کرلینا اسکے لیے باعث نجات نہین ہوسکتا۔ پس مقصود آیت یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ تم کلمۂ شہادتین زبان سے کہتے رہو چاہے خالق کی اطاعت کرو یا نہ کرو۔ بلکہ مقصود یقیناً یہی ہوگا کہ تم تمام عمر اُس (خدا) کے مطیع فرمانبردار رہو یہانتک کہ تمہاری موت بھی اطاعت و فرمانبرداری کی حالت مین آئے۔

حکم اتحاد بہت سے اخلاق حسنہ کو شامل ہے

اتحاد و اتفاق کا حکم بظاہر ایک حکم ہے لیکن اسکے تحت مین تمام وہ حقوق آجاتے ہین جو انسان پر دیگر ابنائے نوع کے فرض ہین کیونکہ اتحاد و اتفاق کا حصول بغیر اسکے کہ دیگر حقوق پہلے ادا کردیے جائین ناممکن ہے۔ کوئی شخص کسی کی حق تلفی کرکے اُسکے ساتھ اتحاد نہین پیدا کرسکتا اگر انسان دوسرون سے متحد و متفق ہونا چاہے گا تو اُسکو تمام معاملات مین صفائی ملحوظ رکھنی پڑے گی اور جملہ حقوق کے ادا کرنے کا پہلے خیال رکھنا پڑیگا۔ پس آیت نے بظاہر ایک خلق حسن کی تعلیم دی لیکن اُسکے تحت مین وہ جملہ اخلاق حسنہ آجاتے ہین جنکو دوسرے لوگون کے ساتھ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور جو دیگر آیات مین مفصلاً مذکور ہین جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا

(باقی آیندہ)

راقم عاصی سید محمد رضی مولوی فاضل
زنگی پوری

اخلاق نتیجہ ہے وجودِ بشری کا

موجوداتِ عالم پر گہری نظر ڈالنے والے اور عقل سلیم سے سچا کام لینے والے حکما جنکی دانائی نے نہ صرف اپنی زندگی ہی کے زمانے کے لوگون کو اپنا گرویدہ بنایا بلکہ اپنے ہزارون برس بعد آنے والے لوگون کے قلوب پر بھی اپنا سکہ جمایا۔ جب اُنھون نے مبدءِ فیاض کے گرانبہا عطیہ یعنی مرکب عقل کو میدانِ تفکّر مین فطرتِ صحیحہ کی خواہش کے موافق جولان کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہونچے کہ سوا دو ایک خاص چیزون کے (مثلاً پنجۂ مرجان اور رکذو کی بیل جنکو تاویل کرکے کسی نہ کسی ایک صورت اور جماعت مین لا بھی سکتے ہین) تمام موجودات دنیاوی تین جماعتون مین منقسم ہین جنکو موالید ثلاثہ کے لقب مین شریک کردیا لیکن اس شرکت کے علاوہ بھی کچھ تھا یعنی انہین سے ایک کو دوسرے سے امتیاز بھی حاصل تھا لہذا نامون مین تفرقہ کیا گیا اور سب سے پست قسم کا نام جماد اور اعلی کا نام حیوان رکھا اور ان دونون جماعتون کی درمیانی جماعت کا نام نباتات یا اشجار رکھا۔ یہ تو پہلی نظر تھی جس نے سارے عالم کو ایک سلک مین پرو دیا اور موجودات دنیاوی کی کوئی قسم بلکہ کوئی فرد بھی اس سے الگ ہو کر دکھائی نہ دے سکی لیکن اُسی کے ساتھ ساتھ اسکا بھی پہلو مدنظر رہا کہ انہین کی بعض جماعتین پست ہین اور بعض بلند اور بعض متوسط۔ بہرحال اس تقسیم مین اعلی درجہ حیوانات کا ہے انھین مین سے ایک خاص صنف ایسی بھی ہے جو باوجود حیوان ہونے کے اُس جماعت سے بے حد ممتاز دکھائی دیتی ہے گویا وہ اس انجمن کا کوئی رکن ہی نہین۔ حالانکہ ہے اور ضرور ہے۔ لیکن بات اتنی ہے کہ اُسی فطرت نے بلکہ خالق فطرت نے ایک

ایک خاص جوہر ایسا عنایت فرمایا ہے جو اسکو خاص حیوانی تاریک زندگی سے نفرت کرنے پر آمادہ اور جمال ملکوت کا عکس لینے کے لائق کردے لیکن ع

بسکہ مشکل ہے ہر اک کام کا آساں ہونا آدمی کو بھی میسّر نہین انسان ہونا

اسی لیے بہتون نے اسکی حکومت ناپسند کی اور وہ اپنی پہلی جنسی برادری کو نہ چھوڑ سکے اور گو انکی صورت مین مصور فی الارحام (خدا) نے ایک نرالا انداز بھی پیدا کر دیا تھا مگر افعال و حرکات ویسے ہی پسند کیے جیسے اور بہائم کے ہین لیکن جن لوگون نے عقل کی حکومت مین رہنا اور باقی تمام مصیبتون سے آزادی کا ذریعہ سمجھا وہ بلا تامل اسکے زیر حکومت آگئے اور اُنھون نے اپنی فطری صورت کو بہیمی جماعت کا سا ننگا اور بے لباس رکھنا پسند نہ کیا بلکہ اُسی عقل کی ہدایت کے موافق اپنے لیے ایک ایسا جامہ جامۂ اخلاق تیار کیا جو کبھی کُہنگی کے آثار سے کمزور نہ ہو سکا بلکہ جسقدر یہ جامہ استعمال مین رہا پہلی کی بہ نسبت زیادہ بھلا معلوم ہوتا گیا۔ بجاے بوسیدگی اُسمین مضبوطی پیدا ہوتی گئی۔ کثرت استعمال سے اُسکے نقوش مین اور زیادہ تازگی اور نمو آتی گئی اور ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی جو عمدہ اور نفیس انسان کے گرانبہا لقب کے لائق ہوئی۔ عرب کے ایک جاہلی شاعر سموٴل بن عادیا نے تمام اخلاق مین سے کرم کو انسان کے لیے ایسا بارونق جامہ کہا ہے جو نہ کسی بڑے قد پر چھوٹا معلوم ہو نہ چھوٹے کے لیے بڑا کہا جا سکے بلکہ ایسا بارونق لباس جو ہمیشہ اور ہر انسان کو باوقار بنائے رکھے (سموٴل بن عادیا جو وفادارون مین سر سبد شمار کیا جاتا ہے اُسکے شعر کو ایسا ہی ہونا بھی چاہیے) ع

اِذَا الْمَرْءُ لَمْ یَدْنَسْ مِنَ اللُّؤْمِ عِرْضُہٗ

فَکُلُّ رِدَاءٍ یَرْتَدِیْہِ جَمِیْلٗ

یعنی جسکے دامن عزت پر ملامت کا کوئی دہبہ نہو وہ جیسا لباس پہن لے اُسکو اچھا ہی معلوم ہوگا (نہ پُرانے کپڑے اُسکو ذلیل کرسکتے ہین نہ پیوند دار آہین کوئی عیب لگا سکتے ہین۔ بخلاف اِسکے اگر کوئی اپنے دامن وقار پر غبار بداخلاقی ڈال چکا ہے تو پھر کوئی لباس اُسکو اچھی صورت نہ دکھلائیگا کیونکہ بداخلاقی کے دہبے ذات پر ہوتے ہین جو کپڑون کے چھپائے کبھی نہین چھپ سکتے)

انسانی عقل بہت سے قوی دشمنون مین گھری ہوئی ہے البتہ وہ عقلین واقعی مشعل کا کام دیتی رہتی ہین جنپر ان دشمنون کے حملے کارگر نہ ہوسکے۔ انسان کہنے کا معیار صرف یہی ہے کہ اُسکی عقل کو اس انداز سے دیکھا جائے کہ وہ انسان کو کس راہ پر چلا رہی ہے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عقل غلط راہنمائی کا کام کرنے لگتی ہے (وہ وہی وقت ہوتا ہے جب عقل تمام اپنے ماتحت کے آلات کو بہیمی اور شہوی قوتون کے زیراثر دیکھ کر اپنا پورا پورا اثر اپنی خواہش کے مطابق نہین ڈال سکتی اور رعایا کی بغاوت دیکھ کر اپنے فیوض و برکات سے اُنکو محروم کردیتی ہے اور مجبور ہوکر بعض اوقات اُنھین کی سی باتین کرنے لگتی ہے) لہذا صحیح عقل والون نے بڑی بڑی ریاضتون اور جانفشانیون کے بعد آثار مادیت سے الگ ہوکر عقل صحیح اور اُسکی آزادانہ رائے سے کچھ راہین بھی تجویز کردی ہین جنکو اخلاق سے تعبیر کرتے ہین۔ اخلاق وہ عمدہ اور سنجیدہ راہین ہین جو بالکل سیدھی اور سہل الایصال ہین کیونکہ قاعدۂ ریاضی نے یہ مسلم کردیا ہے کہ اعتدالی راہ مستقیم ہوتی ہے اور وہی مقصد تک بہت جلد پہونچاتی ہے۔ خلق کیا ہے؟ آدمی کو انسان کہلا دینے کا ذریعہ۔ تمام دیگر حیوانات اور انسان مین صاف صاف امتیاز پیدا کرنے کا آلہ۔ غلط کاریون کا کھلا دشمن۔ صراط مستقیم کا امام مبین یعنی انسانی طاقتون مین اعتدال عملی۔

یہ تھا خلق جسکے مجموعے کو اخلاق کہتے ہین جسکے جمع کرنے والے اور ترتیب دینے والے وہ حکما تھے جنکو الہییین کے گر انقدر لقب نے دہریین اور سوفسطائی جماعت سے بالکل علیحدہ اور ممتاز دکھادیا۔ یہی وہ اخلاق ہین جنپر عمل پیرا ہونے والے کو بعض حکما اطبائے روحانی سے اتنا ملتا جلتا سمجھنے لگے کہ دعوے کردیا کہ نبوت خدائی عطیہ نہین بلکہ انسانی ریاضتون اور اخلاقی جفاکشیون کا نتیجہ ہوسکتی ہے (حسب موقع مین اپنی کسی تحریر مین عرض کرونگا کہ اخلاق کے اعلی درجے کیا ہین اور اُسکی کتنی قسمین ہین اور اسلام کے رہنماؤن نے اسکی کتنی اور کس طرح تاکید کی ہے اور اپنی زندگی کے ہر ہر حرکت وسکون کو اخلاق کا مجسمہ بناکر پیش کیا ہے)

عنوان مین مین نے ایک ایشیائی شاعر کے فلسفیانہ خیال کو ذکر کیا ہے جو خلقت انسان کا مدار اور مقصد اعلے اخلاق کو ٹھہراتا ہے۔ مین شاعر کی اس بلند خیالی کی داد دیتا ہوا اور اُسکی تائید کرتا ہوا اُسکی تفصیل مین یہ کہنا نازیبا نہین سمجھتا کہ خلقت انسان کا اصلی مقصد اور اُسکی غایت واقعی یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو زیور اخلاق حسنہ سے آراستہ کرے اور بُری باتون سے اپنے آپکو بچاتا رہے (اسکی طرف وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ پورا پورا اشارہ کرتا ہے اگر موقع ہوا تو مین کسی وقت اسکی بھی کچھ تشریح کرونگا) اگر انسان نے پیدا ہونے اور سن تمیز پر پہونچ چکنے پر بھی اپنی اخلاقی حالت درست نہ کی تو وہ نہ صرف اسی امر کا مجرم ہوا کہ اُسنے اپنی غرض خلقت نہ سمجھی بلکہ اُسنے جامۂ انسانیت سے باہر ہوجانے کی سند حاصل کرلی۔ لہذا جب انسان کو انسان سمجھنے کا آلہ صرف اخلاق ہی ہوا اور اُسکی غرض وغایت یہی ہوئی کہ وہ اخلاق کو درست کرے (جسکو ہم اسلامی لفظون مین عبادات صحیحہ کہہ سکتے ہین بشرطیکہ اسلامی اخلاق ہون) اور اُسپر عامل رہے تو اگر آپ کسی ذات کے متعلق یہ سُنین کہ خالق اخلاق کے

ذہن قدرت سے سند مضمون "لولاک لما خلقت الافلاک" عنایت ہوئی ہو اُسکو بلا تامل آپ کامل بلکہ اکمل افراد انسانی سمجھیں اور نہ صرف زیور اخلاق سے آراستہ بلکہ اُسکو خلق مجسّم کہیں (کیونکہ ہماری خلقت اور جملہ عالم کون کی خلقت کا سبب وہی بزرگوار ہوگا اور اُسکے بعد ہم اخلاق سے آراستہ ہوسکیں گے) غرض جس ذات کے سبب سے جملہ انسان وغیرہ کتم عدم یعنی شر محض سے حیّز وجود یعنی خیر محض مین آسکے اور اوسکے بعد خلعت اخلاق زیب تن کرنے کے مستحق ہوئے یعنی اخلاق سے آراستہ ہونے کا مبنے یعنی اصل وجود جس ذات پر موقوف رہا اُسکے خلق مجسم ہونے مین کیا شبہہ ہوسکتا ہے۔ جبھی تو خداوند عالم نے ابتداً ایکطرف مضمون لولاک سے اشارہ فرمایا اور وجود جسمی کے بعد ہی خلعت "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" عنایت فرمایا۔ (باقی آیندہ)

حقّانیتِ اسلام

چونکہ پابندی مذہب ایک فطری امر ہے لہٰذا وہی مذہب حق ہوسکتا ہے جسکے اصول فطرت صحیحہ کے موافق ہون کسی مذہب کی حقانیت کے لیے سب سے بہتر دلیل یہ ہے کہ اُسکے اصول فطری ہون مذہب کے فطری ہونے کے ثبوت مین یہ امر کافی ہے کہ قوائے انسانی و حیوانی کا مقابلہ کیا جائے۔ حیوان اپنی ضروریات زندگی اپنے ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنی غذا اور اسباب راحت و زندگی بسر کرنے کے طریقے مین کسی معلم کا محتاج نہین بخلاف اسکے انسان جب پیدا ہوتا ہے تو مجبور و محتاج ہوتا ہے۔ اُسکو لباس کی ضرورت ہے ایسے معلم کی ضرورت ہی جو اُسکو نفع پہونچانے والی اور ضرر دینے والی اشیا مین

امتیاز کا طریقہ سکھائے اِسی طرح بہت امور مین احتیاج درپیش ہتی ہے ان ضرورتون کے پورا کرنے کے لیے قدرت نے اسکو عقل مرحمت فرمائی ہے۔ انسان کو جسطرح ان ظاہری نفع وضرر کا خیال کرنا پڑتا ہے اسی طرح اُسکو اپنے باطنی نفع وضرر کی فکر بھی کرنی پڑتی ہے جہان عالم ظاہر مین اوسکے دشمن ہین ویسے ہی بلکہ اُس سے قوی خود اُسکے جسم مین کچھ دشمن موجود ہین اور وہ حسد وحرص وغضب اور اُنکے رئیس نفس شہوی وغضبی ہین عقل اکثر اونکے مقابلے مین مغلوب ہو جاتی ہی اسلیے فطرت کا تقاضا ہے کچھ ایسے آلات مہیا کیے جائین جنکی مدد سے عقل ان طاقتور دشمنون کے مقابلے مین کامیابی حاصل کرسکے اور ایک ایسے مستحکم نظام مین داخل ہو جائے جسمین مقابلے کے لیے کافی تدابیر کا ذخیرہ موجود ہے وہ آلات اُصول مذہب ہین جسطرح نفس شہوی وغضبی کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ دنیا مین بالکل آزادی سے بسر کیجائے اُسیطرح عقل کی ہدایت یہ ہی کہ کسی نہ کسی مذہب کی پابندی ضروری ہے جیسے انسان مین حسد وحرص وغیرہ فطری ہین ویسے ہی پابندی مذہب بھی فطری ہے۔

مذہب کے فطری ہونیکی دوسری وجہ یہ ہے کہ اگرچہ قواے انسانی یکسان نہین اور جسطرح صفحۂ ہستی پر افلاطون وسقراط اور ارسطو جیسے صاحبان عقل کی تصویرین نظر آئین اُسی طرح ایسی انسانی صورتین بھی دکھائی دین جن مین حیوانات سے کوئی امتیاز نہ معلوم ہوسکا جو اُن ناطق ہستیون کے مقابلے مین نقش دیوار کی نسبت رکھتے تھین باوجود اسکے مذہبی پابندی کا خیال سب مین پایا گیا۔ اِسی امر کی طرف قرآن مجید مین اشارہ فرمایا گیا ہے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ	تم باطل سے کترا کے اپنا رُخ دین کیطرف کیے رہو یہی خدا کی بناوٹ ہی جسپر اُسنے

عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝	لوگون کو پیدا کیا ہے خدا کے بناؤ مین کوئی تبدیلی نہین ہو سکتی۔ یہی مضبوط دین ہے مگر اکثر لوگ نہین جانتے۔

جن وجوہ سے مطلق مذہب کی پابندی فطری ہوئی وہی وجوہ منجملہ مذاہب عالم کے بالخصوص مذہب اسلام کے فطری ہونے کو بھی بتلاتے ہین یعنی اصُول فطرت کے موافق ہونے کا شرف اگر کسی مذہب کو حاصل ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔

اسلام کے فطری ہونے کی پہلی دلیل

کسی مذہب کے فطری ہونے کا معیار یہ ہے کہ اُس مذہب کے اصُول وعقل علیحدہ نہون بلکہ اُسکے اصُول وہی ہین جنکا عقل صحیح حکم کرتی ہے۔ اسلام کے سوا کوئی فرقہ دعوے نہین کر سکتا کہ اُسکے مذہبی اصُول فطری ہین۔ ہر مذہب مین عقل اور اصُول مذہبی دو چیزین ہو گئی ہین۔ ہر فرقے کی ہدایت وتلقین ہوتی ہے کہ اصُول مذہب بے سوچے سمجھے قبول کیے جائین۔ چونکہ اسلام کے اصُول فطرت عقل صحیح کے موافق ہین اسلیے اُسکا حکم یہ ہے کہ ہر شخص اصُول اسلام کو خوب غور وفکر کرنے کے بعد اور عقل سے جانچنے کے بعد اختیار کرے۔ اسکی تاکید اسقدر کی گئی کہ اگر کوئی شخص بغیر غور وفکر اصول اسلام کو تسلیم کرلے تو اُسکا اسلام قابل قبول نہین۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور مین ایک نصرانی کوفے کا رہنے والا حاضر ہوا جو دین عیسوی ترک کرکے مسلمان ہو گیا تھا۔ آپنے سب سے پہلے اُس سے اختیار اسلام کی وجہ دریافت کی اُسنے عرض کیا اِس آیت قرآنی کو دیکھ کر۔

وَمَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ	تم نہ تو کتاب ہی جانتے تھے کہ کیا ہے اور نہ ایمان کو مگر اِس (قرآن) کو ہمنے ایک نور بنایا کہ اس سے ہم جسکو چاہتے ہین ہدایت کر دیتے ہین

جب آپکو اطمینان ہوگیا کہ اُسنے بغیر سمجھے یا کسی طمع دنیوی کی وجہ سے اسلام کو اختیار نہین کیا بلکہ اُسکی خوبیان پیش نظر کرکے تو آپ بہت خوش ہوئے۔

ہر فرقہ نے مذہب مین عقل آرائی کی ممانعت کی کچھ اِسی وقت نہین بلکہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا اور جب بانی اسلام اُسکے اصُول کو عرب کے سامنے پیش کرکے اُسکی طرف دعوت دیتا تھا تو ہر طرف یہی صدا بلند ہوتی تھی۔

اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰی اٰثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ	ہمنے اپنے باپ دادا کو ایک مذہب پر پایا اور ہم یقینی اُنکے قدم بقدم چلے جارہے ہین

لیکن اسلام ان اعتقادات کو بُرا سمجھتا ہے۔ اُسکی ہدایت ہے کہ اصُول مذہب کے آگے بغیر سمجھے ہوئے سر خم نہ کرو۔ موجودات عالم کی کیفیت۔ ترکیب۔ اُسکے صنائع بدائع مین تفکر کی ہدایت کی تاکہ اِسکے ذریعہ سے اصُول اسلام کی حقانیت واضح وروشن ہوجائے۔ قرآن مجید مین ایک مقام پر ارشاد ہوا ہے۔

اِنَّ فِی اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ	یقیناً آسمان وزمین کی آفرینش مین اور روز وشب کے جانے اور آنے مین صاحبان

عقل کے لیے (قدرتِ خدا) کی نشانیان ہین۔

اصُول مذہب مین فکر کو واجب کیا تقلید پرستی کی ممانعت فرمائی۔ یہودی عیسائی۔ ملحد۔ مشرک۔ غرض کسی سے یہ خواہش نہین کی گئی کہ وہ بغیر سوچے ہوئے یا بجبر قبول مذہب اسلام کرے بلکہ بدلیل عقل اُنکو مغلوب کیا اصُول مذہب کو پوری آزادی دیگئی۔ صرف اتنا ہی نہین کہ غور وفکر کی اجازت دیگئی بلکہ اُسکو اسقدر ضروری ثابت کیا گیا کہ نہ کرنے والون کو زجر و توبیخ کی گئی چنانچہ قرآن مین ایک مقام پر ارشاد ہوا ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ	کیا یہ لوگ قرآن مجید مین غور وفکر نہین کرتے

اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا یا انکے دلون پر قفل لگے ہوئے ہین۔

اسلام کے فطری ہونیکی دوسری دلیل

تقاضاے فطرت انسانی یہہ ہے کہ جب وہ کسی مرتب وسلیقے سے رکھی ہوئی چیزون کو دیکھے تو یقین کرتا ہے کہ یہ اشیا خود بخود مجتمع نہین ہوگئین بلکہ کسی نے انکو اکٹھا کیا ہے۔ اونکا ایک سلیقے کے ساتھ مرتب ہونا بتاتا ہی کہ کسی ہوشیار ترتیب دینے والے نے انکو چنا ہے یہ ایک فطری امر ہے کوئی شخص اسکا انکار نہین کرسکتا۔ انسان اگر نظام عالم پر غور کرے تو ظاہر ہوجائیگا کہ جب چھوٹی چھوٹی چیزون کیلیے فطرت کسی ترتیب دینے والے کا یقین کرتی ہے تو اتنے بڑے عالم کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ضرور ہونا چاہیے ناممکن ہے کہ ایسا موزون و مرتب نظم خود بخود قائم ہوگیا ہو۔ اسکے ساتھ ہی عالم کا کامل اور مستحکم النظم ہونا اسطرح کہ اس سے بہتر بلکہ اسکے مساوی بھی کوئی نہین بنا سکتا ہے یہ بھی ظاہر کرتا ہو کہ وہ تمام موجودات سے بالاتر ہے فطرت کی اس تعریف مین کہ صانع عالم تمام موجودات عالم سے بالاتر ہے" اسکے تمام صفات کی فہرست پنہان ہے۔ موجودات عالم حادث ہین محتاج علت ہین۔ جسم رکھتے ہین۔ مرئی ہین۔ محتاج مکان و مرکب ہین۔ غرض ناقص صفتون کا مجموعہ ہین لہذا صانع عالم ان صفات سے بری اور صفات کمالیہ کا جامع ہونا چاہیے موجودات عالم کی صفات اُنکی عین ذات نہین یعنی مبدء وجود مین اونکی ذات صفات سے خالی ہوتی ہے اور تدریجاً صفتین حاصل ہوتی ہین اسلام کے سوا دنیا مین کوئی ایسا فرقہ نہین جو صانع عالم کو ٹھیک ویسا ہی سمجھتا ہو جیسا فطرت صحیح کا حکم ہے۔ کوئی دو خدا کہتا ہے۔ کوئی فرقہ تین صانع تجویز کرتا ہے۔ کوئی صانع کو مجسّم و محتاج مکان مانتا ہے۔ کسی نے اُسکو ایک

حسین وجمیل شخص تجویز کیا۔ کچھ لوگ اِس حد سے بڑھے اور ظاہری فوائد پر نظر کرکے چاند۔ سورج۔ ستارے۔ آگ وغیرہ کو پوجنے لگے۔ کچھ لوگون نے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے پتھرون کی پرستش کی۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ صانع عالم واحد بلاشریک ہی۔ اُسکے صفات عین ذات ہین اور کوئی زمانہ ایسا نہین فرض کیا جاسکتا جسمین اُسکی صفات کمال اُسکی ذات مین نہ پائے جاتے ہون وہ محتاج مکان مجسّم نہین کسی علت کا محتاج نہین۔ قدیم ہے ازلی ہے عالم و قادر مطلق ہے۔ غرض تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے۔ یہی اعتقادات فطرت صحیح کے موافق ہین۔

اسلام کے فطری ہونیکی تیسری دلیل

اگرچہ صانع عالم جل عظمتہٗ نے خاکدان جسم انسانی مین شمع کو روشن کیا جسکے ذریعہ سے وہ اس حد تک پہونچ سکا کہ عالم کا کوئی صانع ہے لیکن وہ کیسا ہے اسمین اختلاف ہوگیا۔ فطرت انسانی مین ان تحقیقات کی قابلیت ضرور تھی لیکن یہ فطری احساس مادیات کے مقابلہ مین اکثر دب جاتا ہے اور مادیات کی کثافت اُس شمع نورانی (عقل) کی ضو کو اتنا دھیما کردیتی ہے کہ وہ بالکل صحیح راستہ نہین بتاسکتی۔ اسکے ساتھ ہی انسانی فطرت کا حکم یہ بھی ہی کہ ان اصُول کے تحت مین کچھ فروع ہون جو ہمارے تمدن معاشرت اخلاق و عادات کو درست کرین۔ ملکی قانون جتنا سلطان بہتر بنا سکتا ہے رعیت خود نہین بنا سکتی اسلیے یہ بھی ضرور ہے کہ ہمارے قوانین خود صانع عالم کیطرف سے ہون۔ ہماری عقل جبکہ اعتقادیات کے پہلے منزل یعنی اصُول مین درماندہ ہوجاتی ہے تو فروع جنمین موافق مقتضائے زمانہ تغیر بھی عقلاً ضروری ہی بدرجۂ اولے بیکار ہونا چاہیے لہٰذا مقتضی فطرت صحیح و عقل سلیم ہے کہ ہمارا ایک حاکم

ہونا ضروری ہے جو خداوند عالم کا مقرر کیا ہوا ہو جو ذاتاً انسان ہو اور صفاتاً اتنے بلند ہو۔ اسکی صفتین صفات باری عز اسمہ کا پرتو ہون تاکہ حاکم و محکوم مین امتیاز رہے۔ وہ لوگون کو اُن فطری احکام کیطرف متوجہ کرے جسکو وہ مادیات کے جال مین پھنسکر بھول گئے ہین اصطلاح اسلام مین ایسے ہی شخص کو نبی کہا جاتا ہے قرآن مجید مین اسکے متعلق ارشاد ہوا ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ۔

پہلے سب لوگ ایک ہی دین پر تھے پھر (آپسمین جھگڑنے لگے تب) خدا نے (نجات کی) خوشخبری دینے والے اور (عذاب سے) ڈرانے والے پیغمبرونکو بھیجا اور اُنکے ساتھ ایک برحق کتاب بھی اُتاری تاکہ جن باتون مین لوگ جھگڑتے تھے (کتاب خدا) اُسکا فیصلہ کرے اور پھر اختلاف کیا بھی اِس حکم سے تو اُن لوگون نے جنکو کتاب دی گئی تھی اور (وہ بھی) جب اُنکے پاس خدا کے احکام آچکے اور اختلاف آپس کی شرارت سے کیا۔"

یہ منجملہ اصول سہ گانہ اسلام توحید و نبوت و معاد کے دوسری اصل ہو جسکے اعتقاد کا حکم اسلام نے ٹھیک اُس جہت سے دیا ہے جیسا کہ مقتضائے فطرت ہو۔

اسلام کے فطری ہونیکی چوتھی دلیل

جب انسان وجود و معرفت جناب اقدس الٰہی اور اُسکی توحید کے منازل کو طے کرتا ہوا نبوت تک پہونچتا ہے تو اُسکی فطرت ایک تیسرا اعتقاد اُسکے سامنے پیش کرتی ہے۔ ضرورت نبوت اسلیے ہوئی کہ نبی وجود و معرفت

وتوحید وغیرہ کے اُن فطری نقوش کو جو مادیات کی وجہ سے محو ہوجاتے
ہین پھر اُبھارے کچھ لوگ اُسکے احکام کے لیے سرتسلیم خم کرتے ہین اور اکثر ایسے
بھی ہین جو آواز کو سُننے تک نہین لہذا فطرت کسی ایسے دارالجزا کا ہونا ضروری
سمجھتی ہے جسمین قبول حکم کرنے والون کو جزا، اور نہ ماننے والون کو سزا ہو۔
قریب قریب عالم کے سب فرقے جزا و سزا کے قائل ضرور ہین لیکن کوئی
تو دنیا ہی کو دارالجزا سمجھتا ہے اور کوئی گروہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ دارالجزا
کوئی دوسرا عالم ہے لیکن جزا و سزا کا تعلق روح سے ہوگا مگر فطرت کا حکم یہ
ہو کہ دار امتحان و دار جزا دو ہونا چاہییے اور چونکہ معاصی یا حسنات مین
جسم بھی شریک ہی لہذا جزا و سزا کا تعلق جسم سے بھی ہوگا۔ اسلام نے اسی
فطری حکم کے اعتقاد کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا دار امتحان
ہی اور دار جزا کوئی دوسرا مقام ہی۔ اور جزا و سزا کا تعلق جسم سے بھی ہو
قرآن مجید مین اُن لوگون کو جو جسمانی معاد کو بعید سمجھتے ہین مخاطب کرکے ارشاد ہوا ہے

قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝	(انسان) یہ کہتا ہو کہ ان بوسیدہ ہڈیونکو کون زندہ کرسکتا ہے (اے رسول) کہدو کہ وہی زندہ کریگا جسنے تمکو پہلی بار پیدا کیا وہ ہر طرح کی پیدایش سے واقف ہے

یہ منجملہ اصول اسلام تیسری اصل ہے جسکو معاد یا قیامت کہا جاتا ہے۔

سید خورشید حسن ممتاز الافاضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاتحۃ الکتاب

الحمد للہ علی ما فتح لنا من ابواب العلم بتاسیس لعلوم الاسلامیۃ وخصنا باسم الشیعۃ الامامیۃ حمدا نسبق بہ من سبق الی رضاہٖ وجاہ بما یتناہٖ والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ وافضل بریتہ محمد سید رسلہ المؤسس لشریعتہ والمبعوث باشرف کتبہ الخاتم لما سبق والفاتح لما استقبل وعلی آلہ الکرام مفاتیح علوم الاسلام

اما بعد ناظرین کرام کی خدمت مین گزارش ہے کہ جب مین کتاب تاسیس الشیعہ الکرام لفنون الاسلام کی تصنیف سے فارغ ہو چکا جسکو مین نے چند فصول پر مرتب کیا ہے جنمین اُن علوم کا تذکرہ ہے جنکی تاسیس وتصنیف مین شیعون کو تقدم حاصل ہے اور ہر ہر فصل مین متعدد صحیفہ لکھے ہین کسی مین یہ تحریر کیا ہے کہ کون شخص اس علم کا واضع اول ہے کسی مین یہ کہ اسمین کون شخص مصنف اول ہے اور کسی مین یہ کہ کسنے سب سے پہلے اِس علم پر تفریع کرکے دوسرا علم ایجاد کیا اور اُسمین تصنیف کی۔ اور کسنے سب سے پہلے کسی خاص معنی کو ایجاد کرکے اوس مین کمال دکھایا اور کون شخص اس علم کی کسی خاص قسم مین سب سے پہلا مصنف ہے اور اِسی کے مثل اور عنوانات بھی ہین۔ ان صحیفون کے علاوہ ایک صحیفہ مین اُن علما کے بہا ذکر کیے گئے ہین جو اس علم مین مشہور ہین اور ائمہ علم سمجھے جاتے ہین اور اُن علما کا ذکر درجات وطبقات کی ترتیب کے اعتبار سے کیا ہے یعنی جو سب سے مقدم ہے اُسے پہلے اور جو اُسکے بعد اور وہ جو سب سے مقدم ہے اُسے اُسکی جگہ ترتیب حروف کا کچھ لحاظ نہین کیا ہے اور یہ اسلیے تاکہ اُنکا مرتبہ سب پر ظاہر

اور اُنکی حق تلفی نہ ہونے پائے سب کو بلا تامل معلوم ہو جائے کہ وہ سب سے
میدان وضع وتصنیف وغیرہ مین مقدم ہین اور اس تقدم کی جہت سے وہ
بہ نسبت اورون کے بہتر ہین کیونکہ متقدم متاخر سے اور متبوع تابع سے بالیقین افضل
ہوا کرتا ہے اور یہ امر قابل انکار نہین کہ مجسے قبل نہ کسی کو اسطرف توجہ ہوئی اور
نہ کبھی کسی نے اس باب مین فکر کی۔ مین نے ہی سب سے پہلے اس مضمون کے
لکھنے کی ابتدا کی ہے فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ
یعنی پس جب ہم اُسکو پڑھین تو تم بھی اتباع کر کے اُسیطرح پڑھو جسطرح ہم پڑھتے
ہین پھر واضح طریقے سے سمجھا دینا ہمارے ذمہ ہے" کتاب مذکور مین چونکہ
ہر ہر طبقے کے حالات اور عمدہ عمدہ واقعات بسط دیکر لکھے گئے ہین اسوجہ سے
وہ بہت ضخیم ہو گئی ہے بعض فضلا نے مجھ سے فرمایش کی کہ مین اُسکو مختصر کر دون
تاکہ جس غرض سے اسکو لکھا گیا ہے وہ حاصل ہو سکے اور یہ بھی خواہش کی کہ
مختصر کرنے کے بعد مین اُسکا نام (کتاب الشیعہ وفنون الاسلام) رکھون۔
مین نے عدیم الفرصتی کی جہت سے پہلے تو تامل کیا لیکن جب ان حضرات نے
اصرار کیا تو مین نے خداوند عالم سے استخارہ کیا اور اُسنے اُنکی فرمائش منظور
کرنے کے لیے تائید فرمائی۔ پس مین نے اُسکو مختصر کر کے یہ رسالہ لکھنا شروع
کیا۔ اس رسالہ مین مین نے اصل کتاب کی ترتیب کا لحاظ نہین کیا بلکہ علم
کی ترتیب کو بالکل ترک کر کے فقط ترتیب شرف علم کی مراعات کی ہے۔

فصل اول

(علوم قرآن مین فرقہ شیعہ کا تقدم۔ اسمین ایک تنبیہ اور سات صحیفے ہین)

تنبیہ (الف) بیان مذکور کے شروع کرنے سے قبل یہ ظاہر کر دینا نہایت

ضروری ہے کہ جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام انواع علوم قرآن کی تقسیم مین سب سے مقدم ہین اسلیے کہ آپ ہی نے سب سے پہلے قرآن کے ساٹھ قسمین لکھوائین اور ہر قسم کے لیے ایسی مثال ذکر فرمائی ہے جو اُسی کے لیے مخصوص ہو اور یہ سب اُس کتاب مین مجتمع ہین جسکو ہم اُن جناب سے مختلف طریقو سے روایت کرتے ہین۔ اور وہ کتاب ابتک ہمارے پاس موجود بھی ہے یہی کتاب ماخذ ہے ہر اُس شخص کے لیے جسنے اقسام علوم قرآن کی تحریر مین قلم اُٹھایا ہو

تنبیہ (ب) جناب رسالتمآب صلی علیہ وآلہ کی رحلت کے بعد پہلا مصحف جسمین قرآن مجید نزول وحی کے موافق جمع کیا گیا ہے وہ جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا مصحف ہی اور اسکا ثبوت اُن روایات متواترہ سے پوری طرح ہو سکتا ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہین اور اُنکے علاوہ روایات مستفیضہ اہلسنت بھی موجود ہین جن مین سے بعض کی طرف ہمنے اصل کتاب مین اشارہ کیا ہے اور ابن حجر عسقلانی سے ان روایات کے متعلق مباحثہ بھی کیا ہے۔

صحیفۂ اولے

علم تفسیر قرآن مین سب سے پہلا مصنّف

علم تفسیر مین سب سے پہلے مصنّف سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ ہین یہ گروہ تابعین مین اعلم بالتفسیر ہین جیساکہ سیوطی نے اتقان مین قتادہ سے نقل کرکے اُنکی اعلمیت کا تذکرہ کیا ہے اور اُنکی تفسیر کا بھی ذکر کیا ہے اور ابن ندیمنے اپنی فہرست تفاسیر مین اُنکی تفسیر کا ذکر کیا ہے اور انسے قبل کسی دوسرے شخص کی تفسیر کا پتہ نہین دیا۔ اُنکے شیعہ ہونے کے متعلق ہمارے علمانے پوری

تصدیق فرمائی ہے جیسا کہ علامہ جلال الدین ابن مطہر نے خلاصہ مین اور
ابو عمرو کشی نے اپنی کتاب رجال مین اُنکے شیعہ ہونے کی تصریح کی ہے اور
ابو عمرو نے تو اُنکے تشیع اور مستقیم الاعتقاد ہونے اور نیز اُنکی مدح کے متعلق ائمہ
معصومین علیہم السلام سے روایات بھی نقل کیے ہین اور یہ بھی بیان کیا
ہی کہ حجاج نے اُنھین محض شیعہ ہونے کے جرم مین قتل کیا علاوہ اس جرم کے
اُنکے قتل کرنے کا اور کوئی سبب ہی نہ تھا۔ اُنکی شہادت ۹۴ھ مین واقع ہوئی۔

شیعہ تابعین کی ایک جماعت جو ابن جبیر کے بعد تفسیر قرآن مین مصنف ہوئی

سعید ابن جبیر کے بعد شیعہ تابعین مین تفسیر قرآن کے متعلق ایک جماعت صاحب
تصانیف ہی منجملہ اُنکے ایک سدی کبیر اسمعیل بن عبد الرحمن کوفی ابو محمد
قرشی ہین۔ سیوطی نے اُنکی تفسیر کے متعلق لکھا ہے کہ "اُنکی تفسیر تمام تفسیرون سے
زیادہ عمدہ و نفیس ہے۔ اُنسے ائمۂ تفاسیر نے مثل ثوری و شعبہ کے روایت
بھی کی ہے"۔ علاوہ سیوطی کے نجاشی اور شیخ ابو جعفر طوسی نے بھی اُنکا اور
اُنکی تفسیر کا تذکرہ فہرست اسمائے مصنفین شیعہ مین کیا ہے اور ابن قتیبہ نے
کتاب معارف مین اور عسقلانی نے تقریب اور تہذیب التہذیب مین اُنکے
شیعہ ہونے کی تصریح کی ہے۔ شیعہ ہونے کے علاوہ اُنھین امام زین العابدین
اور امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام کے صحابی ہونے کا بھی شرف
حاصل تھا۔ اُنکی وفات ۱۲۷ھ ہجری مین ہوئی۔ اور دوسرے محمد ابن سائب
ابن بشر کلبی ہین جنکی تفسیر مشہور و معروف ہی اور ابن ندیم نے اس تفسیر کو فہرست
تفاسیر مین ذکر بھی کیا ہے اور ابن عدی نے کامل مین لکھا ہے کہ کلبی کے
وہ احادیث جنکی روایت اُنھون نے ابو صالح سے کی ہے ہی التفسیر کے

نام سے مشہور ہین اور اس تفسیر سے زیادہ طویل و بسیط کوئی اور تفسیر نہین لکھی گئی ہو"۔ سمعانی نے انکے متعلق کہا ہے کہ یہ کوفے کے رہنے والے اور رجعت کے قائل تھے اور اُنکے صاحبزادے ہشام عالی نسب اور بڑے پکّے شیعہ تھے۔ مین کہتا ہون کہ یہ حضرت امام زین العابدین اور امام محمد باقر علیہ السلام کے مخصوص شیعون مین سے تھے اور انکی وفات ۱۴۶ہجری مین ہوئی۔ اور تیسرے جابر ابن یزید جعفی ہین۔ یہ علم تفسیر مین امام فن مانے جاتے ہین انھین نے امام محمد باقر علیہ السلام سے تفسیر کو اخذ کیا اور بس آپ ہی کی ذات بابرکت سے وابستہ رہے اور تفسیر قرآن وغیرہ تصنیف کی اور انکی یہ تفسیر تفسیر جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی اُس تفسیر کے علاوہ ہے جسکا تذکرہ ابن ندیم نے فہرست تفاسیر مین کیا ہے۔ اسلیے کہ ابن ندیم نے حضرت کی تفسیر کے متعلق لکھا ہے کہ اُسکو ابوالجارود زیاد بن منذر زیدی رئیس جماعہ وو زیدیہ نے آپ سے روایت کیا ہے لہذا یہ تفسیر اور وہ دونون ایک گر نہین ہوسکتی ہین۔ انتہی۔ مین کہتا ہون کہ جبتک ابوالجارود زیدی نہ ہوے تھے اور مذہب مین استقامت رکھتے تھے اُنسے اس تفسیر کو شیعون کی ایک موثق جماعت نے روایت کیا ہے مثل ابوبصیر یحییٰ ابن قاسم اسدی وغیرہ کے۔

صحیفۂ دوم

علم قرأت قرآن کے پہلے مصنف کا ذکر جسنے علم قرأت مدون کیا اور سب سے پہلے قرأت کو جمع کیا

واضح ہو کہ جسنے سب سے پہلے علم قرأت کو مدون کیا ہے وہ ابان بن تغلب ربعی

ابو سعید ہین اور بعضون کا خیال ہے کہ ابو امیمہ کو فن علم مذکور کو سب سے پہلے مدون کرنے والے ہین لیکن یہ خیال قابل اعتبار نہین اسلیے کہ اسکے متعلق کوئی ثبوت نہین۔ نجاشی نے شیعہ مصنفین کی فہرست مین لکھا ہے کہ ابان رحمہ اللہ علم قرآن وفقہ وحدیث کے ہر فن مین سب سے مقدم ہین اور یہ بھی لکھا ہے کہ ابان کی مخصوص قرأت تمام قرا مین مشہور اور جائز العمل ہے۔ اسکے بعد اُنھون نے اپنے سلسلۂ سند کو بواسطۂ محمد ابن موسیٰ ابن ابی مریم صاحب اللؤلؤ ابان ابن تغلب سے اُس روایت کے متعلق ملحق کیا ہے جسکا پہلا فقرہ یہ ہے "انما الھمزۃ ریاضۃ الخ" یعنی ہمزہ کا درست ادا کرنا ایک محنت و مشقت ہو۔ اور علاوہ نجاشی کے ابن ندیم نے اپنی فہرست مین ابان کے تصنیفات مین سے ان تین کتابون کا تذکرہ کیا ہے (۱) کتاب معانی القرآن جو نہایت لطیف کتاب ہو (۲) کتاب القرأت (۳) کتاب الاصول فی الروایۃ علی مذہب الشیعہ۔

ابان کے بعد حمزہ بن حبیب نے کتاب القرأت کو تصنیف کیا۔ یہ منجملہ قرا سبعہ ہین۔ ابن ندیم نے انکا ذکر کر کے لکھا ہے کہ کتاب القرأت حمزہ ابن حبیب کی ہو اور وہ احد قرا سبعہ ہین منجملہ اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام کے اور شیخ ابو جعفر طوسی نے بھی کتاب رجال مین انکا ذکر تذکرہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ ساتھ کیا ہے۔ اور شیخ شہید محمد ابن علی کے ہاتھ کی تحریر ہے جسکو اُنھون نے شیخ جمال الدین احمد ابن محمد ابن حداد حلی سے نقل کیا ہو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسائی نے قرآن مجید کو حمزہ سے پڑھا ہے اور حمزہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپنے اپنے پدر بزرگوار سے اور حضرت نے اپنے پدر بزرگوار سے اور اُنھون نے اپنے پدر بزرگوار سے اور اُنھون نے

اپنے پدر بزرگوار جناب امیرالمومنین علیہم السلام سے پڑھا لیکن مجھے بعد تحقیق یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ حمزہ نے اعمش اور حمران ابن اعین سے بھی قرآن کو پڑھا ہے اور یہ دونون بزرگوار بھی شیوخ شیعہ مین سے ہین جیسا کہ اُن کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔

ابان اور حمزہ سے قبل علم قرأت مین کسی شخص کی کوئی تصنیف نہین ہے اسلیے کہ ذہبی وغیرہ جنھون نے طبقات قرار کی پوری طرح تحقیق کرکے اُنکے حالات کو لکھا ہے تصریحاً تحریر کرتے ہین کہ علم قرأت مین پہلا مصنف ابوعبید قاسم ابن سلام ہے جنکا سن وفات ۲۲۴ ہجری ہوا اور اسمین کسیطرح شک نہین کہ ابان انسے مقدم ہین اسلیے کہ سیوطی نے طبقات مین اور خود ذہبی نے میزان مین اُنکا سن وفات ۱۴۱ ہجری لکھا ہے۔ لہذا اس بنا پر ۸۳ سال ابان کا تقدم ابوعبید سے ثابت ہوتا ہے اور حمزہ بن حبیب بھی اسی طرح مقدم ہین اسلیے کہ حمزہ کی وفات بھی یقیناً ابوعبید سے قبل واقع ہوئی جیسا کہ انھین لوگون کی تنصیص وتصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ کی ولادت ۸۰ھ مین اور وفات ۱۵۸ھ مین ہوئی لہذا انکا بھی تقدم ابوعبید سے ضروری ہوا بعض لوگون نے حمزہ کا سن وفات ۱۵۴ھ اور بعض نے ۱۵۶ھ لکھا ہے قول اخیر اگرچہ لائق التفات نہین لیکن مطلوب کے لیے مخل بھی نہین ہے۔ لہذا اختلاف اقوال کے بعد بھی حمزہ کا تقدم ابوعبید سے ثابت رہا۔

ابان اور حمزہ کا تقدم ثابت ہونے سے تصنیف علم قرأت مین فرقہ شیعہ کا تقدم بخوبی ثابت ہوگیا اور کسی طرح قابل انکار نہین رہا۔ حافظ ذہبی اور حافظ شام سیوطی کے متعلق میرا خیال ہے کہ وہ بھی تقریباً ہمارے موافق ہین اور اچھی طرح اس مطلب کو سمجھے ہوئے ہین اور اُنھون نے محض فرقۂ اہلسنت کے

مصنفین مین ابو عبید کا تقدم ثابت کرنا چاہا ہے مطلقاً اہل اسلام سے
تقدم مقصود نہین ہے۔

علم قرارت کی تصنیفات مین ابو عبید سے (جو اس علم کا پہلا مصنف کہا جاتا ہے) شیعون کی ایک جماعت کا تقدم

ابو عبید سے علم قرأت کی تصنیف مین علاوہ ابان ابن تغلب اور حمزہ کے شیعون کی
ایک اور جماعت بھی مقدم ہے جسکے بعض افراد مثالاً یہان ذکر کیے جاتے ہین
چنانچہ ایک سعد ابن ابو جعفر محمد ابن سعدان ضریر ہین ابن ندیم نے قراء شیعہ
کی فہرست مین انکا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ عامہ کے معلم تھے اور منجملہ قراء
شمار کیے جاتے تھے۔ پہلے حمزہ کی قرات پر عمل کرتے رہے اسکے بعد انھون نے
اپنے لیے قرارت کا خاص مسلک اختیار کر لیا۔ انکی ولادت بغداد مین اور
وفات کوفہ مین ہوئی۔ وفات کی تاریخ روز عرفہ ۲۳۱ھ ہی۔ انکی تصنیفات
مین سے کتاب القرارت اور کتاب مختصر النحو ہے انکے علاوہ حدو۔ قراء کے
مثل انھون نے بھی قطعہ حدود تحریر کیا ہے۔

اور دوسرے محمد ابن حسن ابن ابی سارہ ابو جعفر رواسی کوفی استاد قراء و
کسائی ہین۔ یہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے مخصوصین مین سے ہین
انکا ذکر ابو عمرو دانی نے طبقات القراء مین کر کے کہا ہے کہ انھون نے ابو عمر
سے قرأت حروف کی روایت کی اور اعمش سے قرارت حروف کی سماعت کی
ہی اور انکو خود بھی قرارت مین اختیار حاصل تھا یعنی انکا طریقہ قرارت مستقل تھا
اور انسے خلاد ابن خالد منقری اور علی ابن محمد کندی سماعت حروف کی روایت
کرتے ہین اور کسائی و فراء نے بھی انسے روایت کی ہے۔ یہ کوفہ کے رہنے والے تھے

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

اَلْوَاعِظُ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا اخلاقی علمی "سائنس آف ریلیجنس" یعنی فلسفۃ المذاہب سے بحث کرنیوالا

ماہوار رسالہ

بسرپرستی سرکار نجم العلما نجم الملۃ والدین مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ (شمس العلما)

زیر ادارت

جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب فاضل پانی پتی آنریری اڈیٹر

باہتمام

احقر الزمن سید نور الحسن مالک مطبع

نور المطابع واقع لکھنؤ میں چھپا

اور

سید حسن علی وقار نے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے شائع کیا

قواعد و ہدایات متعلق رسالہ الواعظ

رسالہ کے ضروری قواعد اور ہدایات حسب ذیل ہونگے۔

(۱) یہ رسالہ بالفعل ماہانہ ہوگا اور اسکا حجم (علاوہ سرورق) ۲۴ اور ۳۲ صفحہ کے درمیان ۱۸+۲۲ تقطیع پر ہوگا۔ مگر آیندہ حسب ضرورت اسکو پانزدہ روزہ یا ہفتہ وار کیا جا سکتا ہے۔ اور حجم مین بھی وسعت دیجاے گی۔

(۲) لکھائی۔ چھپائی عمدہ ہوگی۔ کاغذ بھی حتے الامکان بہتر لگایا جائے گا۔ باانہمہ قیمت سالانہ تین روپیہ ہوگی جو پیشگی یا بذریعہ وی پی وصول کیجائے گی۔ جسمین محصول ڈاک اور وی پی کے اخراجات نہین شامل ہین اور اسی قیمت مین ضمیمہ یعنی ترجمۃ الشیعہ و فنون الاسلام بھی ملتا رہے گا۔

(۳) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لیے رسالہ خریدنا ہوگا۔ اور سال تمام کے کُل پرچے لینے ہونگے خواہ درخواست خریداری کسی وقت بھی کیجائے۔

(۴) خریدار اپنا نام اور پتہ ہمیشہ بخط اُردو صاف حرفون مین لکھین اور اگر ممکن ہو تو ڈاکخانہ کا نام صاف طور پر انگریزی مین بھی لکھین۔

(۵) نمونہ کا صرف پہلا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر بلا قیمت روانہ کیا جائے گا۔

(۶) جواب طلب اُمور کے لیے جوابی کارڈ یا آدھ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

(۷) مضامین اور علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت بنام "اڈیٹر" اور باقی تمام اُمور کی بابت بنام "منیجر" ہونی چاہیئے۔

(۸) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو جاری ہوا کرے گا۔

(۹) اڈیٹر کا پتہ۔ اڈیٹر "رسالۂ الواعظ" مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
منیجر کا پتہ۔ منیجر رسالۂ الواعظ"۔ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔
} نام لکھنے کی ضرورت نہین

جلد ۲۱ | فہرست مضامین الواعظ بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۱ء | نمبر ۴

شذرات

اڈیٹر الواعظ کا پہلا خط

جناب منیجر صاحب الواعظ - سلام علیکم -
مین ۸ر نومبر کو دن کے بارہ بجے پانی پت سے روانہ ہوکر ۱۰ نومبر کو صبح کے ۹ بجے بمبئی پہونچا - ۹ر نومبر کی صبح ہی سے طبیعت بگڑنی شروع ہوگئی تھی شب سے گیارہ بجے تک سولہ سترہ دست آئے - تین مرتبہ استفراغ ہوا - نشست و برخاست کی طاقت زائل ہوگئی - بڑا طراف تشنج غشی وغیرہ تکالیف پیدا ہوگئین - بمبئی کے اسٹیشن پر پہونچا تو اتنی طاقت نہ تھی کہ اٹھ کر بیٹھ سکون - مجھے ہاتھوں پر اٹھا کر گاڑی پر سوار کیا گیا اور گاڑی سے اتار کر مسافر خانے کی دوسری منزل پر پہنچایا گیا میرے ایک عزیز شاگرد سید نذر عباس صاحب سلمہ - بانی مینو سپلیٹی [illegible] نے فوراً حکیم ہاشم علی صاحب کو اطلاع دی حکیم صاحب نے [illegible] توجہ سے علاج کیا - اکثر دو دو مرتبہ روزانہ تشریف لاتے تھے - دوا و غذا کی تیاری

مین خود سید صاحب نے بیحد اہتمام کیا۔ دونون صاحبون کی توجہ خاص کا
یہ نتیجہ ہے کہ آج بفضلہ تعالے ۱۰ دن کے بعد یہ چند سطرین لکھنے کے قابل
ہوا ہون۔ اب معمولی کمزوری کے سوا کوئی شکایت نہین ہی اسی وقت جہاز
پر سوار ہونے کے لیے جا رہا ہون۔ یہ جہاز سیدھا بصرے جائیگا اور
ایک ہفتہ مین وہان پہونچاے گا۔ باقی حالات سفر انشاءاللہ تعالے
بعد مین لکھونگا۔ اب جو خط مجھے لکھا جلے تو کربلاے معلی بھیجا جائے۔
دعاے خیر کا طالب خاکسار غلام الحسنین پانی پتی۔ از بمبئی عمر کھاڑی
مسافر خانۂ حاجی دیوجی جمال

مدرسۃ الواعظین کا دوسرا دور

پہلے سال کے جلسون مین مدرسۃ الواعظین کے قیام کی ضرورت و غرض
و غایت حاضرین پر ظاہر ہو چکی ہے۔ نیز اسکے مفید نمونے نظر کے سامنے
جلوہ گر ہو چکے ہین اب خدا کا شکر ہے کہ اس مدرسہ کا دوسرا تعلیمی سال
بخیر و خوبی ختم ہوا جسمین جماعت اعلی کو اس قابل کر چکا کہ وہ اظہار نتائج
امتحانات کے بعد بلاد مختلفہ مین جا کر علم ہدایت بلند کرین۔ اسی بنای خیر
کے آثار و برکات اطراف و جوانب تک پہونچنے لگے اور قبل اسکے کہ وہ یہان سے
فارغ ہو کر نکلین اُنکے بیانات ہدایت انتما سے نواحی ہندوستان کے مومنین
فیضیاب ہو چکے اِسکی تفصیل کی اس موقع پر ضرورت نہین ہے۔ ہان اِس
بات کا اعلان ضروری ہے کہ ماہ دسمبر کی ۲۴-۲۵-۲۶ مطابق
روز شنبہ۔ یکشنبہ۔ دوشنبہ تاریخون مین اس مدرسہ کے دوسرے سالانہ
جلسے کی بنا کی گئی ہے۔ اس سال بھی یہ جلسہ مطابق سابق بمقام

وکٹوریہ اسٹریٹ محلہ نخاس مکان مدرسہ مین منعقد ہوگا اور قابل مقررین اپنے
نادر اور مفید بیانات سے حاضرین کو استفادہ کا موقع دینگے اور مدرسہ کے
فاضل طلاب کرام بھی اپنی مضمونون اور قابل قدر ریاضتون کے ثمر اور نتائج
قدر شناسان جواہر علوم کے سامنے پیش کرینگے اور سالانہ کارگزاری بھی جو
انشاء اللہ باعث مسرت قلوب ہوگی بیان کیجاے گی۔
اسلیے میری تمنا ہے کہ جناب والا (اگرچہ مزاحمت کار بھی ہو تاہم ایثار نفس
کرکے) جلسۂ مذکور مین ضرور تشریف لائین کیونکہ آپکے تشریف لانے سے
رونق جلسہ کے علاوہ طلبہ کے شوق مین اضافہ ہوگا اور کساد بازار علم مین
کمی ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری التماس کو قبول کرکے مجھے شکرگزار
بنائین گے۔ والسلام۔

(دی آنریبل سر راجہ صاحب بہادر محمود آباد)

قاتلان امام حسین علیہ السلام کی بابت مورخین کی راے

(تتمۂ ماسبق)

امت رسول مین شاید ہی کوئی ولد الحلال ایسا ہو جسنے اس ملعون کی بُرائیونکی
شہادت نہ دی ہو۔ بلکہ اسلامی جماعتون کے علاوہ اہل کفر بھی اس مقام مین
خاموش نہین رہ سکے جس سے یہ کھلا ہوا نتیجہ نکلتا ہے کہ عالم کو یزید کے
ملعون ہونے پر اتفاق ہے۔ اور اس نتیجہ سے ایک دوسرا نتیجہ اور بھی نکلتا ہے
جسکا فیصلہ اسلامی مشہور گتھی کو سہولت سے سلجھا دیتا ہے اور وہ یہ کہ وہ اصول
خلافت و استخلاف جنکی وجہ سے یزید ایسا شخص بھی خلیفہ ہوسکے تمام اہل
عقل کے نزدیک باطل ہین۔ اگرچہ وہ زبان سے نہ کہین مگر قلبی شہادت سے

زیادہ کوئی پرزور شہادت نہین ہوسکتی۔ خود بنی امیہؐ کے عقلا بھی اسکے افعال و عادات سے برارت کرتے تھے۔ چنانچہ عمر ابن عبدالعزیز کے سامنے کسی شخص نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے اُسکو امیرالمومنین کہہ کے یاد کیا تھا۔ عمر نے اس لقب کے برباد کرنے پر بیس کوڑون کی سزا دی۔

علماے اہلسنت نے اپنی اپنی مسندون مین رسول کی اُن حدیثون کا تذکرہ کیا ہے جنمین اسکے مظالم کے کارنامے مندرج ہین چنانچہ ایک کا مضمون یہ ہے کہ میری سنت کا بدل دینے والا بنی امیہؐ کا ایک شخص ہوگا جسکا نام یزید ہے۔ اس مضمون حدیث یا اور حدیثین جو اسی قسم کے مطلب کا اظہار کرتی ہین انسے ایسی جماعتون کی جراُتون کا پتہ ملتا ہے جو رسول کے برخلاف خلفا کی تعیین مین کوشش کرتی رہتی تھین جسکا کھُلا ہوا نتیجہ یہ تھا کہ رسول کی سنت کی تبدیلی اور شریعت کا تغیر انکا دلی مطلوب تھا۔

یزید کی بدکاریان اسقدر طشت از بام تھین کہ وہ لوگ جنکا باطل دوست ہونا معلوم تھا اُنکو بھی اسکی بعیت سے انحراف تھا بلکہ معاویہ کو اُسکے ولیعہد بنانے مین اموال مسلمین کو تباہ کرنا پڑا اور جبر و قہر سلطانی کے بغیر مطلوب حاصل نہ ہوا۔ چنانچہ تاریخ الخلفا مین سیوطی نے لکھا ہے " جعلہ ابوہ ولی عہدہ واکرہ الناس علی ذٰلک " یعنی اُسکے باپ معاویہ نے اُسے اپنا ولیعہد بنایا اور لوگون کو اسکے قبول کرنے پر مجبور کیا۔

ناظرین اس مقام پر خود ہی فیصلہ کرلین کہ جب عوام اسکی بعیت پر راضی نہ تھے تو خواص اس بعیت کو کیسا سمجھتے تھے اور خصوصًا اولاد رسول کا فریضہ کیا تھا۔

معصوم نے ایک دن مین مجاہدانہ جنگ کرکے طویل نتائج چھوڑے جسمین سے

ایک یہ بھی تھا کہ ایسے اوقات مین جب جبر سے لوگ تبدیلی شریعت پر راضی ہو جائین تو جان نثاری شریعت ہی مین علاج منحصر ہے۔

حکیم سنائی اگرچہ بظاہر اہلسنت مین شمار کیا جاتا ہے لیکن جذبات حق سے مجبور ہو کر اُسنے ایک ایسی رباعی کہی ہے جو شجرۂ ملعونہ کی تصویر کھینچتی ہے وہو ہٰذا ؎

داستانِ پسر ہند مگر نشنیدی
کہ از و سہ کس او بہ پیمبر چہ رسید

پدرِ او دُرِ دندان پیمبر بشکست
مادر او جگر عم پیمبر بمکید

او بناحق حق داماد پیمبر بگرفت
پسر او سر فرزندِ پیمبر ببرید

بر چنین قوم تو لعنت نکنی شرمت باد
لعن اللّٰہ یزیداً و علےٰ آلِ یزید

ایسے خاندان کیطرف انتساب ہی استحقاق لعن وطعن کے لیے کافی تھا اسپر نسب کا صحیح نہ ہونا طرّہ ہے۔ اسکی زندگی اُن چیزون مین بسر ہوئی جسکی فہرست قابل ذکر نہین تاہم تاریخون سے ہم چند باتون کا تذکرہ کرتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ بہترین امم کے لیے کیسے کیسے فرمانروا تجویز کیے گئے تھے۔ مروج الذہب مین ہے کہ یزید نے ایک بندر پالا تھا جسکو ابو قیس کے نام سے نامزد کیا تھا۔ یزید کی بارگاہ مین اسکا جاہ وجلال قابل دید تھا اسکے لیے ایک مسند تکیہ اسکی بزم مین آراستہ کیا جاتا تھا اور خاص خاص اوقات مین دلبستگی کے لیے حاضر کیا جاتا تھا۔ یہ بندر ایک سکھائے ہوئے گورخر پر (جسے زین ولجام سے آراستہ کر رکھا تھا) سوار ہوتا تھا اور جب شاہی گھوڑے سبقت کیلیے دوڑائے جاتے تھے تو یزید کا یہ شہسوار بھی اپنے گورخر کو دوڑاتا تھا۔ ایک دن گھوڑدوڑ کے گھوڑون سے اسکا گورخر آگے نکل گیا اور سبقت کا میدان اسکے ہاتھ رہا۔ جسوقت میدان سے

پلٹ کر نیزہ بکف گورخر پر سوار یزید کے حجرے مین داخل ہوتا ہے تو سرخ و زرد ریشمی کپڑے کی قبا پہنے ہوئے تھا اور حریر زنگار رنگ کی ٹوپی سر پر تھی اور گورخر کا زین ریشمی تھا جسپر طرح طرح کے گل بوٹے بنے ہوئے تھے ایک شامی شاعر نے اس قصہ کا تذکرہ ان اشعار مین کیا ہے۔

تمسک ابا قیس بفضل عنانها	فلیس علیها ان سقطت ضمان
الا من رای القرد الذی سبقت به	جیاد امیر المومنین اتان

(ترجمہ) اے ابو قیس اس گورخر کی لجام کو کھینچے رہ کیونکہ وہ تیرے گرنے کا ذمہ دار نہین۔ کسنے اُس بندر کو دیکھا ہے جسکو ایک مادہ خرنے شاہی گھوڑون پر سبقت دیدی اور اُسے آگے نکال لیگئی۔

(مولانا السید) سبط حسن (صاحب قبلہ)

تمدن اسلام

جواہر عالم پر غائر نظر ڈالنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ سب سے روشن اور بلند جواہر انسان ہے اسکی روشنی محض اُس چراغ کی وجہ سے ہے جسکو خالق عالم نے اسمین جلا دیا ہے جسکو عقل سے نامزد کرتے ہین گو حواس کی شمعین دیگر اشیاء مین بھی نظر آتی ہین لیکن یہ وہ آفتاب ہے جسنے اُن سب کو اپنی نورانیت کی وجہ سے جھلملا کر دیا ہے اور نزدیک ہونے کے سبب سے اتنا پست کر دیا ہے کہ اسکے مقابلے مین اُنکا نام بھی نہین لیا جاتا اور ساتھ ہی اسکے سلسلہء محبت بھی اسقدر مضبوط ہے کہ اسکے جدا ہونے سے اُن سب مین بھی آثار نارضگی ظاہر ہو جاتے ہین۔ ظاہر مین شمعین رہتی ہین لیکن اگر غور سے دیکھیے تو کچھ بھی نہین معلوم ہوتا اور اگر یقین نہ ہو تو انسان سے کہدیجیے کہ وہ عقل

سے کام نہ لے اُسکے بعد آپکو معلوم ہوگا کہ کونسا حاسہ باقی رہ گیا۔ ظاہرین
نگاہین تو ضرور کہہ دینگی کہ تمام حواس موجود ہین لیکن مین اُنسے پوچھون گا
کہ حواس موجود ہین تو حیوانیت کے درجہ سے کیون گر گیا یہی عقل تھی کہ جسنے
بلند کیا تو اتنا کہ اِسکی بلندی تک دیگر مخلوقات پہونچ نہین سکتی بشرطیکہ اسکو
بیکار نہ فرض کیا جاے اور پست کیا تو اسقدر کہ کوئی چیز ہو نہین سکتی بشرطیکہ
اس سے کام لیا جائے۔ اس چراغ کی روشنی مختلف زمانون مین مختلف
حیثیات سے کمی و زیادتی کے ساتھ نظر آتی ہے۔ ایک وہ زمانہ ہوتا ہی
جسمین انسان سولے معدودے چند چیزون کے کسی شے کو محسوس بھی
نہین کر سکتا اور ایک وہ زمانہ آتا ہے کہ اسکی روشنی عالم محسوس کو طے
کرتی ہوئی دنیاے معقول کی سیر کرتی ہے اور بواطن کے پردے اُلٹنے
لگتی ہے۔ اس زمانے مین یہ سمجھتا ہے کہ مجھے دنیا مین خود بھی باقی رہنا ہی
اور اسکی بھی کوشش کرنا ہے کہ میرے امثال بھی باقی رہین اور جسوقت اپنے
تنہا کمزور بازوون مین اس بار گران کے اُٹھانے کی قوت نہین پاتا ہے
کیونکہ اسکا ذہن اس مطلب تک لیجاتا ہے کہ مجھے آب و غذا کا فراہم کرنا ہی
تاکہ گلشن حیات سرسبز و شاداب رہ سکے اور سلاح لباس بھی بہم پہونچانا
ہی تاکہ قزاق سرما و گرما متاع زندگی کو برباد نہ کرسکے تو اسوقت خودی کا
نشہ دماغ سے دور کرکے سمجھتا ہے کہ مجھے یقیناً دوسرونکی طرف دست احتیاج
دراز کرنا پڑے گا اور اُنسے مل کر رہنا ہوگا۔ بغیر اسکے نہ مین باقی رہ سکتا ہون
نہ میرے ابناے جنس۔ گو خداوند عالم نے بعض مخلوقات کو اسطرح خلق فرمایا ہی
کہ وہ نہ تو انبقاے نوعی مین کسی دوسرے کے محتاج ہین نہ بقاے شخصی مین جس
طرح وہ کیڑے جو خود بخود بقدرت خداوند عالم زمین سے پیدا ہو جاتے ہین

اور وہی مٹی اُنکی غذا ہوتی ہے جس سے پیدا ہوئے ہین لیکن انسان ایسا نہین ہے
بلکہ خلاق عالم وحکیم مطلق نے اسکو اسکے عجز کیطرف متوجہ کرنے اور اسکے سر سے
ہوائے تکبر کے نکالنے کے لیے بقائے شخصی مین الگ محتاج بنایا اور بقاے
نوعی مین الگ تاکہ عاجزون کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے بعد قادر مطلق
کی جناب مین غرور نہ کرسکے اور محتاجون کا نیازمند ہو کر بے نیاز سے بے پروا
نہ ہو جائے۔ اگر انسان کے پہلو مین دل اور دل مین شرم ہو تو کبھی اپنے معبود
حقیقی کو فراموش نہین کرسکتا ہے بہر حال انسان ہر وقت اس امر کا محتاج
ہے کہ وہ اپنے امثال سے ملکر رہے تاکہ وہ اسکے بوجھ کو ہلکا کرین اور یہ اونکے
بار کو بٹائے۔ اسی اجتماع کو تمدن سے تعبیر کرتے ہین اور اسیلیے انسان کو مدنی
الطبع کہتے ہین۔ چونکہ انسان فطری حیثیت سے اپنے منافع کیطرف بڑھتا ہے عام
اس سے کہ دوسرون کا نقصان ہی کیون نہ ہو جاے اور مضرت سے بھاگتا ہے
ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ میرا دل خوش و مسرور رہے چاہے دوسرے کی گردن
پر چھری کیون نہ پھر جاے اور تمام دنیا کی نعمتین میرے ہی پاس جمع ہو جائین
چاہے اور لوگون پر مصائب کا آسمان ہی کیون نہ پھٹ پڑے اسلیے اس
تمدن کو درست رکھنے کے لیے عقلاً اس امر کی ضرورت ہوئی کہ کوئی نہ کوئی
شخص ایسا ہونا چاہیے جو اس اجتماع و تعاون مین کوئی فساد نہ ہونے دے
اور اس تمدن مین کوئی خلل نہ آنے دے۔ مظلوم کی فریاد بیکار اور ظالم کا
نہال عمل بارآور نہ ہونے پائے۔ نیکی و بدی و نیک و بد مین امتیاز قرار دے
ایسے ہی شخص کو زبان شریعت مین نبی یا رسول کہتے ہین اور یہی دلیل ہے اس
امر پر کہ ہر زمانے مین ایک حجت خدا کا رہنا ضروری ہے کیونکہ بنی نوع انسان کو
ہر وقت تمدن کی احتیاج ہے اور تمدن کے لیے ہر وقت ایسے شخص کی ضرورت ہے

جو اسکو قائم و دائم رکھے لہذا ضروری ہوا کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی ایسا شخص موجود رہے جسکو خداوند عالم نے اپنی طرف سے معین کر کے بھیجا ہو کیونکہ قوانین وہی قوانین ہین جو خدا کی مرضی کے موافق ہون اور وہ سوائے نبی کے دوسرا شخص تعلیم نہین دیسکتا دنیا مین بہت سے تمدن ہوے اور ختم ہو گئے قوانین بنائے گئے اور منسوخ کر دیے گئے لیکن جو آب و تاب اپنے ساتھ لیکر اسلامی تمدن دنیا مین آیا وہ کسی مین نہ تھی۔ اگر زمانہ کو قسم دیکر پوچھیے تو وہ باواز بلند پکار کر کہے گا کہ جسنے پیری کے بعد جوانی اور کہنگی کے بعد تازگی بخشی اور جسنے مجھ مین چار چاند لگا کر میری تاریکی کو نورانیت سے بدلدیا وہ فقط تمدّن اسلام ہے۔ کسی دنیاوی حکومت کے تمدن کو اسلام کے تمدن کے مقابلہ مین پیش کرنا بالکل ویسا ہی ہے جیسے ایک چوب ناتراشیدہ کو سیف صیقل ہندی سے نسبت دینا یا معبود سے عبد کا تقابل کرنا۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ یہ دعوے بلا دلیل نہین ہے بلکہ بہت سی دلیلین ہین منجملہ اُنکے ایک دلیل یہ ہے کہ وہ چراغ یقیناً بہتر اور افضل سمجھا جائیگا جو ایک محلہ کو روشن کرنے کے لیے کافی ہو اُس چراغ سے جسکی روشنی فقط ایک ہی مکان تک محدود ہو اور اُس سے زیادہ نہ پھیل سکتی ہو اور اُس سے بھی زیادہ بہتر وہ چراغ ہے جو ایک شہر کو روشن کرسکے اور سب سے افضل وہ چراغ ہے جو تمام دنیا کے منور کر دینے کا مدعی ہو۔ نہ فقط مدعی بلکہ دعوے کے ساتھ دلیل مشاہدہ بھی پیش کر رہا ہو۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھون کو بند کیے رہے اور کہے کہ مجھے تو روشنی نہین معلوم ہوتی ہے۔ اسمین چراغ کا کوئی قصور نہین ہے بلکہ اس سبنے ہوئے اندھے کی خطا ہے کہ یہ آنکھون کو کھولکر نہین دیکھتا ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اِسی طرح وہ چراغ یقیناً بہتر ہے جسمین فقط ایک ساعت کی ضرورت کا لحاظ کرکے روغن ڈالا گیا ہے بہ نسبت اُس چراغ کے جو شام سے لیکر صبح تک اپنی روشنی کو یکسان رکھے اور کسی وقت ذرہ برابر بھی اضمحلال نہ طاری ہو بعینہ یہی مثال تمدن اسلام کی ہو کہ اِسکے قبل جسقدر انبیا گزرے انمین کوئی ایک قصبہ کے لیے تھا اور کوئی ایک شہر کے لیے بلکہ بعض انبیا تو ایسے بھی گزرے ہین جو فقط اپنے ہی نفس کے لیے تھے۔ اُنکے قوانین بھی اُنھین افراد کے لیے تھے جو اُنکے محکوم قرار دیے گئے تھے اور صرف اُنھین کے طبائع کا لحاظ کیا گیا تھا۔ بخلاف قوانین اسلام کے کہ یہ کسی خاص قصبہ یا شہر والون سے مختص نہین ہین بلکہ تمام زمانے والون کے لیے بنائے گئے ہین اور ہر ایک کی طبیعت کا لحاظ کرکے بنائے گئے ہین۔ اور اگر بعض انبیا ایسے گزرے بھی ہین جو تمام عالم پر حکمران بنا کر بھیجے گئے تھے تو وہ زمانہ کے اعتبار سے محدود تھے اور اونکے قوانین مین فقط اُنھین طبائع کا لحاظ کیا گیا تھا جو اُتنے زمانے مین پیدا ہونے والے تھے۔ لیکن قوانین اسلام ایسے نہین ہین جنکے لیے کوئی زمانہ مخصوص ہو بلکہ جسوقت سے اسلام نے دُنیا مین قدم رکھا اُس وقت سے لیکر قیامت تک کے لیے بنائے گئے ہین اور تمام اُن افراد کا لحاظ کر لیا گیا ہے جو قیامت تک کتم عدم سے حیز وجود مین آنے والے ہین۔ یہ وہ چراغ ہے جو شام تمدن عیسوی سے روشن ہوا اور صبح قیامت تک گل نہین ہو سکتا ہے اگر یہ چراغ نہ ہوتا تو دنیا ظلمتکدہ بنجاتی لیکن اسنے روشن ہوکر دن کی ضیا کو مات کر دیا بلکہ جو اسکے قبل دن سمجھا جاتا تھا اُسپر رات کا شبہ ہونے لگا اور جسطرح اسنے مکہ اور مدینہ کو روشن کر دیا اسی طرح یوروپ

اور ایشیا حتے کہ تمام دنیا کو منور کر دیا۔ اگر کوئی شخص اپنے آبائی مذہب کے تعصب کی پٹی آنکھون پر باندھ لے اور عمداً اسکی نورانیت کو نہ دیکھے یا خود بینی کے نشے سے بے خود ہو کر کور باطن بنجائے تو عقل کے نزدیک یہی شخص مذموم ہوگا نہ اسلام۔

دنیا کے بنائے ہوئے قوانین روزانہ بدلے جاتے ہین لیکن اسلام نے وہ قوانین بنا دیے ہین جو قیامت تک کسی وقت قابل تغیر نہین ہین اور اس حیثیت سے طبائع کا اندازہ کر کے منضبط کیے گئے ہین کہ قوی سے قوی آدمی آسان خیال کر کے خوش اور کمزور سے کمزور شخص دشوار سمجھ کر رنجیدہ نہین ہو سکتا ہے۔ یہ ایک اجمالی دلیل تھی جو فضیلت تمدن اسلام پر قائم کیگئی تھی اب مین چاہتا ہون کہ کسی قدر اس تمدن پر تفصیلی نظر ڈالون۔ لیکن قبل اسکے کہ اس مطلب کی توضیح کیجائے عرب کی حالت کا اجمالی بیان کر دینا ضروری ہے۔

ابھی عیسوی تمدن کو قائم ہوئے کچھ زیادہ زمانہ نہین گزرا تھا یعنی چھ سو برس بھی ختم نہ ہونے پائے تھے بلکہ میرے خیال مین تو سو دو سو برس بھی نہ گزرے تھے کہ زمانے نے پلٹا کھایا اور عالم کی ہوا بدلی مطلوبات عقل دشمن اور خواہشات نفس محبوب سمجھے جانے لگے۔ جسقدر تمدن کو درست رکھنے کی عقلاً ضرورت تھی اُسی قدر اُسکے نزدیک اُسکے برباد کرنے کی حاجت محسوس ہونے لگی علی الخصوص عرب کی تمدنی حالت تو ایسی بگڑی جسکی پوری پوری تصویر کھینچنا محال نہین تو دشوار ضرور ہے۔ اُنکو کبھی خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ ہم مین اور دیگر حیوانات مین کوئی فرق ہے کہ نہین۔ لڑکیون کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ قمار بازی پر فخر کرتے تھے۔ لوٹ لینے پر ناز کرتے تھے۔ شرابخواری کو

واجب علینی سمجھتے تھے۔ آپسمین قتل ہو قمع دل لگی کا ذریعہ تھا۔ زنا کاری اسباب مباہات مین داخل ہو گئی تھی بہرحال جتنی چیزین عقلا کے نزدیک مردود ہین اونکے نزدیک نہایت محبوب تھین۔ دنیا مین سوائے تاریکی کے روشنی کا نشان نہین ملتا تھا۔ فساد کے سوا اصلاح کی صورت دکھائی نہین دیتی تھی۔ آسمان اپنے بوقلمون عجائبات کو بھول کر اور اہل عالم کی اس روش کو دیکھ کر عالم تحیر مین سرگردان نظر آتا تھا۔ ایسے پُرآشوب زمانے اور شب نما دنون مین یکایک دنیا نے کروٹ بدلی۔ حرکات سیارات وضیاے ثوابت نے اعتدالی کیفیت کو اختیار کیا اور زمین کی ڈوبی ہوئی نبضین اُبھرین یعنی جناب سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ آپکا اس دنیا مین آنا تھا کہ قصر ضلالت کے کنگرے گرنے لگے اور آتش گمراہی سرد ہونے لگی۔ تاریکی نے اپنا دامن سمیٹا اور بدکیشی نے اپنا بستر لپیٹنا شروع کیا۔ تھوڑے ہی زمانے مین ایک نئی دنیا آباد ہو گئی۔ جو لوگ محرمات کے بجالانے پر فخر کیا کرتے تھے اُنھین کی یہ حالت ہو گئی کہ ان اشیا کا ذکر بھی بُرا معلوم ہونے لگا۔ کچھ ایسے قوانین تعلیم کیے کہ متکبّرون نے سر تسلیم خم کر دیا۔ جن قبائل نے کبھی کسی کو اپنا بادشاہ نہین تسلیم کیا تھا وہ سب ایک مفلس شخص کی تحت حکومت مین آکر اوسکی غلامی پر فخر کرنے لگے۔ جن گروہون مین ہمیشہ کشت وخون ہوا کرتا تھا اُنمین سلسلۂ اُخوت قائم ہو گیا۔ دنیا اسقدر نورانی ہو گئی کہ جنت کی راہین صاف نظر آنے لگین۔ بلکہ چشم بصیرت سے دیکھنے والون کو خود جنت نعمات جنت دکھائی دینے لگے۔ گو حضرت کو سخت سے سخت مصائب کا سامنا ہوا لیکن جبین استقلال پر شکن ملال کا اثر تک نہ آنے دیا اور نہایت فراخ حوصلگی سے برداشت کر لیا۔ شدید سے شدید تکلیفین پہونچائی گئین لیکن

پاے صبر مین لغزش نہ ہوئی اور کمر ہمت اُسی طرح چُست بندھی رہی جسطرح ابتداے امر مین تھی۔ تیغ زبان کے ہزارون حملے کیے گئے لیکن سلاح خلق عظیم نے اِسطرح مغلوب کیا کہ محاربین کو آخر کار کلمۂ شہادتین زبانون پر جاری کرنا پڑا۔

(حافظ) کفایت حسین (باقی آیندہ)

اخلاق القرآن

(سلسلے کیلیے الواعظ نمبر ۳ ملاحظہ ہو)

صبر و استقلال

قرآن مجید پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً ستر یا اس سے بھی زیادہ مواقع مین پروردگار عالم نے صبر کا حکم دیا ہے اور اُسکو ایسے مدارج کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہی جنکے علو و رفعت کا اندازہ نہین کیا جا سکتا۔ اس صفت کی اہمیت اس سے واضح ہی کہ پروردگار عالم نے اپنی معیت۔ نصرت۔ رحمت کو اُسکا اجر قرار دیا ہی اور امامت خلق جیسے عظیم منصب کے لیے اُنھین ذوات مقدسہ کو منتخب فرمایا جو اس صفت سے متصف تھے۔ بظاہر اس اہتمام بلیغ کے دو سبب معلوم ہوتے ہین

صفت صبر انسان کے ساتھ مخصوص ہے

(۱) حقیقت صبر یہ ہے کہ قوت شہویہ و غضبیہ کے مقابلے مین عقل ثابت و غالب رہے اور جن امور کی وہ مقتضی ہون اُنسے مانع ہو بس یہ صفت انسان کے ساتھ مخصوص ہو گی اُسکے علاوہ دیگر حیوانات یا ملائکہ مین نہین پائی جا سکتی کیونکہ حیوانات مین قواے شہویہ و غضبیہ تو موجود ہین لیکن عقل کا وجود نہین جو اونکا مقابلہ کرے اور غالب آ سکے۔ اور ملائکہ اگرچہ عقول محضہ ہین لیکن قواے شہویہ و غضبیہ سے خالی ہین جنکے مقابلے و

معارضہ کی حاجت پیش آئے بخلاف اِسکے انسان ان سب کا جامع ہے
داعیہ شہوت وغضب کے ساتھ ساتھ داعیہ عقل بھی اوسمین موجود ہے جہان
قوائے حیوانیہ اوسکو لذت دنیا پر مائل اور آخرت سے غافل اور جوش انتقام
سے ازخود رفتہ کرتی رہتی ہین وہان عقل اونکے خلاف حکم دیتی رہتی ہی
اگر وہ اُنپر غالب ہوجائے تو اسی کا نام صبر ہے لیکن اُسکا غالب آنا ہی
اکثر بہت دشوار ہوتا ہے کیونکہ انسان کے گرد و پیش ایسے اسباب خارجیہ موجود
ہین جن سے اُسکی قوت شہویہ وغضبیہ کو مدد پہونچتی رہتی ہے نیز حواس
خمسہ ظاہرہ اُنکی اعانت کرتے رہتے ہین جس سے عقل مغلوب ہوجاتی ہی
اور اپنے احکام کی تعمیل کرانے سے قاصر و عاجز رہتی ہے اسیلیے ضرورت ہوئی
کہ انسان کو بار بار متنبہ کیا جائے اور مقتضاے عقل پر قائم رہنے کا حکم دیا
جاے تاکہ اُسکا پہلو غالب رہے اور انسان اُن آفات سے محفوظ رہ سکے
جن کیطرف اُسکی حیوانی قوتین اور نفسانی خواہشین لیجانا چاہتی ہین۔

اکثر اخلاق حسنہ صبر مین داخل ہین

(۲) عرف عام مین صبر کے معنی یہی سمجھے جاتے ہین کہ انسان مصائب و شدائد مین بیقرار و مضطر نہو لیکن درحقیقت یہ صبر کی ایک خاص قسم ہے اِسکے علاوہ اور بہت سے اقسام و انواع اُسکے تحت مین مندرج ہین اور یہ صفت اکثر اخلاق حسنہ کی جامع ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اختلاف حیثیات و اعتبارات سے اسی صبر کے مختلف نام رکھ لیے گئے ہین لیکن حقیقت سب کی ایک ہی۔ مثلاً

(الف) اکل و شرب وغیرہ مقتضیات قوت شہویہ مین نفس پر قابو رکھنا اور صبر کرنا عفت ہی۔

(ب) موضع حرب وضرب مین صبر و استقلال اور ثبات قلب کا نام شجاعت ہی اور اسکے مخالف کا جُبن و بزدلی۔

(ج) اشتعال غیظ و غضب کیحالت مین نفس پر اختیار رکھنا اور صبر کرنا حِلم ہے۔

(د) تھوڑے مال پر صبر کرنا قناعت ہی اور اسکا مخالف شَرَہ۔

(ہ) لذات دنیا و اسباب عیش و راحت کا ضرورت سے زیادہ دلدادہ نہ ہونا اور صبر کرنا زُہد ہے اور بے صبری کو حرص کہتے ہین۔

(و) اخفاے کلام پر نفس کا قادر رہونا اور صبر کرنا کتمان نفس ہے۔

(ز) دولت و ثروت۔ جاہ و حشمت حاصل ہونے کے بعد نفس پر قابو رکھنا۔ غرور و نخوت۔ طغیان و سرکشی نہ کرنا ضبط نفس ہی اور اسکا مخالف بَطَر ہے جسکو اُردو مین اِترانا کہتے ہین۔

بالجملہ چونکہ صفت صبر اکثر اخلاق حسنہ کی جامع تھی اسلیے خداوندعالم نے اُس سے متصف ہونے کا حکم دینے مین کمال اہتمام و تاکید ملحوظ رکھا ہی اور اُسکے وہ مدارج رفیعہ و مراتب عالیہ مقرر فرمائے ہین جو کسی طاعت و عبادت کے لیے نہین کیے۔ یہان پر اُن کثیر التعداد آیات مین سے جن مین حکم صبر دیا گیا ہے اور اُسکا اجر مذکور ہے صرف ایک پیش کیجاتی ہی اور وہ یہ ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝	اہی ایمان والو تم (آفات و بلیات دنیا پر) صبر کرو اور (کفار و جہلا کی بداخلاقی اور ایذا رسانی کو) برداشت کرو اور جہاد کے لیے کمربستہ رہو اور خدا سے ڈرو تاکہ تم [illegible]

دو کامیابی نصیب ہو۔
چونکہ احوال انسان کی دو قسمین ہین ایک وہ حالات ہین جنکا تعلق براہ راست صرف اُسی کی ذات سے ہوتا ہے۔ اور دوسرے وہ حالات ہین جو اُسکے اور دیگر افراد نوع کے درمیان مشترک ہوتے ہین یعنی اُنکے واسطے سے انسان کو پیش آتے ہین اسلیے آیہ مبارکہ مین صبر و مصابرت کے دو حکم علیحدہ علیحدہ دیے گئے ہین جن مین سے صبر کا تعلق اُن اُمور سے ہے جو تنہا انسان کی ذات سے خصوصیت رکھتے ہین اور بلا واسطہ غیر اُسکو پیش آتے ہین یعنی

معنی صبر مرض۔ فقر۔ قحط۔ خوف وغیرہ شدائد و آفات دنیا پر ضبط و تحمل سے کام لینا صبر ہے اور ترک منہیات و ادائے واجبات و سنن مین شدائد برداشت کرنا بھی اِسی قسم مین داخل ہے چنانچہ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ	(اللہ) تمام آسمان اور زمین اور اُنکے درمیان کی چیزون کا مالک ہے پس تم اُسی کی عبادت کرو اور اُسکی عبادت پر ثابت قدم رہو۔

نیز ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔	(اے رسول) اپنے گھر والونکو نماز کا حکم دو اور خود بھی اُسپر صبر کرو (یعنی اُسکے پابند رہو)

اور اِسی پیے روزے کو بعض آیات مین صبر سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ	تم صبر اور نماز کا سہارا پکڑو اور بیشک نماز (تمام لوگون کے نزدیک) بار عظیم ہے سوائے اُن لوگون کے جو خاکسار ہین۔

معنی مصابرت

اور مصابرت یہ ہے کہ انسان اُن مکارہ و آلام مین ضبط و تحمل سے کام لے جو اُسکے گھر والون۔ پڑوسیون اعزہ و اقارب اور دیگر ابنائے نوع کے ہاتھون اُسکے اخلاق ردیہ کے باعث پیش آئین اور اسی مین مندرجۂ ذیل امور شامل ہین۔

١۔ بُرائی اور بداخلاقی کے ساتھ پیش آنے والون سے انتقام نہ لینا جیسا کہ پروردگار عالم نے اس آیت مین فرمایا ہے

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ	(اے رسول) تم درگزر کرنا اختیار کرو اور اچھے کامون کا حکم دو اور جاہلون کی طرف سے مُنھ پھیر لو۔

٢۔ ایثار یعنی اپنے نفس پر دوسرون کو ترجیح دینا اور مقدم رکھنا جیسا کہ اس آیت مین مذکور ہے۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ	اور وہ لوگ دوسرون کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہین اگرچہ خود اپنے اوپر تنگی ہی کیون نہو۔

٣۔ ظالم کو معاف کر دینا اور بدلہ نہ لینا جیسا کہ خداوند عالم نے ایک آیت مین جملہ احکام قصاص کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے۔

فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ	پھر جو (مظلوم) ظالم کی خطا معاف کر دے تو یہ اُسکے گناہون کا کفارہ ہوگا۔

حکم مجاہدہ و تقوے کی عفت

از بسکہ انسان اُس دار دنیا مین خلق کیا گیا ہے جسکا نام دار المحن ہے۔ جہان کے حالات مکارہ و آلام سے بھرے ہوئے ہین مشکل سے اُسکی زندگی کا کوئی وقت ایسا گزرتا ہوگا جسمین اُسکو دنیا اور اہل دنیا یعنی دیگر افراد نوع کیطرف سے شدائد و مکروہات کا سامنا نہ کرنا پڑتا ہو اسلیے ضروری تھا

کہ اُسکو صبر و مصابرت سے کام لینے اور ضبط نفس کے ساتھ مجرشت کرنے کا حکم دیا جاتا کہ اُن مفاسد سے بچ سکے جو ایسا نہ کرنے کی صورت مین پیدا ہونگے لیکن اِسکے ساتھ ہی انسان کی فطرت مین شہوت و غضب و حرص وغیرہ اخلاق ذمیمہ داخل ہین اور جب تک انسان اُنکا مطیع فرمان رہیگا خصلت صبر کا اُس مین پیدا ہونا ناممکن ہے جسوقت تک قواے شہویہ و غضبیہ کے احکام نافذ و مقتضیات غالب رہین گے انسان صبر و مصابرت سے کام نہین لے سکتا اسلیے آیۂ مبارکہ مین حکم صبر و مصابرت دینے کے بعد خداوند عالم نے "ورابطوا" فرماکر مجاہدۂ نفس کا بھی حکم دیا ہے اور چونکہ قواے شہویہ و غضبیہ پر غالب آنا اور اُنکے احکام و مقتضیات کو رد کرنا صرف اسی صورت مین ممکن تھا کہ نفس انسانی کو کسی زبردست طاقت سے دبایا جاے اور دنیا کی لذات عاجلہ کے عوض مین اُنسے بڑھی ہوئی لذات اور فلاح و بہبود کی امید دلائی جاے اسلیے آخر آیت مین "واتقوا اللہ لعلکم تفلحون" فرماکر تقوے کا حکم دیا ہے اور آخرت کی فلاح و بہبود کی امید دلائی ہے تاکہ انسان اُسکے خوف اور فلاح آخرت کی امید کے سبب کامیابی کے ساتھ مجاہدۂ نفس کرکے اور شہوت و غضب و حرص وغیرہ اخلاق ذمیمہ کو دور کرکے صفت صبر سے متصف ہو سکے پس معلوم ہوا کہ یہ آیۂ مبارکہ ایسے اسرار روحانیہ کا جامع ہے اور اُسکے چند لفظون مین اسقدر اخلاق حسنہ و آداب محمودہ بیان کیے گئے ہین جنکے لیے ایک دفتر عظیم درکار تھا اور جو حکیمانہ ترتیب الفاظ مین قائم کی گئی ہو اُس سے بہتر ہرگز ممکن نہین۔

سچ کی مدح اور جھوٹ کی مذمت

صدق وکذب کا حسن وقبح عقلی ہو

صدق وکذب اُن مستقلات عقلیہ مین سے ہین جنکے حسن وقبح کا معلوم ہونا کسی حکم شرعی پر موقوف نہین ہر وہ شخص جو معمولی عقل بھی رکھتا ہے بلالحاظ اس امر کے کہ وہ کسی دین وملت شریعت ومذہب کا پابند ہی یا نہین یہ جانتا ہے کہ سچ اچھا اور جھوٹ بُرا ہے اور اسکے لیے کسی حکم شرعی کا محتاج نہین ہوتا بلکہ اُسکی عقل ہی اُسکو یہ بتانے کے لیے کافی ہے۔ ہمکو اسوقت اُن لوگون سے بحث نہین جنکے نزدیک حسن وقبح عقلی کا وجود نہین ہے کیونکہ حسن وقبح عقلی کا وجود فرع وجود عقلی ہی دنیا مین کوئی صاحب عقل ایسا نہین مل سکتا جو بغیر داعی خاص جھوٹ کو سچ پر ظلم کو عدل پر کفران نعمت کو شکر نعمت پر ترجیح دیتا ہو اور اسلیے اُنپر اقدام کرتا ہو کہ اُسکے خیال مین یہ اخلاق وخصال حسن وممدوح ہین پس حسن وقبح عقلی کا انکار کرنا امر بدیہی کا انکار کرنا ہے جسکے خلاف عقل ہونے مین کوئی شبہہ نہین۔

بالجملہ صدق وکذب کے حسن وقبح کا حکم عقل انسانی خود کرتی ہے لیکن اکثر منافع دنیویہ واغراض ذاتیہ وغیرہا اسباب خارجیہ انسان کو حکم عقل پر قائم رہنے سے مانع ہوتے ہین اور وہ سچ کو چھوڑکر جھوٹ اور صادقین کے بجاے کاذبین کا ساتھ اختیار کرلیتا ہے اسیلیے پروردگار عالم نے متعدد آیات مین مختلف طریقون سے صدق کی عادت اختیار کرنے اور کذب سے بچنے کا حکم دیا ہے اُنمین سے بنظر اختصار صرف چند آیتین پیش کیجاتی ہین۔

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ	اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور سچون کے ساتھ رہو۔

اس آیہ مبارکہ مین اہل ایمان کو صادقین کی معیت واتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ صادقین کا ساتھ دینے کے لیے انسان کو خود صدق کی عادت اختیار کرنا لازم ہے ورنہ وہ اُنکا پیرو اور متبع نہین بن سکتا نیز صادقین کا ساتھ دینے اور اُنکی پیروی اختیار کرنے کا حکم دینے سے سواے اسکے اور کیا مقصود ہو سکتا ہے کہ انسان صدق کا طریقہ اختیار کرے اور کذب کی راہ پر نہ چلے۔ پس آیہ مبارکہ مین اگرچہ بظاہر ایک ہی حکم معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت وہ دو حکمون پر مشتمل ہے۔ ازبسکہ معیّت و اتّباع صادقین کے لیے صدق سے متّصف ہونا لازم تھا اسلیے اُسکی تصریح ضروری نہ تھی۔

(۲) وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ۝	اور پانچوین مرتبہ (یہ کہے کہ) اُسپر خدا کی لعنت اگر وہ جھوٹ بولتا ہو۔

اُس امر سے زیادہ قبیح کونسا امر ہو سکتا ہے جسکا انجام لعن خدا کا استحقاق اور اُسکی رحمت شاملہ سے دور ہو جاتا ہو۔ پس اگر اُس آیت مین کذب سے بچنے کا حکم تصریحاً نہین دیا گیا ہے لیکن اس بدترین نتیجہ کا ذکر کر دینا ہی یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ کذب سے زیادہ قبیح کوئی امر نہین لہٰذا تمام اخلاق ذمیمہ سے پہلے اُس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ اگر تصریحاً حکم ہوتا تو کذب کا اتنا قبح ظاہر نہ ہوتا۔ جو موجودہ صورت مین آیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔

(۳) فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ	پس تم ناپاک بتون سے بچو اور جھوٹ بولنے سے اجتناب کرو۔

اس آیت مین اگرچہ بظاہر کلمۂ شرک سے نہی مقصود ہے لیکن ایک عام لفظ اسلیے استعمال کی گئی ہو کہ وہ جملہ کلمات کذب کو شامل ہو جاے اور تمام اقسام کذب اُسکے اندر آجائین۔ (باقی آیندہ)

راقم عاصی سید محمد رضی (مولوی فاضل) زنگی پوری

اور تیسرے زید شہید ہین یہ اپنے جد بزرگوار جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی قراءت پر
عامل تھے اس قرارت کو انسے عمر بن موسی رجبی نے روایت کیا ہے اور اول کتاب ہین
اس قرارت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ ہین نے اس قرارت کو خود زید بن علی بن الحسین بن
علی بن ابی طالب علیہم السلام سے سماعت کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن مجید اور اسکے
ناسخ و منسوخ اور مشکل وغیرہ کے متعلق ہینے انسے زیادہ اعلم کسی شخص کو نہین دیکھا انکی
شہادت ہشام بن عبد الملک کے زمانہ مین ۱۲۲ھ ہجری مین ہوئی اور انکا شہادت
کے وقت ۴۲ سال کا تھا اس لیے کہ انکی ولادت ۸۰ھ ہجری مین ہوئی تھی۔
ان حضرات کا تقدم ابو عبید سے علم قرارت کی تصنیف مین یقینی ہے لہذا ثابت ہوگیا
کہ تدوین علم قرارت مین شیعون ہی کو تقدم حاصل ہے۔

(سدی کبیر اور محمد بن سائب کلبی کے متعلق
ضمیمہ مین تحقیق مترجم ضرور ملاحظہ ہو ۱۲)

صحیفہ سوم

احکام قرآن مین پہلا مصنف

احکام قرآن کے متعلق پہلے مصنف محمد بن سائب کلبی صحابی جناب امام محمد باقر علیہ السلام
ہین انکا ذکر سابق مین ہوچکا ہے اور ابن ندیم نے فہرست مین جہان اُن کتابونکا ذکر کیا ہے
جو احکام قرآن مین تالیف ہوئین۔ یہ لکھا ہے کہ کتاب احکام القرآن کلبی کی ہے اور اُسکو
اُنھون نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ مین کہتا ہون کہ بیان سابق سے یہ معلوم ہوچکا
ہے کہ محمد بن سائب کلبی کی وفات ۱۴۶ھ ہجری مین ہوئی ہے لہذا سیوطی کا یہ قول
کہ احکام قرآن مین پہلے مصنف امام شافعی ہین محل تامل ہے اسلیے کہ امام شافعی کی

وفات سنہ ۱۴۶ ہجری مین ہوئی اور اُنکی عمر کل ۸۵ سال کی تھی۔ اور اسیطرح اُنکا ہمکال
ثانی بھی جسکو مُعضوں نے طبقات النُّحاۃ مین ذکر کیا ہے کہ احکام القرآن کے پہلے کا
قاسم بن اصبغ بن یوسف بیانی قرطبی اندلسی اخباری لغوی ہین قابل قبول
نہین اس لیے کہ اُنکی وفات سنہ ۳۴۰ھ مین ہوئی اور اُنکی عمر کچھ دن اوپر ۹۳ سال
کی تھی لہذا ثابت ہوگیا کہ محمد بن سائب ہی احکام قرآن کے پہلے مصنف ہین
اور ان دونون کے متعلق اولیت کا خیال بے محل ہے۔

صحیفۂ چہارم
غرائب قرآن مین پہلا مصنف

واضح ہو کہ غرائب مین پہلے مصنف شیخ الشیعہ ابان بن تغلب ہین اسکے متعلق ہمارے
علما نے نص کی ہے اور اُنکے علاوہ یاقوت حموی نے معجم الادبا مین اور جلال الدین سیوطی نے
بغیۃ الوعاۃ مین بتصریح تحریر کیا ہے کہ غرائب قرآن مین ابان ہی مصنف اول ہین
اور اُن لوگون نے بالاتفاق اُنکا سن وفات سنہ ۱۴۱ ہجری بیان کیا ہے۔
سیوطی نے کتاب الاوائل مین لکھا ہے کہ غرائب قرآن کے متعلق پہلے مصنف ابوعبیدہ
معمر بن مثنی ہین اور اُنکا سن وفات خود سیوطی نے اور اُنکے علاوہ اور لوگون نے سنہ ۲۰۹ھ
معین کیا ہے اور بعض نے علی اختلاف الاقوال سنہ ۲۰۸ھ اور سنہ ۲۱۰ھ اور سنہ ۲۱۱ھ
بھی اُنکا سن وفات لکھا ہے لہذا سیوطی کے متعلق مین یہ تو ہرگز نہین کہہ سکتا ہون کہ
وہ اپنی اُس تحریر سے غافل ہین جو اُنھون نے ابان بن تغلب کے متعلق لکھی ہے کہ کتاب
غریب القرآن ابان بن تغلب کی تصنیفات مین سے ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ
اُنھون نے یہ ارادہ کیا ہو کہ اہل البصرہ مین پہلے مصنف ابوعبیدہ ہین چونکہ ابوعبیدہ
اہل سنت مین سے نہین ہین بلکہ وہ خوارج صفوریہ مین سے ہین جیسا کہ

کتاب الحیوان مین جو اس زمانہ مین مصر مین طبع ہوئی ہے جاحظ کے کلام سے ثابت ہوتا ہے لہذا یہ خیال نہین کیا جا سکتا ہے کہ سیوطی نے ابوعبیدہ کے متعلق یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ اہل سنت مین سب سے پہلے مصنف ہین۔

ابان کے بعد غرائب قرآن کے شیعہ مصنفین

ابان کے بعد بھی غرائب قرآن کے متعلق شیعون کی ایک اور جماعت صاحب تصنیفات ہے منجملہ انکے ایک ابوجعفر رواسی ہین۔ یہ بھی ابوعبیدہ سے مقدم ہین اور دوسرے ابوعثمان مازنی ہین انکی وفات ۲۴۸ھ ہجری مین ہوئی اور تیسرے فراء ہین انھین نے ۲۰۷ھ ہجری مین انتقال کیا اور چوتھے ابن درید کوفی لغوی ہین۔ انھین نے ۳۲۱ھ ہجری مین وفات پائی اور پانچوین علی بن محمد سمیاطی ہین۔ ان سب کے حالات اور انکے شیعہ ہونے پر دلائل فصل علم نحو اور فصل علم لغۃ مین بیان کیے جائین گے۔

صحیفہ پنجم

مختلف معانی قرآن کے متعلق تصنیفات مین شیعون کا تقدم

(۱) معانی قرآن کا پہلا مصنف

شیعون مین جس نے سب سے پہلے کتاب معانی القرآن تصنیف کی ہے وہ ابان ابن تغلب ہین جنکی وفات ۱۴۱ھ مین ہوئی۔ ابن ندیم نے فہرست مین اور نجاشی نے اسماء شیعہ مصنفین مین اور ان دونون کے علاوہ اور لوگون نے اس کتاب کے متعلق نص کی ہے کہ اس کے مصنف ابان بن تغلب ہین۔

ابان سے قبل معانی قرآن کے متعلق کوئی شخص صاحب تصنیف نہیں ہے ہان ابان کے بعد رواسی اور فراء بھی شیعون مین صاحب تصنیف ہین جیسا کہ ابن ندیم نے کہا ہے کہ کتاب معانی القرآن رواسی کی بھی ہے اور کتاب معانی القرآن فراء کی بھی ہے جسکو انھون نے عمر بن بکر کے لیے تالیف کیا تھا اور یہ دونون بھی شیعہ تھے۔

(۲) ناسخ و منسوخ کا پہلا مصنف

ناسخ و منسوخ کے متعلق عبداللہ بن عبدالرحمن اصم مسمعی بصری کی کتاب سب سے پہلی تصنیف ہے۔ عبداللہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی اور اکابر شیعہ مین سے ہین انکے بعد دارم بن قبیصہ بن نہشل بن مجمع ابوالحسن تمیمی دارمی ہین۔ یہ بھی صدر اول کے اکابر شیعہ مین سے ہین اور انھون نے اپنی عمر کے آخری حصہ مین جناب امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔ دوسری صدی کے آخر مین انکا انتقال ہوا۔ انکے تصنیفات مین سے کتاب الوجوہ و النظائر اور کتاب الناسخ والمنسوخ ہے نجاشی نے فہرست اسماے شیعہ مصنفین مین انکے حالات کے ذیل مین ان دونون کتابونکا تذکرہ کیا ہے۔ ان دونون کے بعد حسن بن علی بن فضال صحابی امام رضا علیہ السلام جنکی وفات ۲۲۴ھ مین ہوئی اور شیخ اعظم احمد بن محمد بن عیسی اشعری قمی صحابی امام رضا علیہ السلام جنھون نے اپنی زندگی کی کہ زیارت امام حسن عسکری علیہ السلام سے بھی شرفیاب ہوئے ناسخ و منسوخ کے متعلق صاحب تصنیفات ہین۔

جلال سیوطی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ناسخ و منسوخ کے متعلق پہلے مصنف ابوعبید قاسم بن سلام ہین حالانکہ انکی وفات ۲۲۴ھ ہجری مین ہوئی اور وہ حسن ابن علی بن فضال کے معاصرین مین سے ہین اور مسمعی سے بہت متاخر ہین بلکہ

وارم بن قبیصہ سے بھی متاخر ہین۔ بہرحال ثابت ہوگیا کہ ناسخ و منسوخ کے متعلق تصنیف مین شیعون ہی کو تقدم حاصل ہے۔

(۳) نوادر قرآن کا پہلا مصنف

نوادر قرآن کے متعلق سب سے پہلے مصنف علی بن الحسین بن فضال ہین جو تیسری صدی کے شیعہ اکابر مین شمار کیے جاتے ہین۔ ابن ندیم نے فہرست مین کہا ہے کہ نوادر قرآن کے متعلق شیخ علی بن ابراہیم بن ہاشم اور علی بن الحسین بن فضال اور ابونصر عیاشی کی کتابین منجملہ تصنیفات اہل تشیع ہین انتہی مین کہتا ہون کہ علاوہ ان لوگون کے کتاب نوادر القرآن کے مصنف احمد بن محمد سیاری کاتب بصری بھی ہین اور وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ مین طاہر کی کتابت کیا کرتے تھے اور ابوالحسن محمد بن احمد بن محمد المعروف بہ جارنیؒ نے بھی کتاب نوادر القرآن تصنیف کی ہے۔ نجاشی نے انکے متعلق کہا ہے کہ ہمارے اصحاب مین یہ ایک معزز اور ثقہ شخص تھے۔

(۴) متشابہات قرآن کا پہلا مصنف

متشابہات قرآن کے متعلق پہلے مصنف حمزہ بن حبیب زیات کوفی ہین۔ انکا انتقال بمقام حلوان ۱۵۶ھ ہجری مین ہوا یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی اور شیعہ تھے ابن ندیم نے انکے متعلق کہا ہے کہ کتاب متشابہ القرآن حمزہ بن حبیب کی ہے اور وہ منجملہ قراء سبعہ اور صحابی امام جعفر صادق علیہ السلام ہین انتہی اور اسیطرح شیخ ابوجعفر طوسی نے انکو اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام مین شمار کیا ہے اور ان دونون سے قبل ابن عقدہ نے بھی اپنی کتاب رجال مین

انھیں اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام میں شمار کیا ہے۔
حمزہ بن حبیب کے علاوہ متقدمین شیعہ میں تشابہات قرآن کے متعلق ایک جماعت صاحب تصنیفات ہے مثل محمد بن احمد وزیر کے جو جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ کے معاصر تھے کتاب متشابہ القرآن انھوں نے بھی تصنیف کی ہے اور مثل شیخ رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب کے جنکا سن وفات ۵۸۸ھ ہجری ہے انکی تصنیفات میں سے بھی کتاب متشابہ القرآن ہے۔

(۵) مقطوع و موصول قرآن کا پہلا مصنف

مقطوع و موصول قرآن کے متعلق پہلے مصنف شیخ حمزہ بن حبیب ہیں محمد بن اسحق المعروف بابن ندیم نے فہرست میں لکھا ہے کہ کتاب مقطوع القرآن و موصولہ حمزہ بن حبیب کی ہے جو منجملہ قرار سبعہ و صحابی امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں

(۶) قرآن پر نقطے و اعراب لگانے والا پہلا شخص

قرآن مجید پر نقطے اور اعراب لگا کر تحریف سے اُسکی حفاظت کرنے والا سب سے پہلا شخص ابو الاسود ہے جسکا تذکرہ اکثر کتب میں ہے اور بعض کتابوں میں ابو الاسود کے شاگرد یحییٰ بن یعمر عدوانی کو بیان کیا گیا ہے لیکن قول اول اصح ہے اور بہرحال یہ ہوں یا وہ فضیلت شیعوں ہی کیلئے ثابت رہیگی اس لیئے کہ دونوں بالاتفاق شیعہ ہیں اور انکے متعلق نصوص و تفصیلی شواہد ہماری اصل کتاب میں موجود ہیں

(۷) مجازات قرآن کا پہلا مصنف

مجازات قرآن کے متعلق پہلے مصنف فراء یحییٰ بن زیاد ہیں جنکی وفات

سنہ ہجری مین ہوئی انکا تفصیلی ذکر آئندہ ائمۂ علم نحو کے ساتھ کیا جائے گا۔
ریاض العلما مین مولی عبد اللہ افندی نے انکے شیعہ امامیہ کے متعلق بتصریح
نص کرنیکے بعد سیوطی کے اس قول کی کہ فرا اعتزال کی طرف مائل ہین یعنی تاویل
کی ہے کہ سیوطی کو یہ خیال شاید اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ اصول شیعہ و اصول
معتزلہ کو اکثر علمائے جمہور نے مختلط کر دیا ہے اور اسی سبب سے اکثر اشتباہ ہو جایا
کرتا ہے ورنہ فرا یقیناً شیعہ امامیہ اثنا عشریہ تھے انتہی فرا کے علاوہ شیعون
کی ایک جماعت نے مجازات قرآن کے متعلق متعدد کتابین تصنیف کی ہین
اور ان کتابون مین سب سے بہتر کتاب سید جلیل جناب شریف سید
رضی موسوی برادر جناب سید مرتضیٰ کی کتاب مجازات القرآن ہے۔

امثال قرآن کا پہلا مصنف

امثال قرآن کے متعلق مصنف اول شیخ جلیل محمد بن محمد بن جنید ہین ابن ندیم نے
معانی مختلفہ قرآن کے متعلق جو کتابین تصنیف کی گئین ہین انکی فہرست کے آخری
حصہ مین یہ لکھا ہے کہ کتاب الامثال ابن جنید کی ہے انتہی اور مجھے کوئی شخص ایسا نظر
نہین آتا جسنے ابن جنید سے قبل امثال قرآن کے متعلق کوئی کتاب تصنیف کی
ہو لہذا ابن جنید کے لیے تقدم ثابت ہوا۔

فضائل قرآن کا پہلا مصنف

فضائل قرآن کے متعلق پہلے مصنف ابی بن کعب انصاری صحابی ہین ابن ندیم نے
اسپر اپنی فہرست مین نص کی ہے اور جلال سیوطی کو چونکہ ابی بن کعب کے تقدم کا
حال معلوم نہ تھا اسوجہ سے انھون نے امام محمد بن ادریس شافعی کو جنکا انتقال سنہ ھ

مین ہوا ہے فضائل قرآن کے متعلق پہلا مصنف بیان کیا ہے سید علی بن
صدرالدین حسنی صاحب سلافہ نے کتاب الطبقات یعنی الدرجات الرفیعہ فی طبقات
الشیعہ مین ابی بن کعب کے شیعہ ہونے پر نص صریح کی ہے اور بہت سے دلائل و شواہد آنکے
شیعہ ہونے کے متعلق پیش کیے ہین اور مین نے اصل کتاب مین کچھ اور اضافہ کے
ساتھ انکا شیعہ ہونا ثابت کیا ہے ۔

(۱۰) فضائل قرآن مین صاحب تصنیف ایک اور شیعہ جماعت

ابی بن کعب کے علاوہ فضائل قرآن کے متعلق شیعون کی ایک جماعت صاحب تصنیفات ہے
منجملہ انکے حسن بن علی بن ابی حمزہ بطائنی اور محمد بن خالد برقی ہین یہ دونون امام رضا
علیہ السلام کے زمانہ مین تھے اور احمد بن محمد سیاری ابو عبداللہ کاتب بصری ہین یہ
طاہر اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ مین تھے اور محمد بن مسعود عیاشی اور علی بن
ابراہیم بن ہاشم استاد کلینی اور احمد بن محمد بن عمار ابو علی کوفی ہین انکی وفات ۳۴۶ھ
مین ہوئی ان حضرات کے علاوہ اور بھی اکابر شیعہ فضائل قرآن کے متعلق صاحب تصنیفات ہین

(ابی بن کعب انصاری کے متعلق مترجم کی تحقیق ضمیمہ پر ملاحظہ ہو ۱۲)

(۱۱) اسباع قرآن مین اور نیز حدود آیات قرآن مین پہلا مصنف

اسباع قرآن اور تحدید آیات قرآن کے متعلق حمزہ بن حبیب زیات کوفی جنکا شیعہ
اور منجملہ قرا سبعہ ہونا سابق مین معلوم ہو چکا ہے سب سے پہلے مصنف ہین ابن ندیم نے
فہرست مین بیان کیا ہے کہ کتاب اسباع القرآن اور کتاب حدود ای
القرآن حمزہ بن حبیب کی ہے اور چونکہ حمزہ سے کسی شخص کا تقدم اس باب مین
معلوم نہین لہذا آنکا مصنف اول ہونا ثابت ۔

مضمون نگاران الواعظ کے لیے

چند ضروری ہدایات

(۱) براہ مہربانی مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھ کر مضمون لکھین۔

(۲) مضامین حتی الامکان مختصر ہونے چاہئین۔ اگر مضمون نگار کیطرف سے ممانعت نہ ہو تو اڈیٹر خاص صورتون مین مضمون کو مختصر کر سکتا ہے مگر مطلب کو بدل نہین سکتا۔

(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو۔

(۴) تحریر کشادہ ہو گنجان نہ ہو۔ بین السطور اور حاشیہ کافی چھوڑا جائے۔ خط صاف اور واضح ہو تاکہ مضمون صحیح چھپ سکے۔

(۵) عبارات عربیہ پر احتیاط کے ساتھ اعراب لگایا جائے۔

(۶) عربی۔ فارسی وغیرہ کی جو عبارتین مضمون مین آئین وہ ایک کالم مین لکھی جائین اور اُنکے بالمقابل دوسرے کالم مین اُنکا ترجمہ درج کیا جائے۔

(۷) حتی الامکان کتب منقول عنہا کا پورا حوالہ دیا جائے۔

(۸) طریق استدلال اور ترتیب مطالب مین اڈیٹر کے مضامین کو نمونہ سمجھنا چاہیئے۔

(۹) مقاصد رسالہ کے خلاف کوئی مضمون درج نہین ہو سکے گا۔

(۱۰) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہین کیا جائے گا۔ اگر صاحب مضمون کو اُسکی واپسی کی ضرورت ہو تو محصول ڈاک کے لیے ٹکٹ آنے چاہئین۔

(مینیجر الواعظ لکھنؤ)

ابطال التناسخ - مولفۂ مولانا سید محمد ہارون صاحب مرحوم عہ

ذخیرۃ الکتب

دفتر الواعظ کی مفید و قابل قدر کتابین

کتابوں کے ملنے کا پتا
منیجر "الواعظ"
نخاس - لکھنؤ

بعض کتابوں کے صرف
چند نسخہ باقی ہین شائقین
جلد طلب فرمائین -

تصانیف مفتی علام مولانا السید محمد عباس صاحب طاب ثراہ

منابر الاسلام (عربی) مواعظ مین بے مثل ہے عہ
تعلیقۂ انیقہ " حاشیہ شرح لمعہ طلبائے
مدارس عربی کے لیے نہایت مفید ۶؍
ید بیضا (عربی و فارسی) عربی قصیدہ مدح
امام موسیٰ کاظم مین مع شرح۔ اشعار عربیہ کا
نظم فارسی مین بھی ترجمہ کیا گیا ہی ۳؍
مثنوی جواہر منظوم (فارسی) جناب امیرؑ کے
چودہ مصائب جو آپنے ایک یہودی
عالم سے بیان فرمائے۔ ۶؍
مثنوی آب لال (فارسی) معجزہ جناب امیرؑ
و دیگر نصائح و حکم و خطابات مفید ۶؍
دلیل قوی (فارسی) حقیقت مذہب اثنا عشری کے
دلائل مصنف علام کے صغرسن کی تصنیف ہے
شعلۂ جوالہ (عربی) اثبات احراق مصاحف
از کتب عامہ۔ ۳؍
نصرۃ المومنین (فارسی) اثبات فضیلت آنحضرتؐ
بر جملہ انبیاء و رد اعتراضات یہود و دیگر
منکرین۔ قیمت عہ

تصانیف اڈیٹر الواعظ و دیگر اہل علم زبان اردو

تسخیر حصار - غیر مسلموں کے جلسۂ منعقدہ مقام حصار
مین اڈیٹر الواعظ کی لاجواب تقریرات ابطال
قدامت روح و مادہ - ابطال تناسخ اور اثبات
توحید پر بے نظیر دلائل اور پنڈتوں کی تقریرات کے
مکمل جوابات - قیمت ۱۰؍
حدوث مادہ - ابطال قدامت مادہ کی بابت
نہایت عجیب و غریب تحقیقات - آریہ سماج کے
دلائل کا لاجواب جواب از قلم خواجہ
غلام الثقلین مرحوم (ہر چہار حصہ) ۶؍
معیار الاخلاق - اخلاق کی حقیقت مذہبی و
حکیمانہ اصول کے مطابق اسلامی اخلاق کا
صحیح معیار۔ ۳؍
حقائق شہادت - فلسفۂ شہادت پر پانچ
بے مثل مضامین کا مجموعہ ۳؍
ترجمۃ الشہادتین - شاہ عبد العزیز صاحب
محدث دہلوی کے عربی رسالہ سر الشہادتین
کا ترجمہ مع اصل رسالہ و سوانح عمری مصنف
و دیباچہ مترجم و حواشی۔ ۴؍